بسم اللہ الرحمن الرحیم

عاشق ہوا ہون ول حقی اکی حبیب کا
حقا کہ مثل ہی نہین میری رقیب کا

آفرین خوان ہون زخمِ خنجر کا
کیون شکوہ کری مقدّر کا

اتنی دن بہی گذر ہی جائین گی
کاش ہو وعدہ روزِ محشر کا

تم اے خضر لو راستہ اپنی گہر کا
خدا جانی ہی دہیان مجکو کدہر کا

کہو تو خلد مین گذری گی کس طرح نواب
گذر ہوا جو وہان بہی کسی ستمگر کا

الٰہی کیا کری گا حشر مین وہ نامراد آخر — جسی آتا نہو کوئی طریقہ دادخواہی کا

نپوچھو مجھسی تم خط جو ہر شمشیر کا دیکھو — لکھا ہی اوسمین سارا حال میری بیگناہی کا

یہ آیا کون کہ آتی ہی جسکی محشر مین — ہر اکطرف سی اوٹھا شور دادخواہی کا

یہ باتین اونسی کرو جو نہ جانتی ہون اسی — خراب حالون سی کیا تذکرہ تباہی کا

نہوتی خواب مین بھی پھر جدا عاشق کی پہلو سی — اگر تم دیکھتی صدمہ کبھی شام جدائی کا

مقابل ہوگئی ہین حسن و عشق اللہ کی آگی — یہی تو وقت ہی یعنی اب قسمت آزمائی کا

مٹاؤن دل سی کیون نام تک جدائی کا — کہ جس سی شہرہ ہوا تیری بیوفائی کا

جو رات دن تری در پر جبین رگڑتا ہو — اوسی ہو کبھی مین کیون شوق جبہہ سائی کا

کوئی رقیب کو اسدم ذرا بلا لائی — کہ اوسکو دیکھانا ہی جلوہ عشق آزمائی کا

صنم بغل مین ہی ساغر ہی ہاتہ مین نواب — بہت تہا شہرہ تمہاری تو پارسائی کا

گیا گلہ کرون اوس جا جس جگہ منادی ہو — نام ہی نہ لی کوئی مُنہ سی بیوفائی کا

دیکہنا یاس ہی دم وہ فلک کو افسوس — خون مین ہای تڑپنا وہ تری بسمل کا

بلا ہوئی ہی یہ کیا رشک کو کہ مرتی وقت — مری زبان پہ آیا ہی نام قاتل کا

شوقِ قاصد تو دیکہ غیر سی ہم — پوچہتی ہین نشان منزل کا

قتل کی بعد رحم آتا ہے — یہ پتا ہی ہماری قاتل کا

ساری دنیا کی مری کہوتا ہی جانا دل کا — سچ تو یہ ہی کہ برا ہوتا ہی آنا دل کا

زلف کیا ہی تو آفاق کو ڈہونڈہا نواب — نہ ملا پر نہ ملا ہای ٹہکانا دل کا

خدا کی شان ہی مین چاہون تجہسی کافر کو — نہین ہی کچہ بہی فقط ہی یہ ولولہ دل کا

امید لطف مین گہری خدا کی پہر آیا
ستم ہی اب بہی نہ نکلی جو حوصلہ دل کا

حشر آیا مگر نہ آئے تم
کچہ ٹہکانا ہے اس تغافل کا

عیش وصلت کا دین تجہی پیغام
حوصلہ کیا ہی غم کی مارون کا

گیا بلا ہی کہ ساری دنیا مین
تذکرہ ہی ستم شعارون کا

نہ بدلی خلق کی سب نیکیون سی ایک بدی
یہ رشک دیکہ تو اپنی گناہگارون کا

ہجوم دیکہ کی یاد آگیا دم محشر
کسی کی راہ مین مجمع وہ بیقرارون کا

طلب ہی لطف سی تو ٹالنا تغافل ہی
ادا سی لیتی ہین سب کام وہ اشارون کا

میری ماتم مین ہی فکر ستمگارون کا
حوصلہ پست ہوتا عشق سی سب یارون کا

یون تو دعوی ہین بہت سہد کی لیکن نواب
رنگ سخدانی مین دیکہی کوئی ہشیارون کا

رجعت نہو آہ کی فسون کے
معمول ہی یہ بھی اس عمل کا

جفاؤن سی اوس بت کی دنیا مین شاید
کوئی بچ رہا ہوگا بندہ خدا کا

صدمہ نہ اوٹھاتی ہم جفا کا
ہوتا جو نہ آسرا وفا کا

نواب بتون کی عشق مین کفر
کچھ خوف نہین تجھی خدا کا

یہ بھی ہی نیا قہر کہ اب حکم ہوا ہی
مرجای مگر نام نہ لی کوئی وفا کا

پوچھتی کیا ہو کہ عاشق کیون ہوی
کیا کہون حال اس غمِ جانکاہ کا

ازل مین مری سامنی تو نہ تھا
بڑا فضل تھا یہ بھی اللہ کا

سنادی ذرا تو ہی دل کی تڑپ
فسانہ مری حالِ جانکاہ کا

نازان ہون اپنی فہم رسا پر کہ حشر مین
بدلی گنہ کی حق سی ہی عین طالب ثواب کا

آئینگی وہ بلائیں جو آئی نہون کبھی | چندی ہی جو رنگ رہا اضطراب کا

عیشِ جنان سی کم نہین لذت وصال کی | ناصح جو ہی فراق نمونہ عذاب کا

نواب دیر سی چلی کعبی کو شکر ہی | اب بہی خیال کچہ اونہین آیا ثواب کا

ناز کیونکر اپنی مرنی پر نہو مجکو خدا | دیکہہ تو کشتہ ہون آخر کس بتِ مغرور کا

ٹیا جانی مین کیا کچہ اوسی نواب سناؤن | پرسان ہو اگر کوئی مری رازِ نہان کا

ای آفتابِ حشر نسوجہی تجہی بہی کچہ | آئی نظر جو رنگ جدائی کی رات کا

آئینگی وہ عذاب کہ دوزخ بہی ہو خجل | ہوگا جو انتقام تری التفات کا

دشت بنجای گا گہر کاتبِ قدرت تیرا | کہنچ گیا کچہ بہی جو نقشہ مری ویرانی کا

راتدن اوسکی تصور سی نہ نکلو نواب | اِس سی بہتر نہین ہی طرز نگہبانی کا

نزع مین یاس سی بہی اوسکو نہ دیکہا تو آپ
ہمتو سنتی تہی بہت شہرہ تری حشر کا
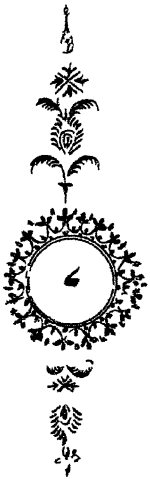
ہاتہ رکہ لیتی ہین آنکہون پہ وہ کس انداز سی
تذکرہ کرتا ہی جب کوئی کسی بیمار کا

منع کرتا ہی مجہی عشقِ بتان سی ای خدا
مجہہ سی بدتر حال ہو جائی مری غمخوار کا

اُسطرح جہپکی پلک اوسکی شبِ غم چارہ گر
جسکی آنکہون مین ہو عالم ابرِ دریا بار کا

عشقِ بت مین ہون وہ کافر ہون کہ قدسی سے فخر
رکہتی ہین تسبیح مین رشتہ مری زنار کا

نزع مین تہا موت سی بدتر مجہی
مسکرا کر پوچہنا اغیار کا

فتنون نی بہی منہ دامنِ محشر مین چہپایا
شہرہ ہی یہانتک تری بیدادگری کا

مرجاؤنگا پہر رشک سی محشر مین الٰہی
پرسان نہو کوئی مری داغِ جگری کا

ہی مجکو عزیز اسلیی خورشیدِ قیامت
پرتو ہی کچہ اسمین تری بیدادگری کا

ایک بھی ایسا نہیں دنیا میں جو تیرا نہو
پہر بہلا کس سی کرون شکوہ تری بیداد کا

میں وہ وحشی ہون قفس میں رنگ میرا دیکھکر
بارہا نواب منہ فق ہو گیا صیاد کا

ستم ہی اب بھی وہ اس ناتوان سی ناز کرتی ہین
کہ بستر پر قیامت ہی بدلنا جسکو کروٹ کا

یہ خبر سنکر وہ دشمن جان کی ہو جائینگی
تذکرہ کرتی ہو ناحق تم مری احباب کا

جوشِ جنون کی ہائی فزا شوخیان تو دیکھیہ
جاسوس بن گیا ہی محبت کی راز کا

اوٹھواؤ ناز اور کسی سی کہ اب یہان
کچہ سلسلہ ہی صبر سی راز و نیاز کا

اپنی دامن کا جھٹکنا وقت رخصت دیکھ لی
بس یہی نقشہ ہی میری گردشِ ایام کا

کیونکر نہ ظلم اوٹھاؤن بتون کی نئی نئی
پرتو ہی ان مین اوسی حسنِ قدیم کا

سپہر پہ تہا ایسکا شہرہ زمین پہ تہا ایسکا چرچا
عجیب کچہ رنگ بندہ گیا تہا دمِ اخیر و واپسین کا

چاہت نی قد و زلف کی یہ لطف دکہایا | محتاج نہین ہی کوئی اب دار و رسن کا

آنکہین ہوئی ہین ناسور جو رونے سی تو پہر کون | نظّارہ کری گا تری بیساختہ پن کا

نکلی گی پہر یہ کہان لذتِ خلش ای کاش | نہ ہو خیال تجہی دل کی چارہ سازی کا

پیدا ہو زمانی مین یارب وہ حشر تک | باقی رہا ہو کوئی اگر مری نام کا

لی بدلی کچہ تو عیش کی دشمن سی فلک بہی | شہرہ جہان مین ہی تری انتقام کا

عرضِ نیاز پر وہ بگڑتی ہین ناز سی | سچ ہی یہی جواب ہی میری سوال کا

جلی کچہ گبر و ترسا تو بہلا کیا فائدہ ہمکو | عدو کی گہر آگی بہیج دی شعلہ جہنم کا

وہ کیونکر چہوٹی عدو سی ہو شادان دلمیں جو تو | جو اندوہ شبِ فرقت سی مہمان ہو کوئی دم کا

عجب غم دو تہا نواب جو خالق سی کہتا تہا | کہ دل مین میری بہی ہی دی آہی اور دعا م کا

اُلفت کسی سی ظالم کا ہی کو کوئی کرتا / ایسا ہی شیوہ ہوتا گر سب ستمگرون کا

ملائک تڑپنی لگی ہائی کہکر / سرِ عرش پہنچا جو نالا کسیکا

اداسی بگڑنا لگاوٹ سی ملنا / یہ انداز بھی ہی نرالا کسیکا

اُس مُنہ سی کرون شکوہ کہ مدت سی یہان تو / ہی نام لبون پر سحر و شام کسیکا

ایسی ہی دل کی لینی مین اُلجھن ہی تو پھر / سودا تمہاری زلفِ پریشان کا ہو چکا

نواب چاہتی ہو کہ ہو عشق کا علاج / ہی گر یہی مرض تو بس آرام ہو چکا

کہنی لگی وہ وصلتِ دشمن کی داستان / حالِ غمِ فراق مین جسدم سُنا چکا

کیا خاک تیر اشک مین ممنون ہون کہ تو / دامن سی اوسکی خون بھی میرا نہ دھو سکا

ہی جس کمر پہ آپ کو ناز اوس سی تو کبھی / گیسو کی بوجھ کا بھی تحمل نہو سکا
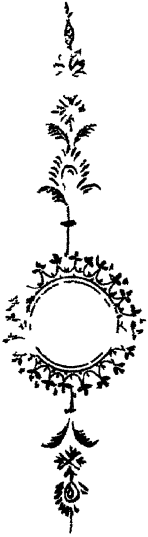
یون آ کہینچی ہین کہ اوس فتنہ گری ہی ‏ — دم بہر بر عدو مین تغافل نہو سکا

ہوا ہی مدتون مین وہ ستمگر مہربان اپنا ‏ — بنای اور عالم مین مکان لا آسمان اپنا

سٹا دیا ہمنی غم مین خان و مان اپنا ‏ — تا نہو کبہی معلوم غیر کو نشان اپنا

محال ہی کہ کبہی ہو وہ بیخبر اپنا ‏ — ذرا خیال رہی تجکو نامہ بر اپنا

شب وصال صنم ہای کون دیکہی گا ‏ — یہی جو حال رہا غم سی تا سحر اپنا

اٹہو رقیب کی فریاد سی کہ دم بہر کو ‏ — ہماری آہ کو دیدی ذرا اثر اپنا

ہای بیجرمی قاتل کی شہادت کی لیی ‏ — نام خود ہمنی لکہا ہی سر محضر اپنا

بسکہ ہی ورد یہی ہر سحر و شام اپنا ‏ — اس لیی وہ نہین لیتی ہین کبہی نام اپنا

سانتہ دی کیا کسی مظلوم کا وہ انکی خراب ‏ — نہوا ہو کسی صدمی مین جو ناکام اپنا

تظلم کی لیی کہا ہی ہمنی کیون کفن اپنا
یہی دعوی ہین تو بس ہو چکا وہ گلبدن اپنا
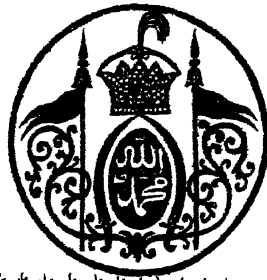
نہ بتانی پر اسی ہی یہ تڑپ کیا ہوتا
تم بتا دیتی اگر دل کو ٹھکانا اپنا

لا کہ آغوش مین تم دل کو چھپاؤ نواب
ڈہونڈہ ہی لی گی وہ مژگان تو نشانا اپنا

تو بہ بیداد سی ہرگز نکرو تم ہر چند
گر چکا کام یہان چرخِ ستمگار اپنا

بختِ بد پر ہی یہ تکیہ کہ عدو بھی کہٹکی
حال کہہ جاتا ہی نواب اسی ہر بار اپنا

ہوا ہی عزم الہی سوِ عدم میرا
بتا تو کونسی دل مین رہی گا غم میرا

چاک کرنی سی بہلا نامی کی حاصل کیا ہی
آپ سمجھی ہین کچھ اسکو بھی گریبان میرا

قتل کرکی مجھی کہتا ہی ادا سی وہ شوخ
تیری سر پر یہ رہا حشر تک احسان میرا

پیون گا اتنی نہ آئی گا ہوش حشر کو بھی
پہنچ گیا جو کبھی ہاتہ تا سبو میرا

رقیب جان ہی میں دون گا رشک سی تجہ نی
گلہ کیا جو کبہی میری روبرو میرا

آئینہ نہ دیکہتا جو ہوتا
غم مین کوئی غمگسار میرا

خدا ہی جانی ستم کونسی ہون آخر مین
ابہی تو لیتی ہین وہ صرف امتحان میرا

کی پرستش بتون کی کہ کبہی ای نواب
نام لیتا نہین اب کوئی مسلمان تیرا

ذکر پریونکا وہ سن سن کی جلا ای نواب
چل گیا آج تو اوس شوخ پر افسون تیرا

مین تجہ سی واسطی نواب لڑون کس کس سی
عشق جانان مین تو دشمن ہی زمانہ تیرا

عدو کا خط سمجہکر نامہ قاصد سی لیا لیکن
بہت بگڑی لفافی سی جو خط میرا نکل آیا

سمجہونگا مین ای چارہ گرو گر مری دل سی
ارمان کوئی ہمرہ پیکان نکل آیا

کس لیی ہاتہون سی تہامی ہو دل
کیا مرا درد جگر یاد آیا

کہی گا مرحبا کون اے اجل تیری اداؤں پہ
جو مرتے دم بھی مجکو غمزۂ قاتل پسند آیا

تمہیں تو جان سے بھی بڑھ کے ہے نواب دل اپنا
کرو گے کیا جو اوس بے رحم کو یہ دل پسند آیا

ابھی عدو بہت ہیں اپنی بے رحمی پہ اوس بت کو
مرے اوٹھیں گے مقتل میں جو کوئی جاں بلب آیا

اشارے ہو رہے ہیں کیسے کیسے لوگ ہنس ہنس کر
عبث نواب تو محفل میں اوسکی بے طلب آیا

اور اب آئی قیامت کہ مجھے
عیشِ جاوید میں غم یاد آیا

کبھی جاتی تو ہو لیکن نواب
کیا کرو گے جو صنم یاد آیا

مقتل میں اوسی جو وہ بیداد گر آیا
میں کیا کہوں یارو کہ مجھے کیا نظر آیا

کہتے ہیں کہ وصلت نہیں ممکن ہے افسوس
الزام مرے دل ہی کی امید پر آیا

نہ ملنے کا اسی پردے میں اک اشارہ تھا
گئے بزمِ غیر میں وہ شوخ بے نقاب آیا

کرون گا فکر مین کیا جان دینی کی یار
جو وقتِ قتل بہی ظالم کو کچہ حجاب آیا

شگفتہ جب کسی غنچی کو دیکہا موسمِ گل مین
شبِ وصلت کسی کا مسکرانا مجکو یاد آیا
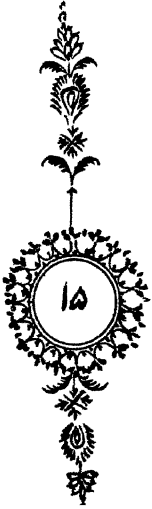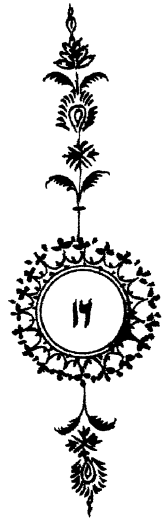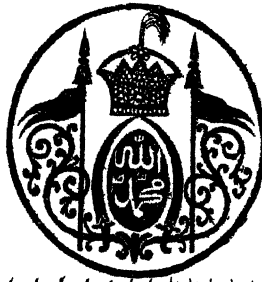
پڑہین گی فاتحہ ہم تیری روح پر مجنون
جو زیرِ پا کبہی صحرا مین کوئی خار آیا

قفس مین میری ٹہنی کی فکر کر صیاد
سُنا ہی دہوم سی پہر موسمِ بہار آیا

ستم فراق کا یہ دیکہ تو کہ آنکہون مین
رہی نہ اشک تو پہر پارۂ جگر آیا

نہوگا کوئی سکش دہر مین نواب سے بڑہ کر
کہ مسجد مین بہی شانی پر لیی می کا سبو آیا

ہم جانتی تہی دل کو بڑا صاحبِ تدبیر
پر وہ بہی غمِ عشق مین کچہ کام نہ آیا

ہر دم یہی دہڑکا ہی کہ اب آئی قیامت
مر کر بہی ہین گور مین آرام نہ آیا

کہ شکوہ بیداد کبہی شکرِ تلطف
ہمکو تو کوئی اسکی سوا کام نہ آیا

رونا نہین آتا ہی کہ مرنا نہین آتا
انصاف سی دیکھو تو ہمین کیا نہین آتا

مرتی ہین سبھی یون تو تری ناز و ادا پہ
پر میری طرح ایک کو مرنا نہین آتا

توقیر کی خواہش مین کرون خاک کہ مجکو
اوس بزم مین رسوا ہی تو ہونا نہین آتا

نفرت نہین کچہ اوسکو نواب یہ فقرین
الفت نہ اگر ہوتی تو دل مین نہ آتا

وہ گھر مین بھی ہاولٹین گی منہ سی نقاب کیا
ہوگا ہماری ضد سی وہان بھی حجاب کیا

روز جزا جو پوچھین گی نواب تیرا حال
ہمسی تو کہ دی گا وہان تو جواب کیا

جسکی رگ رگ مین اسیری کا ہو ذوق
وہ بھلا ہو دام سی آزاد کیا

گھر تو ویران کر چلی نواب تم
ہوگا اب جنگل کوئی آباد کیا

ذکر بت سی ہو گیا واعظ خموش
ہم بھی اوسکی طرح بت بنجائین میا
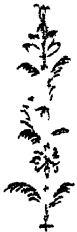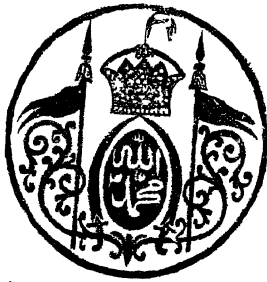
جو نہ سمجھی آپ کو بھی عشق مین
پھر اوسی کہیی کہ ہم سمجھائین کیا

چاہ کر کی جان ہی سی جب گئی
پھر تمہاری ظلم سی گھبرائین کیا

جاتی ہو نواب تم پھر شکایت سیر ہو
تم کرو شکوہ جفا کا اور وہ فرمائین کیا

ہو گی وہی مصیبت جب ہوگی بیقراری
مانا کہ صبر دل نی کم بھر کیا تو پھر کیا

وہی مرتی ہین جو اچھی ہین نواب
مریضون کا تو اوسکی پوچھنا کیا

کسطرح دل سی نکالون ہوس روز وصال
اوسکی کوچی مین نہوگی شب تنہائی کیا

تقدیر کا لکھا جو مٹاؤ تو ہی مزہ
ہم آپ مٹ گئی ہین مٹاتی ہو ہمکو کیا

جو مر رہا ہی بلا سی ہی نہین کچھ غم
عدو کی مرنی سی جاہی گی خدائی کیا

کیون مسیح اب تک فلک بیٹھی ہین بیچ کوئی
اوسکی کوچی مین نظارہ کی لیی آئین گی کیا

کیون نہ عیسی کو بلاؤن چہ جسی ہہر علاج
وہ بہی تیری غم مین میری طرح مرجائین گی کیا

گوہوں محجوبِ فرقت کی شکایت سی مگر
وصل کی تہنی کری سُنی نہ شرمائین گی کیا

جب کہا اوس شوخ نی کیون چاہتی ہو تم ہمین
مجکو حیرت ہی کہ پہر نواب فرمائین گی کیا

غلط ہی نکلی الہی تری سبک وضعی
وگرنہ ہمنی سنی ہین حکایتین کیا کیا

جو محفل مین میسنی نظارہ کیا
تو غیرون کو اوسنی اشارہ کیا

جب نہ سُنا اوسنی غمِ دل تو پہر
شعر ہی مین اپنی سُنایا کیا

جسنی تری شکل بنائی تہی وہ
کیون نہ ابد تک تجہی دیکہا کیا

ناصح ہزارون کہیل گئی اپنی جان پر
ہمنی کسیکو دل جو دیا کیا بُرا کیا

اوکتا تی ہین فراق مین سب عشق سی یہان
ہجران مین شوقِ وصل ہمارا بڑہا گیا

کاش احوال مرا تو نہ سناتا قاصد
اس سی تو اور او سی مائلِ بیداد کیا

مرتی دم چہوڑ دیا کنجِ قفس سی مجکو
ہای کیا ظلم و ستم تونی یہ صیاد کیا

نام اپنا مٹا کی دنیا سی
ہمنی بہی عاشقون مین نام کیا

قصۂ زیست تہا دراز مگر
اوسنی دو باتون مین تمام کیا

کرتی ہین کیا کچھ یہ غیرت والی جیکی چاہت مین
مرکر ہمنی اوسکو ناحق دنیا مین بدنام کیا

وصل سی بگڑی وہ میری موت پہ راضی ہوی
یہ بہی جہگڑا اپنی اونسی خوب ہی یکسو کیا

خوبیِ قسمت تو دیکھو عاشقون کی گن کی نام
مجکو بہی اغیار مین اوس شوخ نی شامل کیا

لوحِ محفوظ پر لکہا تہا یہ
ہمنی بہی کیا ہی اختصار کیا

یاس سی تجکو دیکہ لیتی ہم
موت نی کچھ نہ انتظار کیا

نواب کیا سبب ہی کہ آزارِ عشق مین — جس سی ملی تم اوسنی ہی تم سی حذر کیا

حیات و مرگ مین جہگڑا تہا ایک مدت سی — کسی کی تیغ نی دم بہر مین انفصال کیا

ہای کیون کی تہی نگاہِ لطف جسکی وجہ سی — دیکہکر مجکو وہ ساری عمر پچتایا کیا

دل کو شب فراق یہ کسکا خیال تہا — جو ایک ایک آن مین لطف وصال تہا

منگوائی جو شمع اوسنی ظلمت کا بہانا تہا — پروانون کی پری مین میرا ہی جلانا تہا

جو اپنا حالِ دل اوس شوخ کو سناتا تہا — تو آگی غیر کی نواب یون نہ جاتا تہا

رقیب کو نہ بلایا جو سیر ہو جاتی — دمِ عتاب اگر مجکو آزمانا تہا

مین تو بہی کشتۂ انداز تہا لیکن اوسکو — دیکہکر غیر ہی کو ناز سی شرمانا تہا

لیون تغافل سی کیا قتل مجہی ای نواب — ناز سی اوسکو جنازی پہ مرا آنا تہا
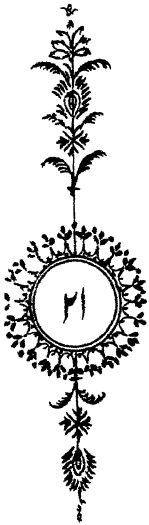
نہ نگہہ مین حسرتین تہین نہ کچہ آہ مین اثر تہا
تری آگی میری ضد سی وہ دل غیر نوحہ گر تہا

دل غیر کو کسی نی جو کیا ادا سی بسمل
تو وہ ہای یہ نسوچا کہ یہان تو ہی جگر تہا

سبہی ہی وہ عدو اونکی مین سمجہا کیا غلط
بد قسمتی پر اپنی یہ کچہ اعتبار تہا

ایسا بلا کا ہجر مین ولپہ سرود تہا
شرمندہ جسکی آگی عذاب خلود تہا

میری ہی دم سی فتنہ گری اسکو آگئی
نواب پہلی ہی تو یہ چرخ کبود تہا

ساری جہان کی ہین منہ ہی وصل مین وہ ہین
جس جس جگہ فراق مین شدت سی وہ تہا

نواب سا کہان نہی مانی مین رنج و ست
عیش جنان مین ہی تو طلبگار درد تہا

وہ ہر نگاہ شوق کو گنتی تہی وصل مین
مجہہ پر تو لطف مین ہی ستم بیحساب تہا

بی پردہ غیر سی جو ہوا شب تو وہ ہوا
حیرت مین ہون کہ مجکو سحر کیون حجاب تہا
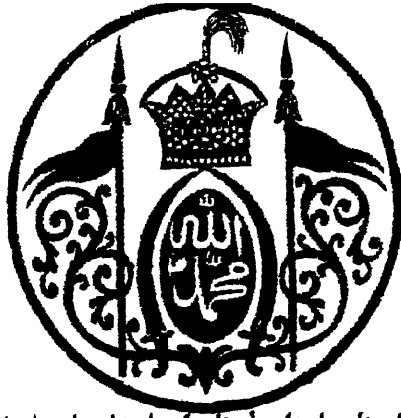
بیٹھا ہی آج رندون مین پیرِ مغان بنا
نواب کل تو مدعیِ احتساب تھا

مرنہ جاتا فراق مین کیونکر
تجھسی کچھ شرمسار ہونا تھا

قدر ہوتی تو اوسکی ناوک کو
میری ہی دل کی پار ہونا تھا

تھا جو فرقت کا خوف تو نواب
وصل ہی مین نثار ہونا تھا

موت بھی تنگی سی اپنی گھر اولٹی پھری
رات کو فرقت مین تیری یہ ہجوم نالہ تھا

تھا وہی نواب بیکس رات تیری غم مین
جسکی ہر نوکِ مژہ پر دل کا اک پرکالہ تھا

جانتی ہی جسکو سب خلقت تجلی طور کی
وہ بھی نواب اک اوسی کا جلوہ مستانہ تھا

آسمان کو کیا عداوت تھی جو دیتا مجھکو عشق
کچھ نہین نواب یہ قسمت ہی کا اُلٹہ پھیر تھا

افسوس کہ وہ پھیرتی ہین اب اوسی دل کو
آغاز ہی مین جس سی حذر ہمنی کیا تھا

آفرین تک نہی نکلی میری منہ سی وقتِ قتل
اسقدر تو اب اوس قاتل کا خنجر تیز تہا

دنیا کی جفاؤن سی ترا جی نہ بہری گا
پہلی ہی تری خو سی مین پہچان گیا تہا

اضطرابِ دلِ بسمل مین تہی یارب کیا بات
کہ وہ بیدرد بہی حسرت سی تماشائی تہا
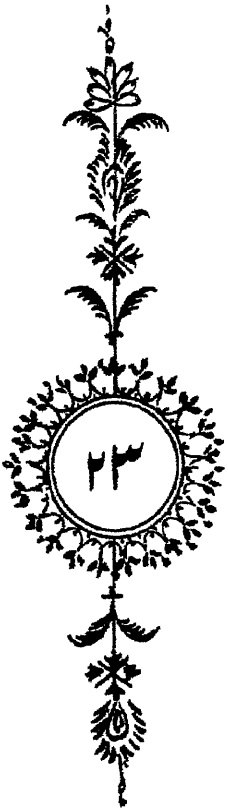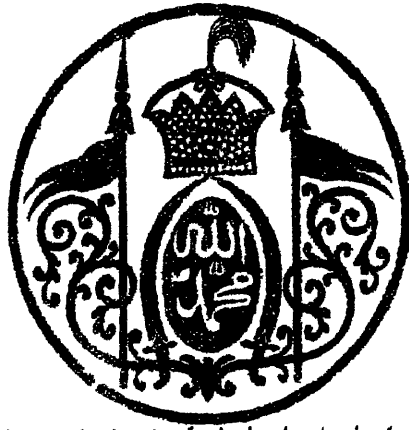
قتل اوسنی نکیا مجکو خطا پر بہی مگر
میرا مرنا خللِ اندازِ خود آرائی تہا

دیکہتی ہو تم جسی ناسور اپنی ہجر مین
ابتدای عشق مین یہ دیدۂ خونبار تہا

دیدیا اوسکو جسی کچہ قدر ہی اوسکی نہین
غیر تو یارب مجہی بہرِ ستم درکار تہا

کیون اوڑی نامہ بر کو دیکہکی ہوش
تہا خدا یا کوئی پیمبر تہا

عرش پر بہی ملک تڑپتی تہی
ہاتہ مین کسکی آج خنجر تہا

لی جان تڑپ تڑپ کی آخر
دل تہا کہ یہ دشمنِ بغل تہا

پہلو مین رہا جو رات بھر درد | شاید وہ عدو سی ہم بغل تہا
تم نہ آتے مگر تسلّی کو | وعدۂ صبح و شام کرنا تہا
سمجہا مین اوسکو دشمنِ جانی اگرچہ تو | میری ہی واسطی سی دلِ ازدان مین تہا
تجہی جب دیکہتا تہا رات کو نواب محفل مین | تو کس حسرت سی رو رو کر کلیجا تہام لیتا تہا
آج لی آی ہین نواب کو گھر مین ورنہ | کونسی دن تری کوچی مین نہ مظلوم تہا
بن کی بیخود گر پڑی قدمون پہ انکی نواب ہم | اوسکی پاپوش کا بہتر اِس سی کوئی ڈہب نہ تہا
ہای اوسکو کیون سکہائی تونی وحشت کی چلن | تار تک بہی بچیون جسکی گریبان مین نہ تہا
تجہسی کیا بگڑی ہی چاہت مین کسیکی ورنہ | کبہی فرقت مین زمانہ مرا غمخوار نہ تہا
رشکِ عدو سی اتنی بہی آہ مین مجہی | تعویذ تہا لحد کا نشانِ قدم نہ تہا

نواب رنجِ عشق کو پیدا کیا ہی تونی
آخر غمِ جہان ہی تو مرنی کو کم نہ تہا

ناز کیا کیا ہی تجہی اپنی ہی یکتائی پر
کیا ازل مین کوئی یارب بُتِ مغرور نہ تہا

نواب تو نی وصل کا پیغام کیون دیا
کمبخت کیا فراق مین تجکو مزا نہ تہا

رنج ہو تو تجہسی مجہسی ہی کیون ہم پر رقیب
مانعِ وصلت تو تیری ہی حیا تہی مین نہ تہا

ظالم تو بہت گذری ہین آفاق مین لیکن
تمسا تو جفا پر کوئی مغرور نہین تہا

ہون مضطرب ایسا تری پہلو مین کہ اتنا
بیتاب کبہی مین تہِ خنجر نہوا تہا

کیون وصل کی اقرار سی اب نواب ہو خوش خوش
یہ وعدہ تو تسکو کبہی باور نہوا تہا

فکر ہوگی نئی مخلوق کی تجکو یارب
یون ہی چندی وہ اگر مائلِ بیداد رہا

ہر گہڑی دل کو یہ دہڑکا تہا کہ اب صبح ہوئی
وصل مین ہی غمِ ہجران ہمدمساز رہا

یہ بیخودی تہی کہ ہرگز اوسی نے پہچانا
یہان تو وصل مین بہی ہای انتظار رہا

کسی کی درد کی آمد جو دل نے سن کی تہے
اِس انتظار مین تا حشر بیقرار رہا

گلی کرونگا ہزارون ہی وصل مین نواب
جو دل ہے اپنی مجہی کچہ بہی اختیار رہا

نہ تو ملا تو مرین گی تری تصویر پر
کہ درد و غم مین ہی دل کا چارہ ساز رہا

کرون رقیب کا شکوہ مین کسطرح تجہسی
بہلی بری مین نہ جب تجکو امتیاز رہا

بیٹہین ارباب عشق اکبتک ذرا انصاف کر
مدتون تک تو تری غم مین مرا ماتم رہا

منزل کا دہیان آتی ہی پہنچا ہون یار تک
مین اپنی کچہ خیال ہی ہی بیشتر رہا

اب نہین صبر کہ مین شک سی بچینی کی لیی
مدتون تک تو ترا مائل تصویر رہا

وصلت سی اور شوق یہان تو سوا ہوا
کیونکر کہون کہ اب کوئی ارمان نہین رہا

اونی کسی کی نہی سُنی میری قتل مین ۔ شکرِ خدا کہ غیر کا احسان نہین رہا

لذت اوٹہاتا کچہ تو تڑپنی کی بعدِ مرگ ۔ افسوس حشر تک بہی مین بسمل نہین رہا

کیونکر رہی گا اوسکو خیالِ نیازِ عشق ۔ جس بُت کی دل مین خوفِ خدا کا نہین رہا

اثر آیا دعا مین اوسدم ہای ۔ دل مین جب کوئی مدعا نہ رہا

ہی دل مین آج موت کی انداز دیکہنا ۔ کچہ رہ نجای ای نگہِ ناز دیکہنا

نواب بیخودی تو ہی ولت مین کہین ۔ مُنہ سی نکل نجای کوئی راز دیکہنا

مصروفِ عیش بزم مین سب ہین مگر مجہی ۔ تصویر ہین کہ صورتِ دلدار دیکہنا

گردن جہکانی کا تو نزاکت لحاظ کر ۔ اوچہی پڑی نہ یار کی تلوار دیکہنا

بہر آتی ہی بہار زمانی مین ای جنون ۔ باقی رہی نہ جیب مین اک تار دیکہنا

محفل مین ہلکنی لگی حسرت سی سب اغیار
کیا جانیی ہمنی انہین کس پیار سی دیکھا

ہوگا اوسی کیا شامتِ اعمال کا دھڑکا
جسنی تری فرقت مین شبِ تار کو دیکھا

مین رشک سی مرگیا جو کوئی
لوحی مین تری مزار دیکھا

نواب جہان ہی جان کا ڈر
تجھکو وہین لاکہ بار دیکھا

کوئی صدمہ نہین دل پہ تو بتا ای نواب
نگہِ یاس سی کیون تو نی فلک کو دیکھا

ای نوح بہت ناز دعا پر ہی کہو تو
ٹکڑا ہی جگر کا کوئی طوفان مین دیکھا

یہ صدمہ نہ دیکھی گا قیامت مین بہی کوئی
جو مینی شبِ ہجر کی ہر آن مین دیکھا

تم تو غیرون کی نظاری مین تہی مصروف مگر
مجھسی پوچھی کوئی جو مینی تماشا دیکھا

مینی جانا کہ یہ خورشیدِ قیامت نکلا
جس گھڑی وصل کی شب صبح کا تارا دیکھا

حال کیا ہوگا حشر مین سب کا ۔۔۔ تہنی اس ناز سی اگر دیکھا

اوسنی دیکھا نہ دل مرا جسنی ۔۔۔ تیری زلفون کو تا کمر دیکھا

لی کی آیا ہی جو خود آج وہ پیغام وصال ۔۔۔ نگہ یاس سی کسنی سو دربان دیکھا

جان کو رشک یہی ہی کہ جگر نی نواب ۔۔۔ دل کو آتی ہوی کیون تا سر مژگان دیکھا

نواب یون تو اوسنی آنکھین لڑائین سب سی ۔۔۔ پر دیکھنا وہی ہی جسکو اوسی دیکھا

خار بن کر اوسی سی اولجھی ہم ۔۔۔ جسکو پہنی ہوی کفن دیکھا

وفا ہوا نہ کبھی گرچہ لاکھ بار ہوا ۔۔۔ قضا کا وعدہ بھی گویا وصال یار ہوا

شکوہ بیداد سی فزونا الم حاصل ہوا ۔۔۔ جسکو ہم آسان سمجھی تہی وہی مشکل ہوا

اپنی ہی صورت دکھا دینگی اوسی نواب ہم ۔۔۔ اوسکی صورت دیکھنی کا گر کوئی سائل ہوا

سنا ہی آج وہاں قتل بیحساب ہوا ۔ اگر یہ سچ ہی تو اوسکو بڑا ثواب ہوا

عجیب سیر دکھائینگی تمکو مقتل مین ۔ جو زیر تیغ ہمین کچھ بھی اضطراب ہوا

ان بتون کا بھی ہی کیا رتبہ کہ اللہ اللہ ۔ جن کی تصویرون سی مسجود صنمخانہ ہوا

گیا ہی بن ٹھن کی وہ آیا تھا شب وصلت مگر ۔ جب بگاڑا ہمنی تو کچھ اور ہی عالم ہوا

جوش حسرت تجھسی سمجھونگا خدا کی روبرو ۔ اضطراب دل تڑپنی سی جو کچھ بھی کم ہوا

نواب چارہ گر کی خوشامد سی بچ گئے ۔ اچھا ہوا جو عشق کا آزار کم ہوا

ہی لطف زیست کا تو اسی چھیڑ چھاڑ مین ۔ چھیڑا تمہین کسی نی تو پھر کیا غضب ہوا

سونی دو بخت بد کو کہ سو بار آہ سی ۔ نواب تمنی اوسکو جگایا تو کیا ہوا

وصلت کی بات تو نہین ممکن ہی فراق کا ۔ آتی نہین ہی اب بھی قیامت کو کیا ہوا

گردن پر اونکی خون ہی ساری جہان کا
حیران ہون کہ جوش نزاکت کو کیا ہوا

ہی یہی اک مشغلہ فرقت مین جینے کی لیے
مر ہی جاؤنگا اگر درد جگر اچھا ہوا

شکل مطلب تو نہ نکلی اس سی کیا مطلب اگر
نالہ دل سی ہزارون مرتبہ محشر ہوا

تمتو چڑتی تھی بہت نواب نام عشق سے
تازہ چاہت پر ہی اب یہ کیا ہوا کیونکر ہوا

رشک کرتا ہی تھا غیر سی تجکو نواب
ہای اس بات سی وہ اور بھی مغرور ہوا

آئی بہار بھی تو زمانی میں وہ سگھڑی
اس جیب چاک چاک مین جسدم رفو ہوا

گیا خاک مین نماز پڑہون واعظو کہ آج
سجادہ ایک تھا وہی ہی بن سبو ہوا

خط قسمت اور رجا اپنا ٹھکانا کر کہ اب
اوسکی چوکھٹ پر مجھی شوق جبین سائی ہوا

کیا کچھ کہونگا اوس سی مین نواب گر کبھی
ہنگام شکوہ کچھ بھی وہ مجھسی خجل ہوا

ہم یہ سمجھے تھے کہ غم دل سے نکلیگا کبھی | رہ رہی باتون مین مگر اوسکی فراموش ہوا

ڈھونڈھنے نکلی ہے تیری ضد سے ہمنوا اور کو | لا یار رہ پھری ہی تری گلی یہ کیا ہوا

تم جو تعذیر ندو تو ہے تمہاری تقصیر | جرم کا مجکو تو سو مرتبہ اقرار ہوا

بارہا بہیجے ہین رقیبون نے اسے باعث سے | آج تو اب گلی کا تری پہر بار ہوا

کس طرح زیست بسر ہوگی بتا تو یارب | حسرت دل کو غم دہر جو کافی نہوا

وہ تو مشتاق تھے رخصت کی شب وصل افسوس | اشک شادی بھی مری آنکھ سے جاری نہوا

جنون کی جوش مین کاہے سے مین بیٹھونگا | اگر جنان مین ترا سنگ آستان نہوا

وہ رنج دوست ہین حسرت یہ آتی ہے ہر دم | کہ دل مین میری ہی سارا غم جہان نہوا

شب وصال عدو رنج ہی یہی خواب | کہ شل شرم مین کیون اوسکا پاسبان نہوا

کیا مزہ زیست کا آئیگا اوسی دنیا مین — جو کوئی تیغ اداسی تری بسمل نہوا

لوگ مرنی کو بتاتی تہی بہت ہی دشوار — شکر صد شکر کہ یہ بہی مجہی مشکل نہوا

سجدی کرتا ہی کعبی مین زاہد — ہای اسوقت وہ صنم نہوا

بڑہ گئین مہربانیان اوسکے — غم مری دل سی پہر بہی کم نہوا

خاک افسوس کریگا وہ مری نی گئی — قتل عالم سی بہی جو شوخ پشیمان نہوا

حوصلہ اوسکا بہی ہی دیکہی قابل نواب — جو ستم پیشہ تجہی دیکہ کی حیران نہوا

بد عہد ہی دل کچہ بہی گر پاس وفا ہوتا — تو کیون مری سینی سی اسطرح جدا ہوتا

یہین ہی عشق مین نقصان و سنہ پوچہتی ہم کیونکر — بتا دیتا ہمین دل ہی ہمارا وہ جہان ہوتا

ذرا گردش جو بڑہ جاتی تو ہی نواب دنیا مین — ہمارا طالع برگشتہ دسوان آسمان ہوتا

کبھی سجدی سی نہ اوٹھتا مرا سر قسم خدا کی | مری نالہ حزین سی جو وہ بیقرار ہوتا
یوہین ہم بہٹک بہٹک کی کہین ڈہونڈ لیتی خوب | اوسی شوخ چیون سی دم بہر جو کہین قرار ہوتا
جان دینا مری نزدیک جو مشکل ہوتا | تو تری جور پہ اسدرجہ نہ مائل ہوتا
قدر جب عشق بتان کی تجہی ہوتی ناصح | تیری پہلو مین ہی میرا سا اگر دل ہوتا
نہ جی اوٹہتا تو پہر تشہیر کرتی | مرا تابوت ٹہکرایا تو ہوتا
حال دل بی سنی قیامت ہی | تم جو سنتی تو کیا سی کیا ہوتا
اور سب کچہ تجہی خالق نی سکہایا ہوتا | اک فقط غیر سی ملنا نہ بتایا ہوتا
غش مین بیٹہی ہی وہ سر کو لیتی زانو پر | کاش تا حشر نہ مین آپ مین آیا ہوتا
قتل کرتی مجہی ہوتا نہ اگر شادی مرگ | تمنی مژدہ تو کوئی آکی سنایا ہوتا

جتنی نقشی تہی وہ ای چرخ مٹائی ہوتی | داغِ دل پر نہ مرا تونی مٹایا ہوتا

تو ہی کہہ دینا حالِ دل قاصد | مجھسی تو کچہ ادا نہین ہوتا

یہ ہٹ دہرمی ہی واعظ کی قسم کہانی کی قابل ہی | کہ تجکو دیکہتا ہی اور پہر قائل نہین ہوتا

تمام عمر مین مرتا رہا ہون جسپر ہائی | اوسی کو اک مری مرنی کا غم نہین ہوتا

کیا بات ہی اللہ کہ اوس حسن ادا پر | سب مرتی ہین پر ایک ہی مجسا نہین ہوتا

تا مجکو نہ امید ہو اسواسطی نواب | غیرون سی ہی محفل مین اشارہ نہین ہوتا

اندیشۂ فرقت سی ہین دو جان بہی لیکن | تم ہوتی ہو پہلو مین تو خنجر نہین ہوتا

کیونکر ہو تسلی کہ ملاقات کو اب تو | دن حشر کا ہی ہائی مقرر نہین ہوتا

عاشق سبہی ہوتی ہین مگر حال کسی کا | نواب تمہارا سا ہی ابتر نہین ہوتا
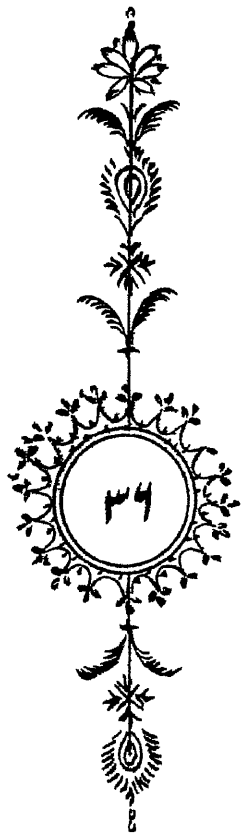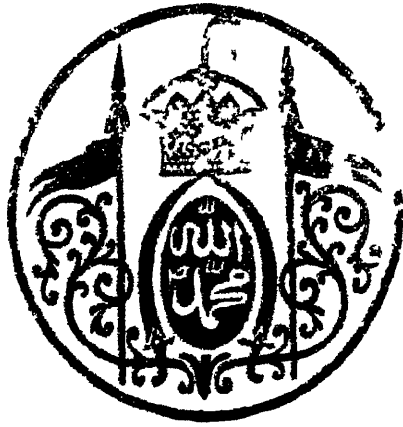
تنگ آکے ظلم یار سی دل یار ہو گیا — دشمن جو تھا مرا وہی غمخوار ہو گیا

مرتا نہ ہجر مین کبھی عاشق ترا اگر — جب جان دی کہ غم سی وہ ناچار ہو گیا

خواب عدم سی مین تو ازل ہی مین مست تھا — پر اوسکی ناز و ہائی کو ہشیار ہو گیا

جسپہ ہزار ناز تھے نواب کو وہ دل — وہ ہی اداون مین ترے پامال ہو گیا

دل کو تڑپنے سی تسلّی ہوئے — درد جگر بڑھ کی دوا ہو گیا

اس طرح فریاد کی مینے کہ رونا ہی مرا — داور محشر کی نزدیک اک تماشا ہو گیا

تو غلط ہی جان میرا دعوی الفت مگر — سوچ اتنا تو کہ مجھپر آہ مین کیا کیا ہو گیا

ناز تھا دشمن کو تیری لطف پر کیا کیا مگر — چار ہی دن کی ستم مین وہ بھی مجھسا ہو گیا

ہر چند تھا عتاب عدو پر وہان مگر — دو جھڑکیون کو سنکی یہان کام ہو گیا

اوس بیوفا کا عشق کہاں اور وہ کہان
نواب ہای مفت مین بدنام ہو گیا

کس شمعرونی جلوہ دکہایا کہ رات کو
پروانہ جل کی بزم سی کافور ہو گیا

اوس تند خو کی سامنی شکوی فراق کی
نواب اب ترا ہی یہ مقدور ہو گیا

حشر پر رکہی ہین نواب سب وعدی مگر
کیا کرو گی گر وہان وہ شوخ منکر ہو گیا

وقت آخر وصل کا وعدہ کیا اوس شوخ نی
ہای مرنا ہی غم ہجران مین مشکل ہو گیا

وصل کی لذت مجہی نہ دہ نچہوڑی گی کبہی
کیا ہوا گر ہجر کی صدمی سی جان بر ہو گیا
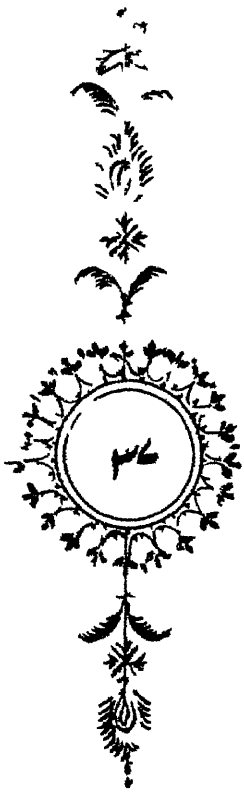
پہر نہ خاطر جمع اوسکی روز محشر تک ہوئی
تیری غم مین جو کوئی دم بہر پریشان ہو گیا

قتل کر کی مجکو کہتی ہین وہ کس کس ناز سے
آج ہمسی ہی بڑا کار نمایان ہو گیا

کیسی حسرت تہی نگاہون مین تری نواب ہای
دیکہکر اونسا ستمگر جسکو حیران ہو گیا

لایا خرامِ ناز سے آفت جہان پر — فتنون سے حشر کی بہ وہ اک چال چل گیا

اُس جُرم پر کہ حشر مین چاہا تہا خونبہا — وہ شوخ پہر بہ قتل وہان بہی مچل گیا

عیش و نشاط سب کو ازل مین ملا مگر — اندوہ و غم ہمارے ہی دل مین سما گیا

فرقت مین سخت جان سمجہکر مجہے رقیب — مژدہ تری وصال کا مجکو سنا گیا

گو بیحد آرزو ہے مگر آہ جاے گی — وہ دل ہے یہ کہ جسمین سبھی کچہ سما گیا

گو عشق مین خراب ہوے پر یہ شکر ہے — جو چاہتے تہے ہم وہ ہمین کام آگیا

ہر چند بے قصور ہین پر کیا کرینگے ہم — خاطر مین تیری گر کوئی بہتان آگیا

ہوگا مزہ کچہ اور ہی گردش مین اے فلک — خاطر مین تیری جب کوئی ناشاد آگیا

ہو لی بنی تو ہو مگر اتنا ہی سوچ لو — گیا ہوگا گر کسی کو کبہی پیار آگیا
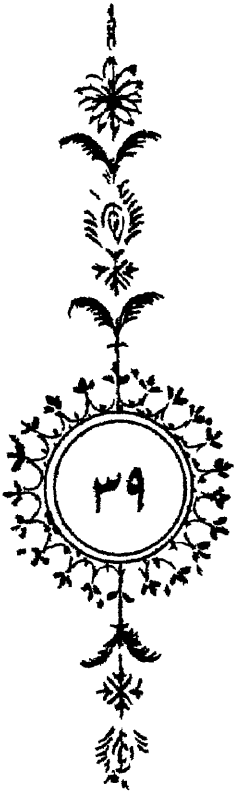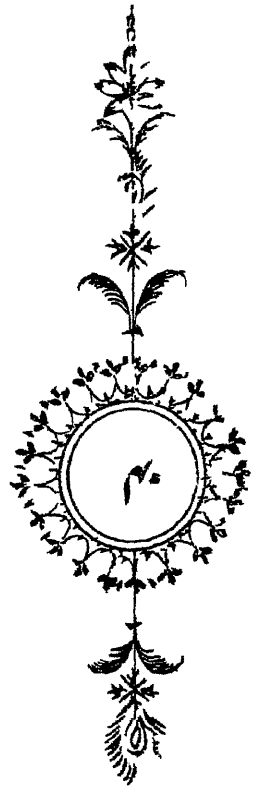
عشق و آفت ہی سہی ناصح مگر
کیا کرین بیساختہ دل آ گیا

اُس طرح کہتا مین ساری داستان
وہ تو دو ہی باتون مین گھبرا گیا

نواب ابھی کہتی ہو تم اوسکو خوش مزاج
معلوم ہو گا جب وہ کسی دن بگڑ گیا

بیڑیان ڈال دین پاؤن مین سمجھکر وحشی
ہاتہ بہولی سی بہی پہر جو گریبان مین گیا

پہر موت حشر تک نہ اوسی آی گی کبہی
تجھپر جو مرکی لطف سی پہر تری جی گیا

اللہ ری دشمنی تری خنجر کی وقت قتل
آب حیات جان کی سب خنجر پی گیا

تو نی نہ جب سُنا تو پہر اپنی نصیب کو
اتنا سُنایا قصۂ ہجران کہ سو گیا

دمِ شہادت کا وہ بہرتا کوہکن کا تہا یہ مُنہ
ہای کیون نہ لیسی ظالم تیرا بسمل اوٹہ گیا

لذتِ درد یہ پہر کاہی کو حاصل ہوگی
چارہ گر دل سی می گر کبہی ناسور گیا

اب دیکھین تاکتی ہی جگہ کونسی وہ چشم — تیر نگہ ہی سینہ تو یک لخت چہن گیا

بس بس خدا کی واسطی ای چشم تر کہ اب — لخت جگر سی دامن امید بہر گیا

سمجھونگا تجہی ای شب صلت جزا کی دن — ارمان کوئی اپکی اگر دل مین رہ گیا

خنجر بیداد کی سفا کیان تو دیکھنا — ہوگئی سب قتل پر اک مین ہی بسمل رہگیا

گیا منہ دکھاے گا وہ خدا کو جزا کی دن — مقتل مین ہای جو کوئی ناکام رہگیا

سب تو گئی عمر ابد لیکے ہای — مین ہی تری کوچی سی مر کر گیا

جب مری نالون کی تہین ہوگی قدر — کوئی ہی گر دل مین اثر کر گیا

دامن وہ سکا تو چھوڑا کبھی سنی نواب — گیا ہوا ہاتھ آ کر تا بگریبان نگیا

انداز تیری دیکھکی کیونکر پہری گا ہاے — بالفرض شوق دل ہی مرا نامہ لی گیا

بات کی شہرت ہوا کرتی ہی کہنی سی مگر
میری چپ رہنی سی میرا راز سب پر کھل گیا

اتنا رویا مین کہ افلاک سی آخر نواب
رحم کہا کر مری نالون مین اثر آہی گیا

لوگ سمجھی تہی جسی دامنِ محشر نواب
ہای وہ بہی تو مرا چاک گریبان نکلا

تجھی ہم تو نواب سمجھی تہی کافر
مگر تو بہی ظالم مسلمان نکلا

طعنِ قاتل سی نہ چھوٹون گا کبھی محشر تک
کوئی قطرہ بہی اگر دل سی لہو کا نکلا

ہمنی جانا تہا کہ ہوگا کوئی قطرہ نواب
تیری آنکھون سی تو اک خون کا دریا نکلا

ہم تو کعبی کو سمجھی تہی کچہ اور
وہ بہی تیرا ہی آستان نکلا

کیا ہوا حال مرا ہای کہ میری گھر سی
ہاتہ رکھی ہوی دلپہ ستمگر نکلا

آج تک سمجھی ہوی تہی جسی عنقا نواب
سنتی ہین وہ تو تمہارا ہی کبوتر نکلا
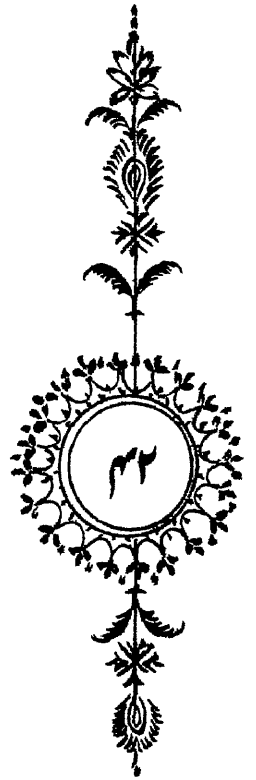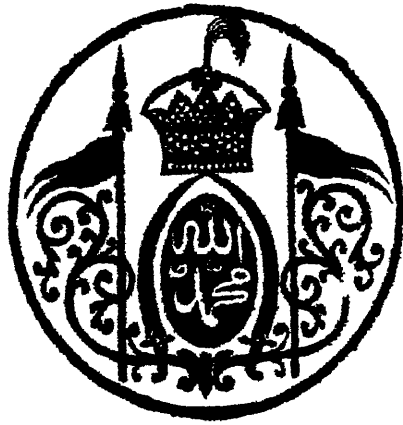
دیکھ نواب زمانہ ابھی ہوگا برہم
کوئی آنسو جو تری دیدۂ ترسی نکلا

تری تیغ کا دم بھرون کیا کہ ظالم
کفن ہی تو مرقد سی گلگون نہ نکلا

ترے خط کو دیکھا کیے عمر بھر ہم
جفا کی سوا کوئی مضمون نہ نکلا

دنیا مین نہ جاؤنگا کبھی کاتب قدرت
عشق اوسکا اگر میری مقدر سی نکالا

اوبھاؤگی کیا اسکو کہین بھی جو نواب
دل ڈھونڈھ کی اوس زلف معنبر سی نکالا

رہ گئی اپنا کلیجا تھام کر نواب ہم
رات کو جب بزم سی وہ فتنۂ محشر اوٹھا

نہ ویرانہ خوش آتا ہے گھر مین جی بہلتا ہے
کہان بیٹھو گا جاکر تیری کوچی سی گر اوٹھا

غیرون کی جو دل مین راہ کرنا
میری بھی طرف نگاہ کرنا

یہ کسنی بتایا تجھکو نواب
بیساختہ دل سی آہ کرنا

محشر مین قسم ہی تجکو حسرت
تو مجکو ہی اختیار کرنا
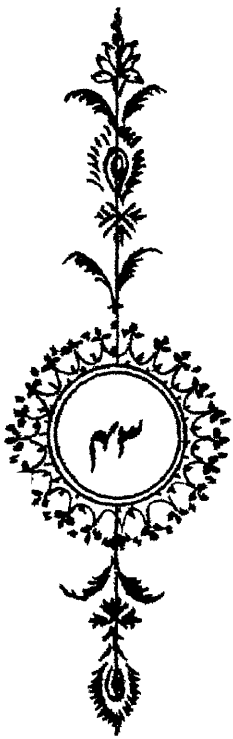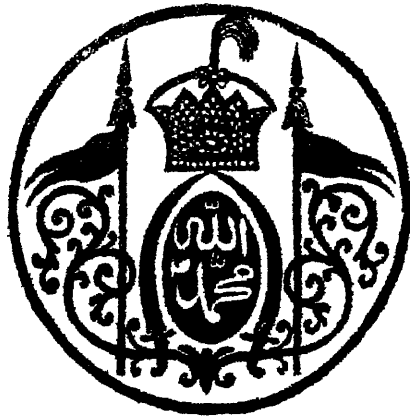
راہ پر لگا لائی رفتہ رفتہ اوسکو بہی
مدتون مین گر ہمنی کوئی سہنا پایا

کیا کہون کہ رنگ اسکی مہندی دیکہی ہین کیا کیا
عشق کو بہی ہی نوبت اب قدرِ حنا پایا

تلوون مین تو کیا دل ہی مین سب رکہہ لیتی
مجنون نی کہین دشت مین اک خار نپایا

قامت کو سبہی کہتی ہین نواب قیامت
پر اوسکا کوئی مائل رفتار نپایا

دل کو کسنے سکہا دیا نواب
سانس کی ساتہ لب پر آجانا

اگر منظور رہو سیر قیامت تو دم وصلت
بگڑ کر تم ذرا پہلو سی میری دور ہو جانا

فقط اک لطف سی نواب بی لطفی زمانی سی
ذرا سی بات پر اللہ یون مغرور ہو جانا

رہ بیداد نواب اور اک نکلی ستانی کو
زمین کو ہی جانان کو بہلا کیون آسمان باندہا
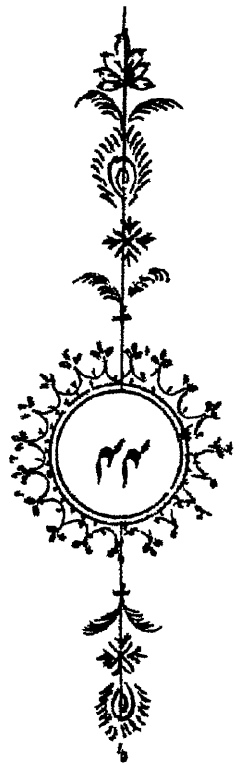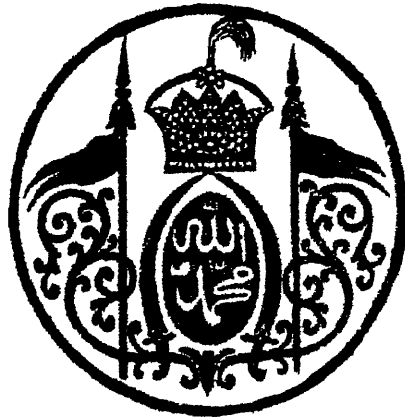
وہ مزی پای دمِ قتل کہ اشعار مین بھی
بابِ فردوس کو مینی درِ قاتل باندھا

بیساختہ جوابِ سوالِ وصال مین
مُنہ سی تو کچہ نہ بُولی مگر سر جُھکا لیا

دل کو مری بُرا نہ کہو یہ وہ چیز ہی
جسکو ہزار ناز سی تمنی چُرا لیا

اعضای جسم کو مری کیا کیا ہوا ہی رشک
ہاتھون سی مینی جب ترا دامن اوٹھا لیا

خدا ہی جانی بلا آی کونسی نواب
فلک نی گر شبِ وصلت کا انتقام لیا

سوتی تھی کیسی چین سی کُنجِ لحد مین ہم
کیون تو نی ہای فتنۂ محشر جگا دیا

برہم ہوی کسی سی نکالا غبار آکر
غیرون سی بگڑی خاک مین ہمکو ملا دیا

کیون رشک سی نہ آی مجھی موت نامہ بر
جسدم کہ مینی یار کا تجکو پتا دیا

محشر مین رنگِ نامۂ اعمال دیکھکر
اشکون نی میری آن مین سب کچہ ڈبو دیا
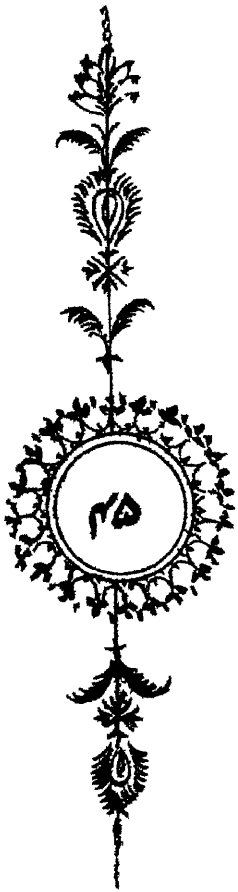
اوسنی تو خنجر ہی مانگا تہا برای قتل ہای ‏ دشمنون نی وسکی آگی کیون نگردن کہدیا

اوسنی کیا کیا نعمتین دین ہونگی ہر انسان کو ‏ جس خدا نی مجکو تجسا شوخ بی پروا دیا

خواب مین دیکہوگی اوسکو تو قیامت ہوگی ‏ یہی کہکر مجہی اغیار نی سونی ندیا

کیا کرون شکوہ کسی کا کہ مجہی تو شب بہر ‏ میری ہی دیدۂ خونبار نی سونی ندیا

الفت مین تری رقیب میرا ‏ مجسا ہی ہوا تو کیا کری گا

کہدو مرا مبتلا ہی نواب ‏ اسپر بہی وہ اکتفا کری گا

اواسی جو تو مسکراتا رہی گا ‏ تو رونی مین بہی لطف آتا رہی گا

جو زندہ ہی نواب تو روز یوہین ‏ تری کوچی مین اک تماشا رہی گا

تہی شکایت تو بہت دل مین معلوم نہ تہا ‏ کہ تری باتون مین اسطرح بہل جاؤن گا
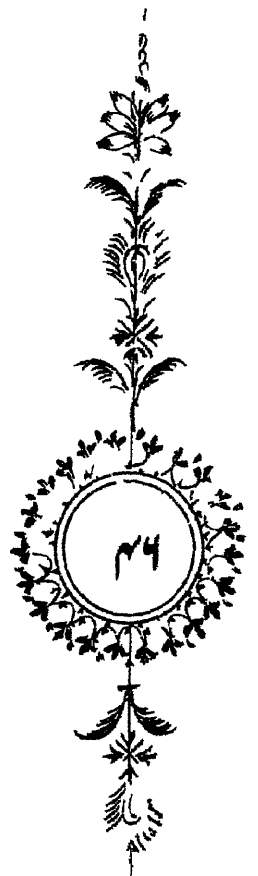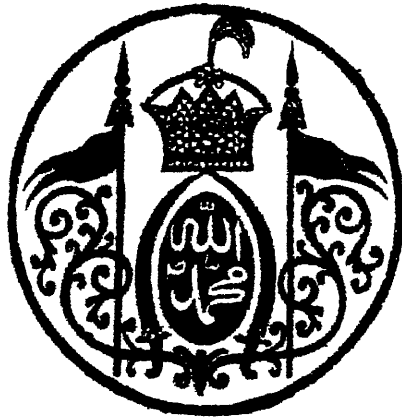
دعوی عشق کسی نی ہی کیا گر نواب
داور حشر کی آگی مین مچل جاؤن گا

تیری کوچی کی خاک چھانون گا
خاک ہو کر بہی مین نہ مانون گا

صبر کا دعوی بہت تہا پر نہ کچہ بہی بن پڑی
وہ پری رو جب ہمارا امتحان لینی لگا

دعوی غم مجہی ای صبر تجہی پہ ہوگا
ابکی پہلو مین مژہ کا جو کوئی تیر لگا

شرم سی تیری نہ تہا ہای یہ مجکو معلوم
کہ شب وصل بہی طول شب ہجران ہوگا

دل نکلی سینی سی میری کہ تری فرقت مین
غم و اندوہ کا پہر کون نگہبان ہوگا

کون ایسا ہی کہ دی جان کسی پر نواب
دیکہنا ہم سی ہی یہ کار نمایان ہوگا

ٹہہراؤن گا مین عشق کا مجرم بہی اوسی کو
محشر مین مرا کیا کوئی ہمنام نہ ہوگا

ابتو ہین ظلم مگر یاد رہی
میری بس مین بہی کبہی آئی گا

نہ ڈر تو بیکسی سے مری جا کہ خدا اگر
بڑی ہی ہو مسیح تیرا جنازہ مین اوٹھاونگا

گر چند روز ضعف کے قوت یہی رہی
تو ناز بہی کسی کا اوٹہایا نجای گا

نواب فکر غیر تو کیا جب سنین گے وہ
اپنا ہی حال تجھسی سنایا نجایگا

خلش دو سو کی ہی نہتی چھیڑ کو کم
کھٹکتا ہی کیون دل مین پیکان تمہارا

ہم دلمین چھپالین گی تمہین پر شک ہی اکدن
کیا کرتا ہی کہین تو نگہبان تمہارا

کیا ہی جی نہین جاتی ہو اوس بزم مین نواب
رہتا ہی ہان فکر تو ہر آن تمہارا

جو کوئی آتا ہی وہ دیکہتا ہی زخمون کو
قتل عاشق نہوا کوئی تماشا ٹھہرا
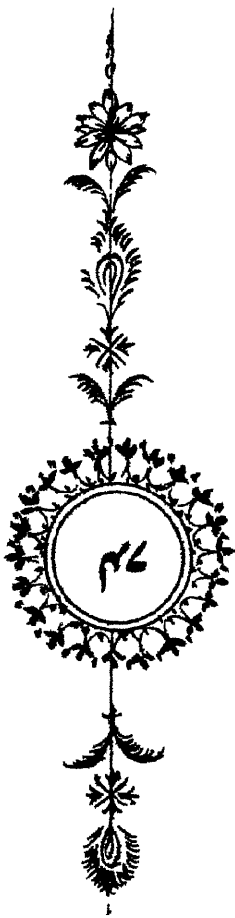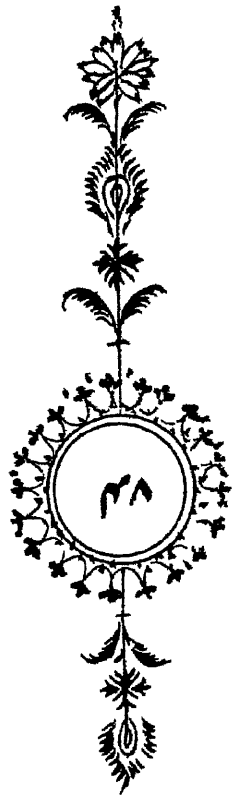
کی نظر جسنی ہدف اسکو بنایا نواب
دل نہ ٹھہرا کوئی مژگان کا نشانا ٹھہرا

تا سحر بہی نہ نیند آئی تو جانونگا اب آئے
کچہ کہیل ہوا دیدہ بیخواب نہ ٹھہرا

جنت جو نصیبون مین ہوتی تو پہر کیون
اس طرح تری کوچے سے ناکام نکلتا

میری حیرت یہ پسند آئی کہ اک مدت مین
آئنہ دیکھکے سیکھے ہین وہ حیران ہونا

دیکھیے کونسی آفت یہ دکھائے تو اب
بیٹھے بیٹھے ترا بیوجہ پریشان ہونا

کیون مجھے خلق کیا اہل ہوس مین یارب
گر نہین تہا مری تقدیر مین رسوا ہونا

محافظ اوسنے بنایا رقیب کی در کا
یہ رتبہ اب تو مری اعتبار کا پہنچا

بیقراری تری سے یار مین صدقے جاؤن
درد اوٹہا ہے جو دل مین تو جگر تک پہنچا

یہ مزہ ہے دل کو فرقت مین کہ مین اللہ سے
مانگتا ہے تو ترا درد جدائی مانگتا

تمنا ہے فرقت مین اوسکی غم اوٹہانے کو
جگر کی جا ہے یارب اک دل غمخوار ہو پیدا

یون تو سب کچھ ہے جب وہ آتا ہے
دل مین کچھ مدعا نہین رہتا

شوق بیجا و جفا کاہی تجھی تو مین ہی
روز دل ڈھونڈہ کی لاؤنگا مین جان نیا

خاک شکوہ کرون مین دشمن کا
مجھکو تو میری یار نی مارا

بچ گئی رشک سی تو فرقت مین
موت کی انتظار نی مارا

حشر مین سبکو گنہگار مین ٹھہرا دیتا
کوئی اوس بت پر اگر جور کا دعوا کرتا

اگر یہ شک نہوتا تو مین خدا کی قسم
تمام عمر ترا نام ہی لیا کرتا

ای نامہ بر اوسکو جی ہی مین جا کی پھر آنا
گر تجھسی مرا حال ادا ہو نہین سکتا

ہای وہ دل جو رہا کرتا تھا زلفو نمین ترے
آج ملتی ہین اوسسی ہون مین دشمن زیر پا

ناز یوسف تو کجا پاس زلیخا بھی نہین
جبسی اوس شوخ نی بازار مین آنا چھوڑا

سنتی ہین قیس کو ہی دعوی وحشت ہمسے
پہلی پیدا تو کری چاک گریبان ایسا

پوچہتی ہی پوچہتی تجکو قیامت آگئی
راہ مین مجکو جہان کوئی تماشائی ملا

خار بنکر بہی رہی ہم چمن ہستی مین
ہای جب بہی نہ کسی آبلہ پا نی چاہا

ہر چند مین فریاد کیا کرتا ہون دن رات
پر دل کو یہ دعوی ہی کہ مین کچہ نہین کہتا

کبتک سہون صدمی غم فرقت کی مین دن رات
اک روز کہین دم ہی نکل جای تو اچہا

بدگمانی اسی کہتی ہین کہ وہ محفل مین
نالۂ غیر کو بہی میرا ہی شیون سمجہا

اونکو خوش آتی نہین ہی گر گلستان کی ہوا
کہاتی ہین ہر وقت جو گور غریبان کی ہوا

غش تو کیا گر مر بہی جاؤنگا تو جان آجای گی
ہی دم عیسی تری ہاتہون سی دامان کی ہوا

مل گئی تم بہی پر مری دل کا
ہای کچہ بہی پتا نہین ملتا

اک دن ہی بنی گی نواب غم کی ہاتہون
اچہا نہین ہی ہر دم یہ میری یار رونا
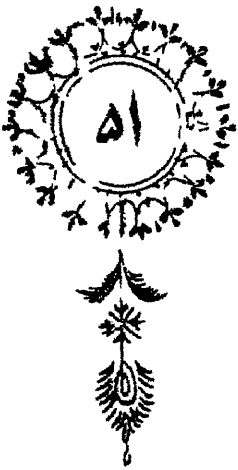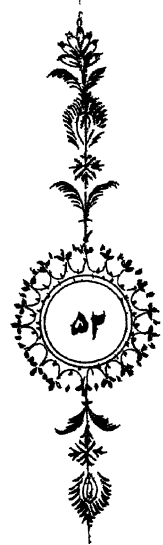
اپنی مرنی کی مین اب کونسی تدبیر کرون | سخت جانی تو اوس شوخ کا خنجر توڑا
محبت بہی ہی کیا بد چیز جسکی واسطی ہمنی | سہی کیا کیا مصیبت پر نہ دل سی منہ اپہوٹا
یہ بہی قاصد ہی لاجواب جواب | خط کی پرزی جو تو اوٹہا لایا
گم گشتگی کا اپنی بہی پوچہونگا اوس سی حال | ڈہونڈہی سی تیری کوئی اگر رہنما پہرا
وحشت سی مقرر یہ بہت ہی مرا غبار | گہر گہر خدا کی واسطی اسکو صبا پہرا
جانینگی ہم کہ آج ہی آیا وہان سی وہ | قاصد جواب لی کی جو فوراً پہرا
نہ فکر کیجیی نواب آزمایش کی | دیا جو دل ہی تو پہر خوف امتحان کیسا

ردیف بای موحدہ

من گیا روٹہ کی مجہسی وہ مگر آخر شب | ہای آیا بہی دعا مین تو اثر آخر شب
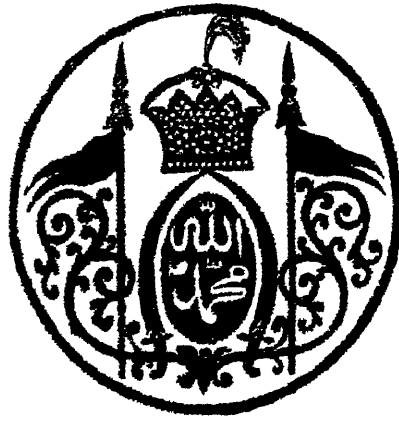
نواب اب خموش کہ فریاد سی تری ‏ نالان ہی ہمسای رخلق اُنکی تمام شب

ہی وہی ہجر کی رات ای ہمدم ‏ جسکو کہتی ہین قیامت کی شب

حاجت نہین ہی کچہ تری گردش کی ای فلک ‏ آفاق مین تو دورۂ چشمِ بُتان ہی اب

حسرت کو جسکی دیکھکی اک خلق مرمٹی ‏ سُنتی ہین تیری ہجر مین وہ نیم جان ہی اب

نواب کیون نہ پہلی ہی سوچی مآلِ عشق ‏ ناحق تمہین شکایتِ جورِ بُتان ہی اب

بہلی کیا کیا تہی تمنا مگر اندوہ سی ہای ‏ جز اجل جان کو خواہش نہین تقدیر سی اب

وصل مین اسکی نہین رنگ غمِ فرقت کا ‏ اسلیی عشق ہی مجکو تری تصویر سی اب

بڑہ گیا اور بہی فریاد سی دردِ ہجران ‏ ہمتو نومید ہوی آہ کی تاثیر سی اب

اضطرابِ دلِ نواب کا کچہ سوچ نکر ‏ بیٹھی بیٹھی وہ بہی ہو جاتی ہین اکثر بیتاب
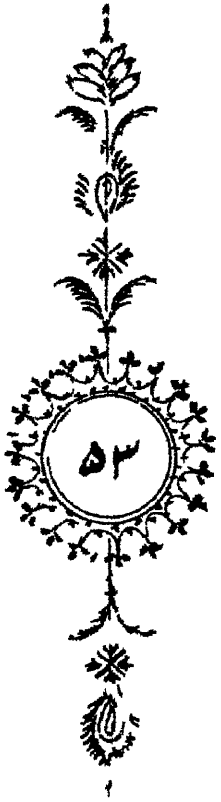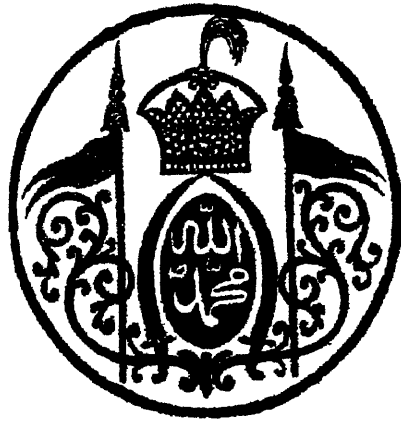
گیا جانی کیا کرون مین مکافات اسکی ہای
یاد آی گر وصال مین اس دل کا اضطراب

آنکلی گا اگر کبھی نواب بزم مین
اوسوقت رنگ لای گا محفل کا اضطراب

وہ آن ہو گی مجکو سوا عمر خضر سی
نظارہ ہو گیا جو ترا کوئی دم نصیب

ردیف بای فارسی

اپنی شوخی پر ابھی تو ناز ہی تمکو بہت
بھول جاؤ گی جو دیکھو گی مری دل کی تڑپ

مٹ گئی نقشی ہزاروں جس سی ای رب قدیر
کیون بنایا تونی اوس کافر کا ایسا رنگ روپ

فریاد سی مین باز نہ آیا سر بزم
ہر چند وہ کہتی رہی ظالم چپ چپ

ردیف تای قرشت

داد بیداد و نالہ و فریاد
تھی یہی ہر گھڑی کہانی رات
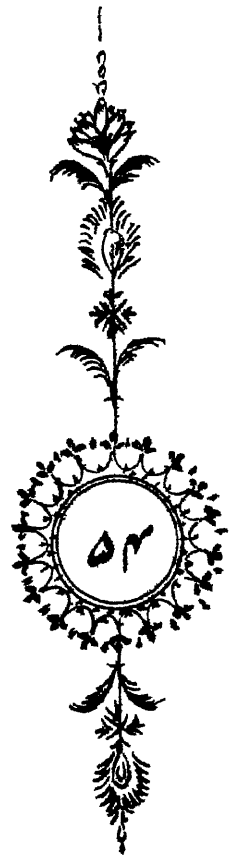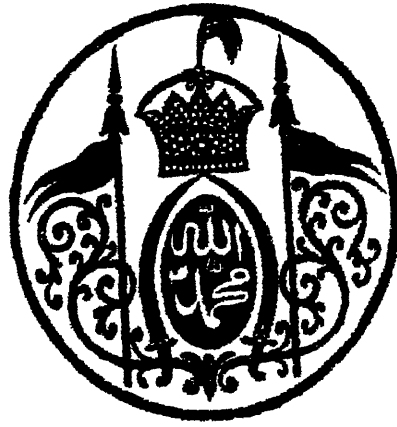
ایسی روئی کہ بزم مین نواب | بن گئی دوسری فغانی رات

خدا کری کسی دشمن کو بھی نصیب نہو | ہوئی فراق مین جیسی بسر ہماری رات

تجھی خدا کی قسم ہی بتا نوای گردون | کہ تونی بھی کبھی دیکھی ہی کوئی ہماری رات

وہ کو بکو یہ پوچھتی پھرتی ہین سب سے آج | دنیا کو کس کی نالون سی تھا اضطراب رات

اغیار کی کاوشین شب وصل | بجواتی تھی ہر گھڑی گجر رات

سخت جانی ضعف کی ہاتھون | موت سی تھی چھری کٹاری رات

تم نہ تھی بیقرار تو نواب | کون تھا محو آہ وزاری رات

گیا ہی نواب کچھ کہو تو سہی | رہتی ہی کیون یہ ہای ہای بہت

تونی کی تھی بات جو ہر بات مین | رات کو نواب اِترائی بہت
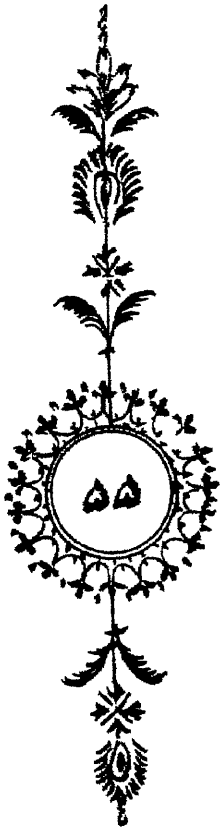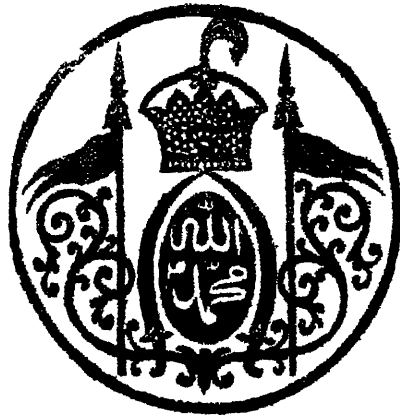
آج کیون ہو تم اشکبار بہت / رو چکے مجکو غمگسار بہت

محشر مین نکل ہی گئی منہ سی مری نواب / بیساختہ اوس شوخ ستمگر کی شکایت

لکھتی لکھتی جو لکھا ہی تو خط ایسا جسکا / میری تقدیر سی بھی خط ہی برا یا قسمت

اتنا تو مجکو ای دلِ مضطر بتادی تو / گیا مرکی بھی نہو گی تری ہاتہ سی نجات

با حمیت دہر مین نواب سا دیکھا نہین / مر گیا رشکِ عدو سی پر نہ دیکھا روی وفات

ردیفِ تای ہندی

عذر خواہی ہی کل کی عدو کی / یہ بھی ہی جھوٹا اور وہ بھی جھوٹ
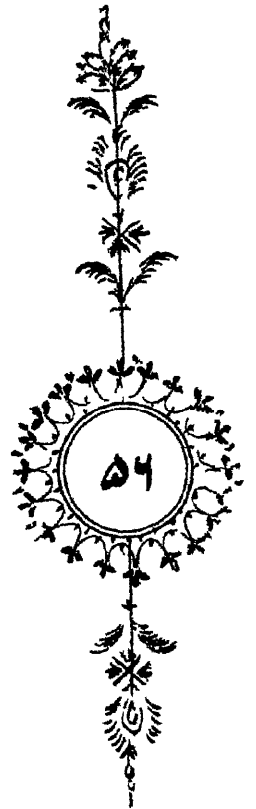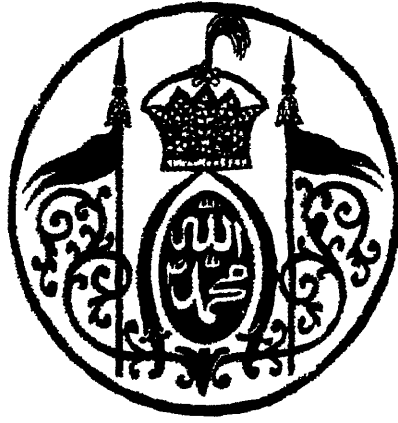
او سمین غمسی نہین اب ہلنی کی طاقت صد حیف / عمر بہر عیش سی جسنی نہین لی کروٹ

آہ تو مجسی قسم لی کہ شبِ فرقت مین / بی تری ہول کی بھی مینی نہین لی کروٹ

ردیف ثای مثلثہ

یہ بہی اک طرفہ تماشا ہی کہ وہ ہنس ہنسکر
پوچہتی ہین ہی رونی کا مجہی سی باعث

خواہان سزا کا تیری لیی ہوگا کیا کوئی
آتا ہی پہر جہان مین وزر جزا عبث

ردیف جیم عربی

ایک دم مین بگڑ گئی افسوس
ہو کی اک عمر مین صفائی آج

لاکہ دل مجکو دی کہ ای گردون
شب غم کی ہی رونمائی آج

کل ہیی پہر کدورتین ہون گی
کیا ہوا ہو گئی صفائی آج

کوئی فساد اس مین ہی نواب لاکلام
دیکہا ہی وہ سنی مجکو جو پہر مسکرا کی آج

جو نالہ کل تہا سینہ شگاف تمام خلق
فرقت مین تیری لب پی وہی بی اثر ہی آج

گر نہین تاثیر ہمدم میری آہون مین تو وہ
دیکھتا تھا کیون مجھی محفل مین بیتابانہ آج

ہجر کی شب کیا عجب گھٹ جای اسکی ذکر سی
چھیڑی نواب وصلت کا کوئی افسانہ آج

منفعل مجھسی عبث تم ہو مسیحا کہ نہین
عشق کا کاتب قدرت کو بھی معلوم علاج

مینی کہا کہ وصل ہی عشاق کا علاج
بولی کہ یہ مرض تو ازل سی ہی لا علاج

بیمارِ غم کو شکل دکھا کر فنا کیا
اسکی سوا نہ تھا کوئی اُس درد کا علاج

ردیفِ جیمِ فارسی

ہو گیا خونِ دل اک خلق کا بس ای نواب
صبر کر بہرِ خدا نالۂ شبگیر نہ کھینچ

دامنِ تر ابھی نچوڑون گا ای آہ روزِ حشر
مرقد مین لگ گئی جو ذرا بھی کفن کو آنچ

ردیفِ حای مہملہ

تا وہ بھی مجکو غیر کی ہوکی مین دیکھلی — محفل مین دیکھتا ہون تو اغیار کیطرح

نالون سی فائدہ تجھی نواب پیشِ غیر — تلوار کھینچ آہِ شرربار کی طرح

نواب پہلی رنج کی ڈھنگ تو نتھی — بگڑی ہی ابکی بار مری یار بی طرح

گر یہی پیچ زلف کی ہین تو — جان بھی چل بسی گی دل کی طرح

جس ناز سی کہ تمنی لیا مجسی دل مرا — صدقی تمہاری جان بھی لیلو اوسی طرح

جس ہٹ سے ہای چھینی لیی جاتی ہین وہ دل — لیا ہو جو بہرِ قتل بھی مجلین اسی طرح

نازِ سپہر جسکو برا کہتی ہین سبھی — دلکش ہو کاش وہ بھی تمہاری ادا کی طرح

دیکھو تو شبِ غم کی یہ تاثیر عزیزو — تاری بھی ہی جاتی ہین دمِ صبح

اِکدن بگڑ ہی جابی گی نواب بی طرح — اچھی نہین ہی اوس سی یہ بہلاب کی مزاج
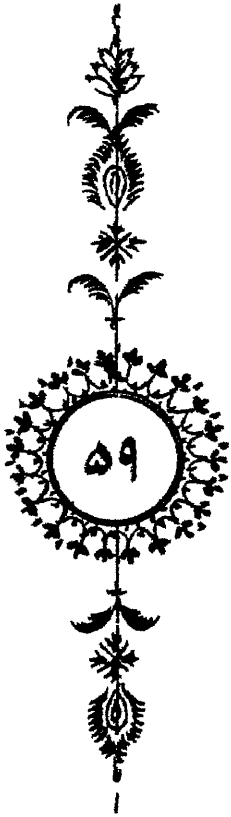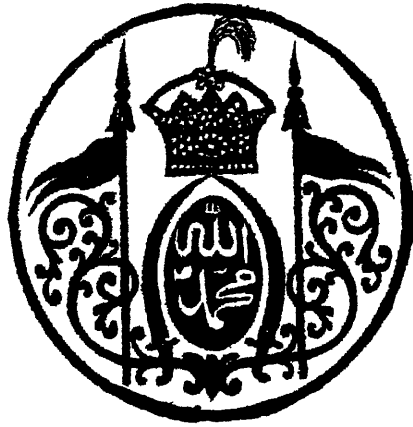
ردیفِ خای معجمہ

دعویِ خون کری گا تجھپر کون
گر یہی رنگ ہی حنا کا شوخ

چھوڑ دی شوخیان تو ای گردون
نام ہی میری دلربا کا شوخ

مین نی چھیڑا تو ہنس کی یون بولی
تو بھی نواب ہی بلا کا شوخ

تو فقط روتا ہی ناسورِ جگر کو ہمدم
اس سی بڑھ کر ہین ہزارون ہی دلِ سوراخ

چہکی شبِ وصال جہان مرغِ صبحدم
جل جلی یا خدا وہ نہالِ چمن کی شاخ

ردیفِ دالِ مہملہ

ہمتو ہین قید تیری زلفون مین
ہای زندان کری گا کون آباد
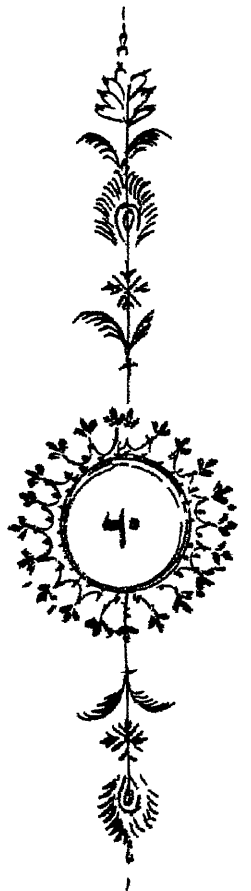
ذوق ہی اگر محفلونمین جلوی ہستی ہی
ویرانی ہوی ہین مری وحشت سی بھی آباد

تڑپ تڑپ کی عجب زمزمی کیی مینی
تہی جو دام لیی آگیا یہان صیاد

ایسی حسرت کے اسیری تہی کی ای نواب
کہ جسی دیکہ کی روتا رہا برسون صیاد

لکہا تہا قیس کا ہی نام لوح پر وحشی
ازل مین حق نی مگر کچہ ہماری نام کی بعد

قدردان اسکا تو مین تہا جو مٹا حسرت سے
تمکو زیبا نہین یہ جور و جفا میری بعد

باوفا ایک نہوگا کوئی ایسا نواب
لاکہ پیدا کری گر مجہسی خدا میری بعد

وہ ستمکش ہون کہ مقتل مین بہی کس حسرت سے
آب خنجر سے تجہی پیاس ہی ذبح کی بعد

حجاب وصل سے آنکہین نکر بند
کہ ہو جائین گی فتنی پہر نظر بند

گیا ہی جستو نون نی اوسکی نواب
فلک کی ساری فتنون کو نظر بند

ہمپر اب ظلم بہی ہوتی نہین اللہ اللہ
آگئی ہین تمہین کیا اپنی سب آزار پسند
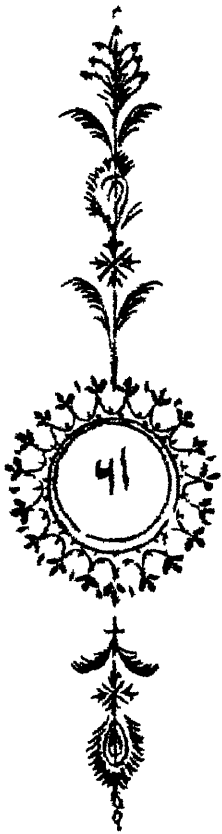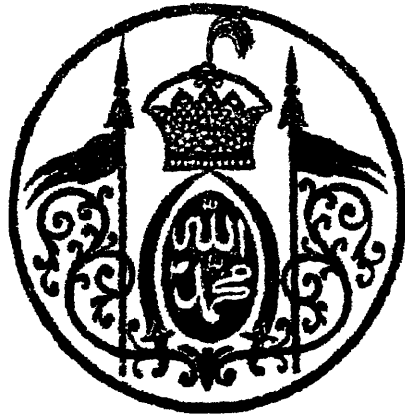
حسن کی مول میں بکجاتی وہ کیا کچھ ویدے — تمکو آجای اگر کوئی خریدار پسند

پہلی جو بلا لیتی تو کچھ شکوہ بہی کرتی — ہم یاد بہی جب آی کہ جب کچھ نہ رہا یاد

فریادِ حیا کیوں نہ کی اللہ سی نواب — شکوہ غمِ ہجران کا اگر تجکو نہتا یاد

ردیف دالِ ہندی

تہا اپنی صبر پہ تمہیں کس رتبی کا گہمنڈ — نواب جب وہ آی تو پہر کیا ہوا گہمنڈ

ردیف ذالِ معجمہ

حیف ٹکڑی ہی نہ ہونگی گلیوں میں اوڑین — اور خطِ غیر کی رکہی وہ بنا کر تعویذ

بعدِ فنا عدم میں بہی لب چاٹتی ہی — بوسی وہاںِ یار کی کس درجہ تہی لذیذ

خطِ قسمت ہی میں نی بہیج دیا — پہر نامہ نہ جب ملا کاغذ

ردیف رای مہملہ

کیا ہو گیا ہی آج الٰہی شام سے | روتی ہین مجکو سب ہی غمخوار دیکھکر

نازو ادا و حسن تو کہتی ہین اور ہی | مینی تو دل دیا تری آزار دیکھکر

دل کو نہین ہی لاگ تو محفل مین ناز سے | کیون مسکراتی ہو مجھی ہر بار دیکھکر

مین سمجھا ناصح کی ہی دم بھر مین اوڑ جائینگی ہوش | وہ ادائین وہ کنائی وہ اشاری دیکھکر

سب سمجھتی ہین ہمین شیدا ہی حسنِ خط و خال | کوئی کیا جانی کہ ہم عاشق ہوی کیا دیکھکر

عاجزی کرتا ہی جو اونسی وہ ہوتا ہی اسیر | پاون پڑنا تو بہی ای زلفِ چلیپا دیکھکر

لی چلی ہی حسرتِ نظارہ پہر مجکو وہین | مین ابہی اس بزم سی آیا ہون کیا کیا دیکھکر

لاش پہ میری نہین ہونٹہونکو جنبش تو بھی | رشک ہوگا خاک اعجازِ مسیحا دیکھکر

کیا ہوا تھا رشک اس دم کیون نہ موت آئی مجھی
شب ترے در پہ غرور پاسبان کو دیکھکر

رحم کر اب بھی الٰہی دیکھ تو نواب نی
رو دیا کن حسرتون سی وہ جانان دیکھکر

توبہ کو ایک آن بھی گنجایش رہی نہ تھی ابھی
بیتاب ہو گیا مین مے ناب دیکھکر

دیوانہ کہین گی تو مجھکو کہین گی لوگ
تم کیون ہو مضطرب مجھی بیتاب دیکھکر

لوگونکی ہای چین کی نیندین اوچٹ گئین
رونا اگر تو دیدۂ بیخواب دیکھکر

کیون کرون اظہار الفت خود سمجھ جاینگی وہ
حال میرا اپنی محفل مین دگرگون دیکھکر

یاد تو مجھکو نہین ہی اپنی قسمت کا لکھا
سامنی آئی تو مین تجھکو سناؤن دیکھکر

دل و ایمان جگر و جان و سکون صبر و قرار
نذر کو آپ کی ہم آئی ہین کیا کیا لیکر

جسکو دم بھر نہو چین کسی محفل مین
کیا کری گا کوئی دل ایسا کسیکا لیکر

لائی ہی ساری بلائین تجھ مگر صد افسوس	موت کو آئی نہ ہمرہ شب یلدا لیکر
ذکر حق سی جو نہ بیتاب ہوں ناصح نواب	آزمانا اوسی پہر نام بتون کا لیکر
جھوٹ سی بھی خجل نہین ہوتی	اونسی بچتا ہی ہم قسم لیکر
اوس گلی مین گئی تھی پر نواب	رہ گئی ضعف کی قدم لیکر
مین آورنجا ہون اوسی یہی ہی کوئی بات	ناصح سی کہو دل مین تو کچھ خوف خدا کر
مرنا بہت ہی مشکل کہتی ہو منہ بنا کر	صدقی تمہاری منہ کی دیکھو تو مسکرا کر
دعوی کرون جاون پر لاؤن گواہ کسکو	دل تو وہ لی گئی ہین سب خلق سی چھپا کر
شہیدا دا طالب خونبہا ہے	ذرا ناز سی دیکھ لو مسکرا کر
جذب دل کھینچ تو لا مین ترے صدقی جاؤن	رک گئی ہین وہ ادا سی سر محفل آکر

غفلت سی کسی کی مرمٹی ھم — ای آہ کبھی تو کچہ اثر کر

تو ہی منصف ہو کہ وحشت مین بہلا ای شوقِ دل — اولجہی اوس دامن سی کوئی ن اپنا گریبان چہوڑ کر

جان جاے گی جو تن سی تو عدم کو جاے گی — تیری دیوانی کہان جائین بیابان چہوڑ کر

لاکہ دشمن ہون اگر مقتل مین تو کچہ غم نہین — بہاگتی ہین ہم کہین نواب میدان چہوڑ کر

شرارت سی نہین خالی ذرا ہشیار ہو جانا — وہ باتین کر رہی ہین آج پہر نواب ہنس ہنس کر

اوترین ہین آفتین جو فلک سی تو غم نہین — لائی ہین ہم بہی طاق سی شیشہ اوتار کر
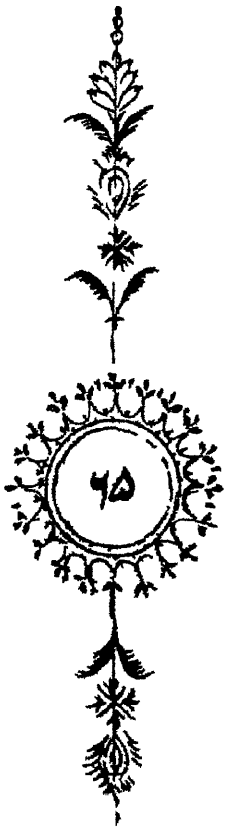
گر چاہتا ہی غیر کا مرنا تو بزم مین — نواب آج خوب سا تو اوسکو پیار کر

چاہ ہی یار کی نواب وہان — دلِ دشمن کو جلاؤن کیونکر

جفا پسند ہون جب سر زمین پہ ہمسی — بہلا کہو تو وہان آسمان نہو کیونکر

زیست کو چاہین خضر ہی کہ یہان
جان جاتی ہی اپنی مرنی پر

دیکھتی ہی اوس بت کو برہمن بنی نواب
تمکو تو بہت تھا ناز اپنی پارسائی پر

بنایا مہربان اوسے نالون مین تیسی ستمگر کو
تمہین ہی چاہیے تحسین اس کارنمایان پر

شب غم کی درازی کو تو کوئی کچھ نہین کہتا
عبث الزام رکھدیتی ہین زلف پریشان پر

اجل کی سختیون کو کون دیکھی چشم حسرت سے
بندھی ہی ٹکٹکی اپنی نظر ہی وجہ جانان پر

کس زلف کا ہی دہیان دم نزع کہ مجکو
دہوکا ہی صبا کا نفس بازپسین پر

جان و ایمان ابھی باقی ہین دہرو تم
اکتفا کرتی ہو کیون دل ہی کی لیجانی پر

کیونکر نہ دیکھین ناسی وہ اوبہری گات کو
نام خدا ابھی تو ہی جوبن بہار پر

محشر کی رات ہو تو نہو آج ای خدا
حرف آئیگا نہین تو شب انتظار پر

پھولی نہین سماتی ہی اب دشت کی زمین — دل کہدیا ہی مینی جو ہر نوکِ خار پہ

می کا سبو لیی تہی جو نواب کل وہی — آئی ہین آج جامۂ احرام دوش پر

ایجاد ظلم کرتی ہین شاید نئی نئی — چشمک زنی ہی آج جو پہر آسمان پر

کافر وہ بدگمان ہی کہدی وی حکم قتل کا — اللہ کا بہی نام جو آئی زبان پہ

ایسی کچہ ہم بہی نہین ہین جو آجائین فقرون مین — غرہ تمکو عبث ہی اپنی بہولی بہولی باتون پر

زخمی کردی عالم کی سینی ان معشوقون نی — اس لیی تنتی ہین کافر او بہری بہرکی گاتون پر

بیٹہ دبنکر چاہتا ہی غلط اب نکالی کام اپنا — ہوش مین آؤ جاو نہ اوسکی بہکی بہکی باتون پر

سنگ سی سینہ زنی تہی ابتدا مین اور اب — بارِ وحشت بہی گران ہی اس دلِ صد چاک پر

کچہ بہی اگر سمجہ ہو تو رونی کی ہی جگہ — گیا ہنس رہی ہو تم مری روزِ سیاہ پر
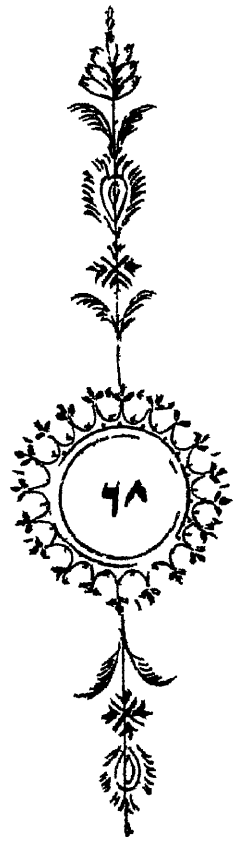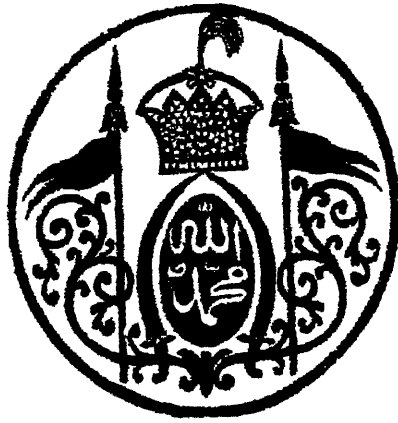
بیوجہ نالی کرتا ہون نواب بزم مین | تا کان تک کسی کی نہ پہنچی فغان غیر

کیا فسون پہونک دیا ہی تم نی دلبر ظالم | چین تجکو نہین آتا ہی جو اغیار بغیر

کیون نہ اظہار کرون عشق نہان کا نواب | میری پرانی سی جاتی ہین وہ باہر باہر

تمنای اجل کی جب نہ تو غیرون سی باز آیا | کیا ہمنی ہی پیدا تیری خواہش کا رقیب آخر

رقیب جبکہ جین اوسکی نظاری سی کہو یہان | دم ازل سی ہین پیش نظر در و دیوار

مری خرابی کی پہلو مین لوٹ کی آجاتی | نہ رہتی خلد مین کہتی جو پر در و دیوار

ٹہر نہ قیامت کوئی بہی گر وصل کی نواب | تو آئی گا کس گہر سی بہلا پہر کوئی دن اور

کیا کرون گا مین ابھی جو بہار گل مین | ضعف سی ہاتہ رہی میری گریبان سی دور

پہر آون گا خدا کی یہان سی برای دید | رکہنا مری جنازی کو اوس فتنہ گر سی دور
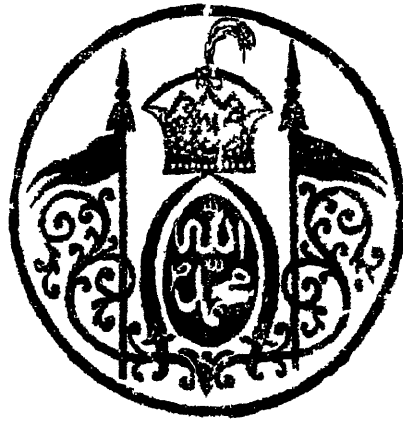
لیا نہ قید مین نواب نام آزادی	مری زبان کو ہی آہ نارسا زنجیر

ردیف رای ثقیلہ

ہی شب وصل صنم کنج قفس سی صیاد	آج تو بہر خدا مرغ گلستان کو چھوڑ
گھبرا مین گی رقیب تو گو جان پر بنی	نواب اپنی یار کا تو آستان نچھوڑ

ردیف زای معجمہ

وہ میری یار نی پائی ہی نغز کی آواز	جنان مین جس سی ہے شرمندہ حور کی آواز
عجب نہین جو فلک میری آہ پر غش ہون	پسند کرتی ہین سب لوگ دور کی آواز
قیامت آتی ہی میری فغان سی دنیا مین	صدای نالہ ہی یا ہی صور کی آواز
دونون عالم تو ہوی صید مگر خالی ہی	میری صیاد ستمگار کا فتراک ہنوز
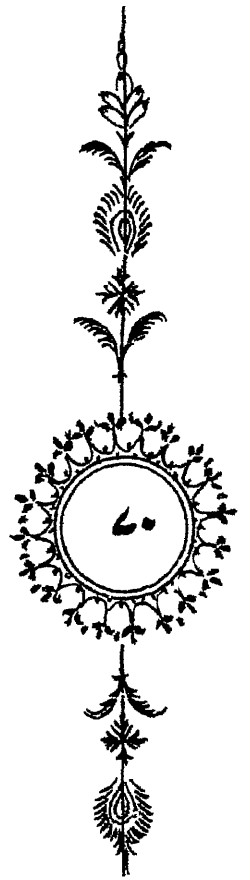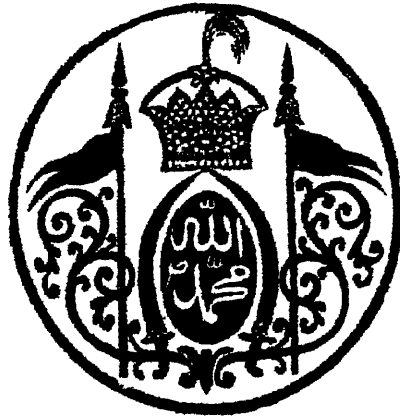
لاکھون گھر کردیی ویران مگر ای نواب — نظر آتی ہی وہی گردشِ افلاک ہنوز

عالم شہیدِ ناز ہوا پر وہ ظلم دوست — سلوا رہا ہی گھر مین ہزارون کفن ہنوز

نواب کسنی لطف سی دیکھا تھا تجکو ہای — لیتا ہی جسکی بدلی سپہرِ کہن ہنوز

محشر ہوا تمام الٰہی یہ کیا ہوا — مین نی تو دردِ دل بھی سنایا نہین ہنوز

باندہ کی احرامِ حج بت لیی آغوش مین — دیر کو جاتا ہون پر دعوی وہین ہی ہنوز

اپنا لکھا تک مٹا نہ سکی سیاہی سی ہای — پر وہ بتِ بدگمان چین بجبین ہی ہنوز

کبھی غمزہ کبھی ادا کبھی ناز — روز ہی اک نہ اک نیا انداز

ردیفِ سینِ مہملہ

وحشی مجھی سمجھ کی رقیبون نی بعدِ مرگ — پتھر ہی لا کی رکھی ہین میری کفن کی پاس
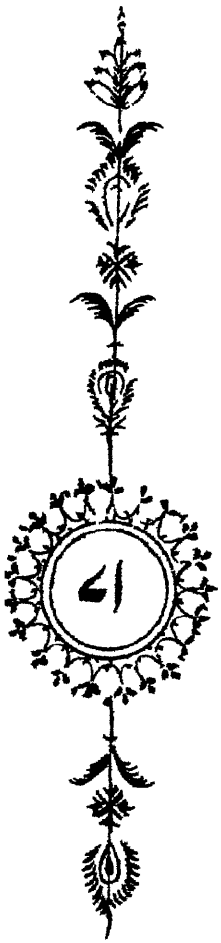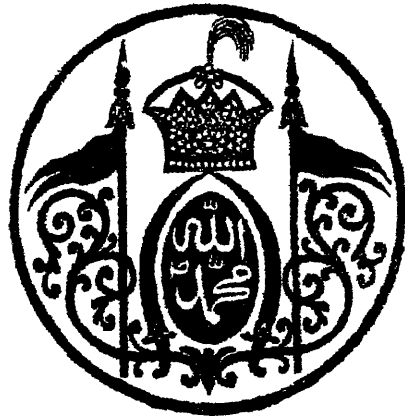
اوسکی تسکین ہی میری ہی تسلّی گویا
بیٹھو تم شوق سی آکر مری غمخوار کی پاس

گو نہین پینی کی لیکن دیکہہ ہی لین گی اوسی
ہمکو بیٹھا رہنی دو ہی اے محتسب ساغر کی پاس

گر زندگی مین دور رہین عاشق تو کیا ہوا
مرکر پہنچ ہی جائین گی آخر خدا کی پاس

اسد رجہ ناامید ہوا ہون کہ اب مجھی
پروای وصل ہی نہ جدائی سی کچہ ہراس

ہای تیری امیدوار کی پاس
کبھی امید ہی کبھی ہی یاس

ردیف شین معجمہ

ساری دنیا کی ہین جہان اوباش
وہین لازم ہی غیر کی ہی تلاش

کیا سنا ہی بتاؤ تو نواب
پھر رہی ہو جو آج یون خوش خوش

ردیف صاد مہملہ

اونسی کہین پیار کی باتین تو وہ ہنسکر بولی
آپ اپنی لیی سنی دین یہ اپنا اخلاص

گر شب وصلت ہوا بیخود تو بیشک ہجر مین
بیقراری تجہسی لونگا اپنی دل کا مین قصاص

ردیف ضاد معجمہ

نہ تو دل میرا سا ہوگا نہ یہ آہین ہون گی
بوالہوس کوئی جو چاہیگا بہی تمکو بالفرض

ردیف طای مہملہ

دینا اوس فتنہ گر کو ای قاصد
غیر کی نام سی ہمارا خط

آتا نہین وہان سی جواب اسکو کیا کرون
لکہنی کو مین تو اوسکو لکہون سو ہزار خط

ٹوٹا ہی وصال کو اپنی ہی کچہ کہو
مانا کہ میرا طول شب تار ہی غلط

پہلی نہین نہین تہی ہی اب وعدۂ وصل کا
انکار تہا صحیح تو اقرار ہی غلط

نواب بہولنا نہین خواہش وصال کی	ہوجای گا کبھی تو اثر کو دعا سی ربط

ردیف ظای معجمہ

تعریف کر رہی ہین وہ دشمن کی او ہم	سُنتی ہین چُپکی بیٹھی ہوی ہاے رہی لحاظ
تڑپا نہ زیر تیغ مین حسرت سے جان دی	قاتل کا اپنی تہا مجھی اوسوقت بہی لحاظ

ردیف عین مہملہ

حُسن سا جب فتنہ گر ہو دو مین پہر کیونکر بنی	بی سبب ہرگز نہین ہی غیر کو مجھسی نزاع
رشک سی پروانونکی جلتا رہا مین رات بہر	حشر تک جلتی رہی یارب دعا سی میری شمع

ردیف غین معجمہ

مرگیا سنکر نوید قتل فرحت سی دریغ	چلنی ہی بابُی تمیری سیر پر اوس قاتل کی تیغ

نواب سی کہی ہی کیا بات جس سی یار	ملتا نہین ہی رات سی حضرت کا کچہ دماغ
شبہاے تار مین نہ اثر کا پتا ملی	بالاے عرش ڈہونڈہتی ہین لیکر اگر چراغ

ردیفِ فا

نواب یون ہی داورِ محشر کو دیکہنا	دیکہا تہا جیسی یاس سی اغیار کیطرف
دیکہون مین اوس طرف تو وہ مجہی دیکہتی ہین	جب اودہر دیکہون تو وہ دیکہتی ہین ادہر طرف
کیا تیغ اوسکی قبلہ نما ہی جو نعش پر	منہ پہر گئی نماز مین جلاد کی طرف
نواب وہ تو کہہ چکی سو بار قتل کو	تو بہی تو دیکہہ یاس سی جلاد کی طرف
کیا جانی کیا بنی ہی ہمی سی جانِ زار پر	کہتی ہین وہ بہی دیکہ کی جو بار بار حیف
جب جانون کچہ علاج کرین مجکو دیکہکر	کہنی کو یون تو کہہ چکی وہ لاکہ بار حیف

چھیڑتی ہین مجھی یہ کہکر حیف	اس قدر بہی نہو کوئی بی کیف
تم تو سب کچھ کہہ ہی بیٹھی منھ پر صاف صاف	اب بمجبوری کہونگا مین بہی گستاخی معاف

ردیفِ قاف

جس طرح عشق پر فدا ہی دل	یون ہی دلبر مری فدا ہی عشق
پوچھتا تہا خدا سی یہ نواب	آپ کو بہی کبہی ہوا ہی عشق
گالیون مین جو پائی ہی لذت	ہو گیا ہون عتاب کا مشتاق
خاک خواہش وہ کبہی حورِ جنان کی اعظ	ہو جو اک عمر سی اوس بت کی ادا کا مشتاق
جب نہین ہوتی ہین دشمن تو جلانی کو مری	آئنہ دیکہکی بنتی ہین خود اپنی عاشق
ہم نہ روئین کبہی قیامت تک	تجکو ہو جای گر ہنسی کا شوق
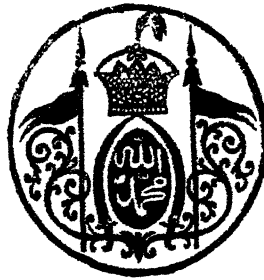
ردیفِ کافِ تازی

دیکھیی ہو وہ آشنا کب تک ۔ رہی دل مین یہ مدعا کب تک

جو بلائین تھین وہ تو آ ہی گئین ۔ نزع مین ضبطِ مرحبا کب تک

جاتی ہین انتظار مین جی سی ۔ کون بیٹھا رہی قیامت تک

لذتِ وصل سی کیون جان دین شام سی ہم ۔ کون بیٹھا رہی نواب سحر ہونی تک

وہ رہی سیر مین چراغان کی ۔ رشک سی جل کی ہو گئی ہم خاک

چارہ گر اچھا سمجھکر ہای اولٹی پھر گئی ۔ اسقدر کیون زخم پر نواب چھڑکا تھا نمک

ایسی ہی کوئی چیز نہین دیکھی ہی کبھی ۔ جس شکل کا خدا نی بنایا ہی فلک یہ

ردیف کاف فارسی

کبھی بنتا ہی قیس گہ لیلی
عشق کی ہی نئی نئی ہین رنگ

مجھسی کہنا رقیب سی ملنا
دلبری کی تو یہ نہین ہین ڈہنگ

بھول جاؤ گی وصل کی باتین
شب فرقت نی گر دکھائی رنگ

ان بی نیازیون مین ہی فرق آی گا
دل مجھسی مانگتا ہی تو یون ملا نہ مانگ

ردیف لام

بولی سلجھا کی وہ بالون کو کہ لو دیکھو تو
تمتو کہتی تہی اسنی لف مین الجھا ہی دل

اُس منہ سی شکر خالق بیچون ادا کرون
جسنی دیا ہی مجکو مرا بیقرار دل

سبب اسکا وسی ہی پوچھی کوئی
دیکھکر جسکو بیقرار رہی دل

تڑپی گا کوئی کاہی کو بسمل تری آگی
نواب جو چندی ہی تیغ ہین خلش دل

ساری محنت مری ہو جائیگی دم بہر مین وصول | کان پر کہکر جو سنی تمنی کبھی ہای دل

جو دل مین ہی تجسس تو ہر بات مین ہی | مجھی دیکہکر مسکرانی سی حاصل

نہ دو بوسہ لیکن مجھی دیکھتی ہی | یہ ہر بار کی منہ بنانی سی حاصل

جو سمجھتا ہی تجھی دشمنِ جان ای ناصح | اوسکی سمجھانی سی ہوتا ہی تجھی کیا حاصل

روزِ اول جن اداؤن سی لیا تھا دلکو | اوسی انداز سی پہر آج تم آنا شبِ وصل

مجھکو ڈر کا ہی سحر ہی نہ کہین نازل ہو | تہنیت کی لیی آیا ہی نہ مانا شبِ وصل

ایسا مزہ ملا ہی خلش مین کہ مدتون | بستر پر اپنی خار بچھائی بجای گل

بلبل ہین ہم تو پہول سی چہری کی دوستو | مٹی مزار پر نہ پڑی ہاور ای گل

ساری فتنی تو کیی چال نی اوسکی پامال | اب کوئی ظلم نیا چرخِ ستمگار نکال

جوشِ وحشت مین خلش سی ہی تسلّی دل کو
چارہ گر دیکھہ نہ تلوی سی ہی خار نکال

رازِ الفت ہی دل ہی مین نہان ای نواب
بھول کر بہی کبہی منہہ سی ہی یار نکال

حشر تک نیم جان رہی بسمل
اون اداؤن سی دیکہنا قاتل

خلق سب دیکہنی آتی ہی جسی حسرت سی
ایک دن تو بہی اوسی طالبِ دیدار سی مل

ہائی غم بہر کرون نسبت کی اک بیان نواب
اوسکی ملنی کو تو کہتا ہی زمانا مشکل

ردیفِ میم

طولِ شبِ فراق کی خجلت کی واسطی
لائین گی روزِ ہجر کو سونتون سی ہم

اوس دم ہوا خیال تجہی امتحان کا
جب تیری غم مین ہو گئی کچہ نیم جان سی ہم

لائین گی ہی اوسی تغ نظاری کی واسطی
نواب تاب لائین گی دل مین کہان سی ہم

دیکھ لیتی تہی تمہین پہلی کبہی ورسی ہم
ابتو اس سی بہی گئی ہو گئی مجبوسی ہم

نہو زبان ترا نام لینے کی قابل
جو کُلّیان بہی کرین عمر بہر گلاب سی ہم

دو اک بلائین ہین تو کسی ڈہب سے ہو نجات
انصاف کر بچین تر ہی کس کس ادا سی ہم

خوابِ گران گک تجہی کیا کہین گی لوگ
مرقد مین چونک اوٹہین گی جو شورِ عزا سی ہم

جاتی تہی کوی یار کو لایا حرم مین ہای
نواب کیون گلہ نکرین رہنما سی ہم

تمکو ہی جب لحاظ نہین ہی تو خیر اب
کہدین گی ساری رازِ نہان عی سہی ہم

کیونکر تمہاری جی مین آئی ہین کہ ابتو ہای
آتی نہین خیال مین بہی لاغری سی ہم

لالی پڑی ہین جان کی اب ہجر یار مین
نواب منع کرتی تہی تجکو اسی سی ہم

اکدن تجہی آ ادہر ہی ظالم بہلا کہان تک
دل سی اکیلی بیٹہی شکوی کیا کرین ہم

واعظو کیا کروگی جنت مین
گرہوی مبتلا وہان بہی ہم

حشر تک اپنی جوشِ وحشت کو
یاد کرتی رہی مزار مین ہم

کیا شکایت کسی شکایت کی
جب نہین اپنی اختیار مین ہم

وہی باتون مین اوس ستمگر کی
آگئی ہای کیسی پیار مین ہم

بعد مرنی کی بہی رہین گی تجہے
خاک ہو کر دیدۂ دشمن مین ہم

وہ تماشا بہی نہ دیکہی گا کوئی
دیکہتی ہین جو تری چتون مین ہم

نامہ تو دیا ہی مگر فرطِ رشک سی
خود بہی چلی ہین چہپ کی دلِ نامہ مین ہم

بوسی بہی لین اتنی زلفِ دراز کی
آخر تو پہر رہین گی پریشانیون مین ہم

آئینہ کبہی نہ لائین گی ہم
تجسی ہی تجہی چہپائین گی ہم

ٹھہری گی صبر کی تو نواب — اغیار سی مانگ لائین گی ہم

رونی کی گریہ ہی شدت تو دیکہیے — جائین عدم کو دیدۂ حسرت نگر کہ ہم

گر کوئی دم آپ مین آتی ہین ہم — بیخودی سی برسون شرماتی ہین ہم

دیکہ ای دست جنون ہشیار ہو — پہر گریبان آج سلواتی ہین ہم

جذبِ دل لاتا ہی تجکو یا نہین — تیری کوچی مین تو آ بیٹھی ہین ہم

دل لگی کی ہی نکالین کوئی راہ — دل جو اوس بت سی لگا بیٹھی ہین ہم

ای فلک یون ہمین نکر برباد — دیکہ تو کس کی خاکِ پا ہین ہم

مر کر بھی غبار اپنا رہی گا تو ہوا پر — کوچی سی تری اوٹھکی نہ بیٹھین گی کہین ہم

ویرانہ سمجھین گی وہی فرطِ جنون سی — دیکھین گی تبھی ہجر مین گر خلدِ برین ہم
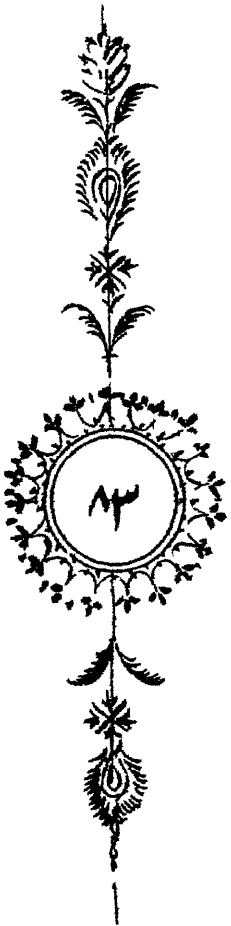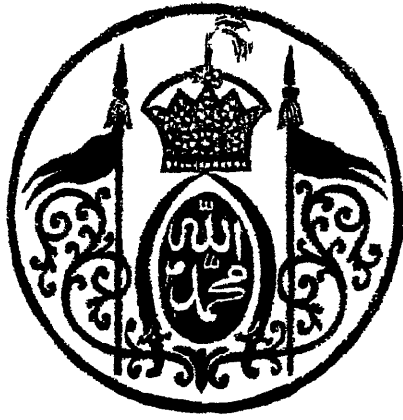
بخت بد کی جو خبر ہوتی ازل مین ہمکو — اسکی تدبیر ہی پہلی ہی سی کر رکھتی ہم

کیا تجکو ملیگا درد الفت — فرقت مین جو زار ہو گئی ہم

سزا ہی اسکی جو نواب اب استکبار ہے — ہنسا کرتی تھی روتی دیکھکر لوگونکو اکثر ہم

کیون وصلت محبوب کی مانگین نہ دعا ہم — پائینگی کہان تیری سوا اور خدا ہم

جاتا تو ہون اوس بزم مین پر دیکھیگی مجکو — کہہ بیٹھین وہ کیا کچہ سر محفل نہین معلوم

نواب تڑپنی کی تمنا تو بہت ہی — پر ذبح کی دم خواہش قاتل نہین معلوم

لکھا ہی جو مری قسمت مین تونی روز ازل — الہی اوسکا پتا کچہ مجھی بہی ہو معلوم

عجیب ہو سی کمر کی ہی جلوہ ای نواب — کہ ساری عمر ہی دیکھون تو کچہ نہ ہو معلوم

نواب سی پوچھا جو سبب غم کا تو بولا — دل سینہ مین ہی بیچین سبب کچہ نہین معلوم

آثارِ مرگ گر نہیں ظاہر ہوی تو آج
چھپ چھپ کی مجھ سی روتی ہین کیون ہمنفس تمام

فصلِ بہار کی جو یہی ہو مُدام ہی
کُنجِ قفس مین ہونگی ہم ایکی برس تمام

لکنت ایسی ہوئی غصی مین کہ خاموش ہوے
ہای لینی ہی نپائی وہ مرا نام تمام

مینی پوچھا کہ تمہارا کیا نام
ہنس کی بولی کہ تمہین نام سی کام

کہنی مین نہ آئین وہ خموشی مین ہین انداز
بھولی گا نہ ہرگز تری تصویر کا عالم

قسم وہ دی کی یہ کہنی لگی منانی مین
خدا کو مان کی اب مان لو خدا کی قسم

جاتی ہین بہت جان سی اس بیخبری پر
لیا ہو جو کسیکی کہین غمخوار رہو تم

یہ کسنی کہا تہا کہ غمِ عشق مین نواب
ہردم سرِ رہ مرنی کو تیار رہو تم
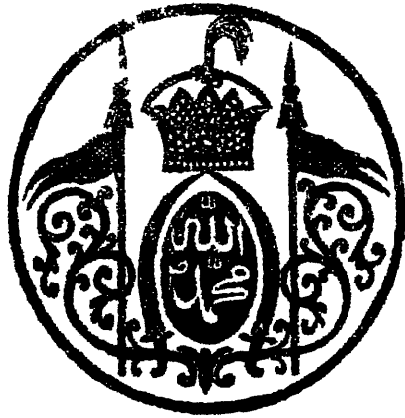
بیشِ خدا سوال ہی وصلت کا اس گہڑی
آجای کاش یاد مجھی بھی کسی کی شرم

ردیفِ نون

دعا مانگو ذرا تم بھی کہ اک مدت مین دل میرا
ہوا ہی آج کچھ مصروف قسمت آزمائی مین

جفا و جور کیونکر چھوڑ دی وہ خود پسند آخر
جسی یہ ناز ہو مجھسا نہین سارے زمانی مین

خدا کی واسطی نواب مجھسی تم ذرا کہدی
کہ تجھکو کیا مزہ ملتا ہی اس آنسو بہانی مین

عیشِ دنیا کو کیا ترک جو تونی نواب
کیا مزہ آتا ہی ظالم تجھی غم کھانی مین

دنیا مین اور بھی تو ہزارون ہین مبتلائے غم
یا مین ہی اک بنا ہون الٰہی زمانی مین

نواب پوچھی میری ہی دل سی کوئی ذرا
آتا ہی جو مزہ مجھی رونی رلانی مین

اب اسکا محو کرنا تمہارا ہی کام ہی
لکھنا جو تھا وہ لکھ تو گیا سرنوشت مین

گھبراؤن کیون کہ روزِ ازل کاتبِ قضا
فرقت تو لکھ چکا ہی مری سرنوشت مین
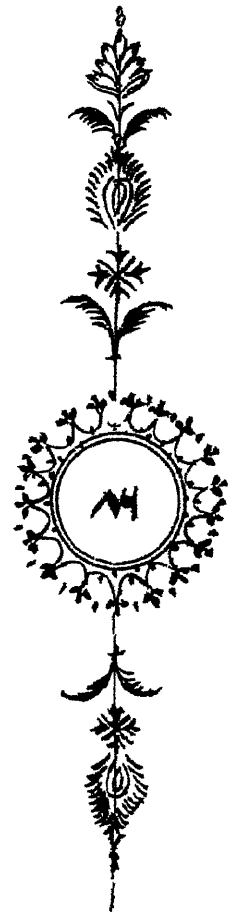
جو بلائین ہین روزِ فرقت مین — وہ نہون گی شبِ قیامت مین

ہای دل دہی کی ان حسینون کو — پڑ گئی جان کس مصیبت مین

ہونگی عاشق یہی یہی معشوق — اس سی کیا ہوگا بڑہ کی جنت مین

نہ آئی ہوگی کسی کو یہ چین مین لذت — مزہ ملا ہی جو کچہ ہمکو بیقراری مین

حیران ہون کہ غیر نی دیکھا کہان تمہین — روزِ ازل سی تم تو ہو میری خیال مین

کس طرح وہ خیال مین لائی ہمین بہلا — جب ضعف سی نہ آئین ہم اپنی خیال مین

جو عرش پر بہی پاون نہ رکہتی تہی ناز سے — تیری جفا سی مل گئی وہ لوگ خاک مین

نواب تمنی چہوڑ دیا وحشتون مین دل — اسکو بہی رکہتی کاش گریبان کی چاک مین

رحم تہوڑا سا بہی ہوتا خاطرِ افلاک مین — تو نہ ملتی اسطرح عشاق ہرگز خاک مین

آجای اوسی حرم یہ ممکن نہین نواب
آئی ہو عبث روتی ہوی اوسکی گلی مین

اچھی صورت کا پتا ملجای ای نواب اگر
ہند کیسا ہی تو دیکھین جاکی روم و روس مین
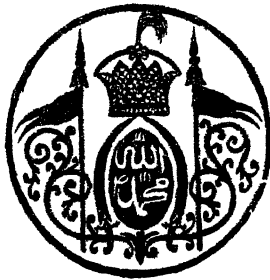
دہر کا تری جفا کا اسی خلق کو نہین
جا کر چھپی ہین اگلی ہی کنج مزار مین

نام مرا ہی سخت جان کیون ہی فراق یار مین
جیتی ہین آخر اور بہی شدّت انتظار مین

تری باتین شوق وصل جرات اسکو کہتی ہین
مٹایا تونی سب شرم و حیا کو ایک بوسی مین

کس طرح خاموش بیٹہیون پند گو
عمر بہر تو گذری ہی فریاد مین

چہوٹ کر بہی ہم رہی نواب اسیر
تا قیامت خاطر صیاد مین

تم جو مشہور ہو آئین جفا کاری مین
میرا ثانی بہی نہین کوئی وفاداری مین

اور اک عمر عطا کر پی الفت یارب
کہ ہوئی یہ تو بسر دل ہی کی غمخواری مین

پوچھتا تھا کبھی بھی تو اب یہ وقتِ طواف
صرف کی ہی خاکِ کنشت کی تری تعمیر مین

دنیا کی عیش تمکو ملین درد و غم مجھے
کچھ دخل عقل کو نہین خالق کی شان مین
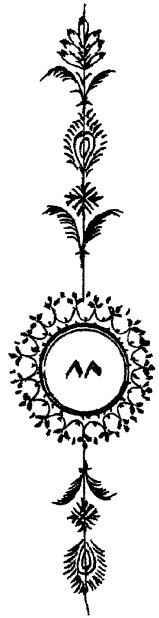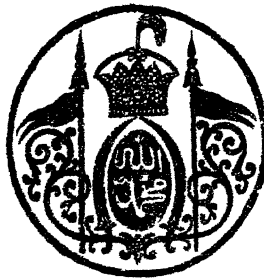
وہ آئین بس مین بھلا کس طرح جب انکی نو آب
نہو یہ دل ہی سا غمخوار اپنی قابو مین

میری ہی تباہی وہ قاصد کہین ہون
رہتی ہین مہ و مہر جو دن رات سفر مین

شاعرونکو موت بھی آتی نہین ہی بی سبب
جاتی ہین سوی عدم تیری دہن کی فکر مین

ڈہونڈہتی ہین رشتہ و سوزن وہی بہر رفو
آئی تہی بازار جو جو پیرہن کی فکر مین

توبہ میکشی کجا دیکھ تو محتسب ذرا
داغِ شراب ہین کئی اب بھی تو جانماز مین

جانتی انجان گر تجکو تو ہم
جان یون ہرگز نہ کہوتی عشق مین

بال کہولی ہین اوسنی بھی غم مین
کیون نہو غیر میری ماتم مین

گریبان تھی یہ فتنہ گر تو ہم — ہوتی ای کاش اور عالم مین

ہون تو بیدم پر اوسکی آنی سی — سانس لیتا ہون اب کوئی دم مین

دنیا مین کسی عیش کی پروا نہین ہمکو — آیا ہی یہ لطف اب تو کسی بُت کی ستم مین

آخر ہی شب وصل کہان تک گلۂ ہجر — نواب سحر ہوتی ہی کہو کوئی دم مین

لطف بھی آتی ہی اوس بُت کو عطا کر یارب — جتنی ہمت نہی ہی ہین مری ارمان دل مین

وصل مین ہوش کسی ہی گا جو سوچی نواب — شکوی گن گن کی مین رکھ لون شب ہجران مین

شعر کا ہی عشق تو نواب ہو — نام ہی اوس بُت کا سب دیوان مین

تڑپنا پیٹنا رونا وطن سی بی وطن ہونا — دیار عشق مین کیا ہوتی ہین یارو یہی سہمین

نہ تم چاہو نہ ہم چاہین کسی کا فر کو جیتی جی — مناسب ہے رقیبو عہد کر لین آؤ آپس مین

جب طاقت نہ آئی غمِ فرقت مین تو ناچار
گیا کیا تری امید سی شرمندہ ہوا مین

گیا جانیی کیا بات ہی جسکی لیی ظالم
ہر روز اوٹھاتا ہون تری جور و جفا مین

دل کھول کی نو اب گلی کیونکر رون مین
امید جو کچھ ہو مجھی اوسی توڑون مین

آتا نہین ہون فکر سی بہی اپنی وہم مین
تیری وفا کی عہد کا شاید یقین ہون مین

صبح ہونی کی بہی خالق سی دعائین مانگتی
چین آتا ہجر کی شب گر کسی پہلو ہمین

بوہی لی الجھ سکی پیکان کی فرا دل کہولکر
چہوڑ دی دم بہر کو جوشِ بیقراری تو ہمین

شوخیِ لیلی نی پہر شاید نکالی ہاتہ پاون
رقص کرتا جو ملا تہا ناقۂ لیلا ہمین

وہ خبر لائین جو تم تک بہی نہ پہنچی ہو کبہی
بہیج دیکہو نامہ دی کر جانب اعدا ہمین

عشقِ رخ مین تری خطِ یوسف
یاد ہوگا تو خال خال ہمین

پوچھتی ہین وہ حال فرقت کا — دیکھتی ہین اگر بحال ہمین

کسی ابرو کو دیکھکر ای چرخ — دیکھنا ہی ترا ہلال ہمین

دو ہی دن کی تری تصور مین — ہای کیا کیا بندہی خیال ہمین

بزم مین وہ تو بیٹھی تھی غافل — کیون ہوا ہای اضطراب ہمین

اوس صنم نی بنا دیا نواب — دو ہی باتون مین لاجواب ہمین

پاس بیٹھین تری یا دور رہتا ہی ظالم — نہین معلوم ہین اس غم کی دستور ہمین

گیا خطا ہم سی ہوئی جسکی عوض مین یارب — حشر سی بڑہ کی ملی ہی شب دیجور ہمین

ہو زمانہ تجہی وہ رنج یہ جلائین تجکو — دی جو خالق اسی عالم مین کوئی حور ہمین

اس طرح عشق مین بدنام نہوتی نواب — یاد ہوتی کچہ اگر چاہ کی دستور ہمین

خجل ہون کیون مین دعا مانگ کر عبث نواب
بر آئی چرخ سی ایسی مری مراد نہین

اُوڑکی جا بٹہین گی خود کنجِ قفس مین اکدن
نہین پروا ہی اگر باغ مین صیاد نہین

وعدہ کیا اوس نے عہدِ مہر و وفا کا نواب
آج لب پر جو تری نالۂ و فریاد نہین

دیکہکر مجکو ہنستی ہو پہر کیون
گر تمہین کوئی بات یاد نہین

اپنی طرف سی کچہ مجہی اصرار ہی نہین
پر یار می بلائی تو انکار ہی نہین

صد حیف لطف اوٹہائین تمسی التفات کے
وہ لوگ جو ستم کی سزاوار ہی نہین

اللہ ری یاس آرزوِ لطف تو کہان
اب دل مین اپنی خواہشِ آزار ہی نہین

اللہ اللہ مری آبلہ پائی جس سی
دشت مین سرخ نہوا ایسا کوئی خار نہین

ای امیدِ شبِ وصلت ترے صدقی جاؤن
تجہسی بڑہ کر ہی کوئی ہجر مین غمخوار نہین

کعبہ بہی ہی سوگ مین نیلی لباس — کونسی گہر مین مرا ماتم نہین

گر نہین ہی دل مین غیرون کی تو بہر — غم کی کہانی کا بہی مجکو غم نہین

تیرا عاشق سب مجہی سمجہا کرین — تجسی اتنی لاگ ہی کچہ کم نہین

رنجش بہی ہوتی ہی تو رقیبونسی ہوتی ہی — اللہ اب جفاؤن کی قابل ہی ہم نہین

مجنسی عدو ہین وہ بہی دشمن سی تو ہی ہین — وہ لطف کونسا ہی کہ جسمین ستم نہین

ٹہنڈک پڑی وہ زخم مین اس سی کہ کیا کہون — پیکان تمہاری تیر کا مرہم سی کم نہین

یہ تسانی غم کی اسیمین ہین نہ یہ کنج قفس — جو اسیری مین مزی ہین رہائی مین نہین

دوست دشمن سی اگر ہنستی ہو مختار ہو تم — آہ و فریاد سی کچہ ہم بہی تو مجبور نہین

جسنی جہیلی ہین ہجر کی کڑیان — اوسکو محشر کا کچہ ہراس نہین

اب نہ آئی تو پھر کب آؤ گے — دمِ آخر ہی کوئی پاس نہین

مسکراتی ہو دیکھکر مجکو — اب نہ کہنا مین کچھ خبر ہی نہین

جب ڈراتا ہون تو وہ کہتی مین — کوئی دنیا مین فتنہ گر ہی نہین

روزِ حشر آی کس طرح نواب — شبِ فرقت کی تو سحر ہی نہین

خلق کسواسطی پھر مجکو کیا ہی خالق — وصلت اوس بت کی اگر میری مقدر مین نہین

پرسشِ روزِ جزا سی تجھی ڈر کا ہی کیون ہے — مہر تیری تو مری خون کی محضر مین نہین

کیا ستم ہی کہ جب آتا ہی وہ در پر میری — غیر کہہ دیتی ہین اوس بت سی کہ وہ گھر مین نہین

لائین گی ڈھونڈہ کی عنقا کو عدم سی نواب — نامہ لیجانی کی طاقت جو کبوتر مین نہین

ٹوٹ کر الماس ہی دی میری دل مین چاہ کر — چاہتا ہون خلش جو وہ زخمِ خنجر مین نہین

صبحِ شبِ وصال عبث ہی نہین حجاب
یعنی تو کوئی بات کسی سی کہی نہین

پرسشین آمدِ دشمن کی عبث ہین مجھسی
کچھ مین ہی بندہ نواز آپکا دربان تو نہین

عبث بگڑتی ہو تم غیر کی الجھنی سی
مرا عدو ہی یہ کچھ زلفِ عنبرین تو نہین

جلاؤن کیون نہ اسی جسمِ عشق مین نواب
یہ دل ہی سینی مین کچھ پارۂ زمین تو نہین

ہمنشینو کوئی صورت تو نکالو وصل کی
لیچلو مجکو ہی تم گر اوسکو لاسکتی نہین

زخم کیا پڑ گئی ناسور جگر مین نواب
ہم نہ کہتی تھی کہ یہ سینہ زنی خوب نہین

کہتی ہو عطر مل کی تم آنا شبِ وصال
افسوس تم مین مہر و محبت کی بو نہین

کیون لگا دیتی ہین ہاتھون کو اپنی وہ گھڑی گھڑی
رنگِ حنا ہی یہ تو کسی کا لہو نہین

چلو سی پی رہا ہی جو نواب تو شراب
کمبخت کیا زمانی مین جام و سبو نہین

مرتا ہون مین تو غیرتِ اغیار دیکھکر
جیتی ہی فراق مین پہر بہی خجل نہین

جزا مین اسکی مجھی کیا ملیگا محشر مین
لہ میری غم کا تو یارب کوئی حساب نہین

دل ہین راضی ہین پی وصل و نواب مگر
چہیڑنی کو تری کہدیتی ہین ہر روز نہین

دل مین کبہ اس بلا کی جگر مین جگہ نہین
اللہ کا یہ قہر ہی تیرِ نگہ نہین

یہ جانتا تو ہی عالم کہ چاہتا ہون تجھے
بلا سی تجھسی اگر نامہ و پیام نہین

دیکھی بیرحمیِ ظالم کہ ماتم مین مری
آنکہ پہ آنچل تو ہی پر ایک بہی آنسو نہین
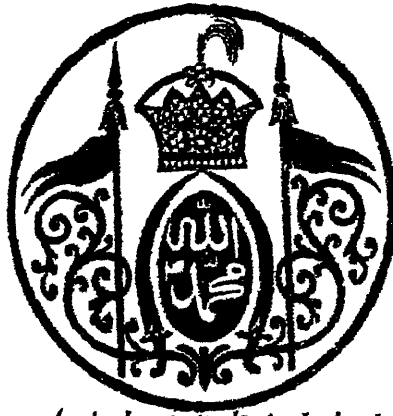
لی اوڑی ہی عالمِ بالا کو آہِ سینہ زن
میری دل کی ہین پہپہولی چرخ پر اختر نہین

ساری دنیا مرتی نواب نالون سی تمہی
ہای ظالم کچہ تجھی اللہ کا ہی ڈر نہین

اشکباری بیقراری رشک حسرت انتظار
کونسا ہی وہ مزہ جو رنج ہجران مین نہین
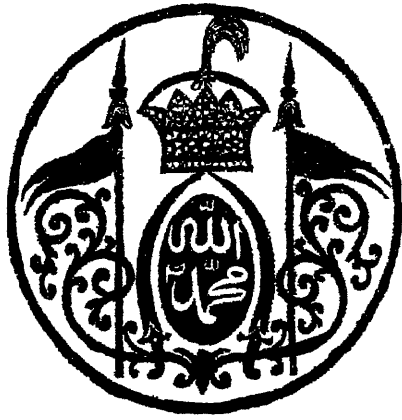
استقدر تکیہ ہوا ہی بخت بد پر اپنی ہای
اب تصرع بھی ہمارا چشم و زبان مین نہین

شر کہا بک بک کی ناصح اپنی گھر کی راہ لی
لاکہہ تو سمجھا مگر مین تو ترا قائل نہین

دیکھتی پھرتی ہو مجمع مین عبث تم دوستو
چشم میگون کی سوا کوئی قاتل نہین

ہون ایک عمر سی ناصح کو دیکھکر حیران
کہ دیکھتا ہی تجھی اور سینہ چاک نہین

آور سب کچھ دل مین ہی نواب پر
اک فقط صبر و شکیبائی نہین

خوش کم آتی ہین کیون ملک عدم سی یارب
گیا وہان مرنی کو ان پر کوئی گمنام نہین

پرسش حشر سی ڈرتا ہی عبث ای نواب
گیا کسی بت کی بغل مین تری تصویر نہین

گو تری وصل سی نومید ہون پر
اپنی مرنی سی تو نومید نہین

مجھسا ناصح کو بنا دیتا گریبان پھاڑکر
ہای اتنی ہی تجھی وحشت جنون ہمت نہین

ساری دنیا کی بلائین ہین ہماری ہی لیے — ان بتون کی واسطے یارب کوئی آفت نہین

ایسی ہی تری یاد پھراک تو کہ دم نزع — ہمدم بھی ہمی مجھی بھول گئی ہین

تری ہی وصل کی تعبیر ہین دن الٹی — شب فراق جو ہم کوئی خواب دیکھتی ہین

لگی تڑپنی مین کس تماشہ ای دل بیتاب — کہ آج یہ وہ ترا اضطراب دیکھتی ہین

مجھی ہنس کی وقت ادا دیکھتی ہین — کوئی انسی پوچھی تو کیا دیکھتی ہین

کسی نی بھی دیکھا نہو گا کسی کو — جن آنکھون سی اوس بت کو ہم دیکھتی ہین

جتایا عشق تو انجان بنکی بول اوٹھی — یہ باتین جھوٹ ہین ہم تمکو خوب جانتی ہین

در پر مری مسکرا کی بولے — اس گھر مین کسیکو رہی ہین

تم عبث فریاد سی گھبراتی ہو وقت اخیر — ہو چکا جھگڑا یہی دو چار آہین اور ہین

دل ہی اونکا ہی قابل تعریف — دل سی نعمت جو تمکو دیتی ہین

نہ تو بوسہ ہی نہ وعدہ نہ اشارہ نہ پیام — یوہین ہم مفت مین دل آپکو دیتی ہین

تم تو سب کہہ چکی دشمن کی محبت کا حال — ہم بہی جو گذری ہی ہم پر وہ کہی دیتی ہین

راز وصلت نہ بتاؤن تو کرون کیا ظالم — کہ کبھی غیر تری سر کی قسم دیتی ہین

ذبح پر میری کمر باندھی ہی کسنی یا رب — کہ کبھی مژدۂ قتل اہل عدم دیتی ہین

عادت وصل سی فرقت مین نہ خواہش ہو کوئی — اسلیی اپنی ہی ملنی کی قسم دیتی ہین

بلبل نہ بہول تو کہ بہت گل چمن مین ہین — کچہ داغ سوز دل سی ہی بہی کفن مین ہین

پوچہی کوئی کہ گذرتی ہی کیا اونکی جان پر — ہم پہلوے عدو جو تری انجمن مین ہین

روتی ہین ہای اپنی قسمت پر — جب وہ ہنس ہنس کی ہمکو ٹالتی ہین

اونسی اوٹہ کر بہی سامنی ہین نہوگا نادان
تجہ سی جو دل مین تمنای وفا رکھتی ہین

اس آرزو مین کہین سن لی وہ بت کبہی نواب
بغل مین شکوون کی دفتر کتاب رکھتی ہین

ناز کرنا نہ اپنی پلکون پر
ہم بہی کچہ دل مین خار رکھتی ہین

غم ترا کم ہی کیا جو سب دل مین
کاہش روزگار رکھتی ہین

جنکو ہی عشق حقیقی اونکا مسلک اور ہی
یون تو ہم بہی عاشقون مین یا خدا کہنی کو ہین

آہ وقت قتل ہی نواب تو دل سی نہ کھینچ
صبر کر تہوڑا کہ وہ بہی حبا کہنی کو ہین

گالیان سکڑون دیتی ہین عدو کی آگی
اور پہر مجکو ہی وہ شوخ زبان کہتی ہین

شکر ہی وہ بہی مری نام پر اب تو نواب
مسکرا دیتی ہین محفل مین ذرا کہتی ہین

مری تقدیر مین ہنسنا نہو تو کیا ہنسونگا مین
یہ مانا ہر کسی کو وہ ہنسی مین کہول لیتی ہین

نہ رکھون دل سی عزیز ان لبون کو مین کیونکر
کہ مرتی دم بھی یہ تیرا ہی نام لیتی ہین

شب فراق یہ کیا سوجھی ہی فرشتون کو
کہ آسمان کو گردش سی تھام لیتی ہین

تجھی کشتہ سمجھکر دعوی خون کو نہ آئی ہون
وگرنہ کیون تری در پر مری غمخوار بیٹھی ہین

نہ ستا دیدۂ خونبار کہ ہم
آپ ہی غم مین بھری بیٹھی ہین

جو اوسی دیکھ کی بیہوش ہوئی ہین ناصح
وہ سنبھالی سی تری کوئی سنبھل سکتی ہین

قسمت اونکی ہی جو ہین تیری بغل مین ورنہ
یون بسر کرنی کو ہم بھی تو بسر کرتی ہین

تذکرہ کوئی جو کرتا ہی کسی کا تو ہم
کیسی حسرت سی تمھین یاد کیا کرتی ہین

قابل رشک ہین وہ لوگ جو تیری آگی
ہر گھڑی شکوۂ بیداد کیا کرتی ہین

جھجک کی تکتی ہین بار بار غیر کو بھی
کبھی جو میری طرف وہ نگاہ کرتی ہین

کونہین بھیجتی پہ میری جلانی کی لیی
روز غیرونکو وہ اک نامہ رقم کرتی ہین

لذت مہر کہان عشق کی غمخوارونکو
لطف کرتی ہین وہ مجہپر تو ستم کرتی ہین

بدگمانی سی ہوا جاتا ہی اپنا تو کام
گو کہ غصی ہی مین وہ عہد قسم کرتی ہین

خیال آتا ہی جب اونکو دل کی لینی کا
تو کس ادا سی ہی گو وہین مچلتی ہین

نزع مین لذتین کہان نواب
دل سی ارمان کیا نکلتی ہین

ناتوان اتنا نہین ہون کہ نہ مین چاک کرون
چارہ گر میرا گریبان عبث سیتی ہین

تیری مجنون کی لیی کیون وہ دعا مانگون
اونکی ہی دم سی تو آباد یہ ویرانی ہین

آئینہ دیکھکر بناو کی وقت
کیسی بن بن کی وہ بگڑتی ہین

کیا تجہسی کہین ظالم صدمی جو گذرتی ہین
اس ہجر کی ہاتہون ہم جیتی ہین نہ مرتی ہین

جلوی سی ترے ہوش کسی کو نہین رہتا
انداز و ادا تیری نگہبان ہوی ہین

کبھی اغیار سی ہوتی ہی اگر سرگوشی
ہم بہی محفل مین ترے ہی شور مچا جاتی ہین

لذت خواب عدم سی نہ اوٹھون گا تا حشر
میری لاشی پہ وہی لوگ عبث لاتی ہین

گیا پوچھتی ہو گور غریبان کا ماجرا
تم پر جو مرتی تہی یہ وہ نہین کی مزار ہین

حال غم فراق بہی سب جانتی ہین جھوٹ
ہم ایسی تیری عشق مین بی اعتبار ہین

ای شعر ہر شب سوچ کی آنا کہ اندنون
اوسکی گلی مین ہمسی کئی بیقرار ہین

شوق سجدہ کو دو مبارکباد
داغ دل پہر شمار ہوتی ہین

تہین پڑی ہی فقط جیب کی سلہنی کے
یہان تو چارہ گر دل کی ٹکڑی ٹکڑی ہین

تجہہ ہو مرض تو فکر دعا و دوا کرین
دل ہی نہو جو بس مین تو غمخوار کیا کرین
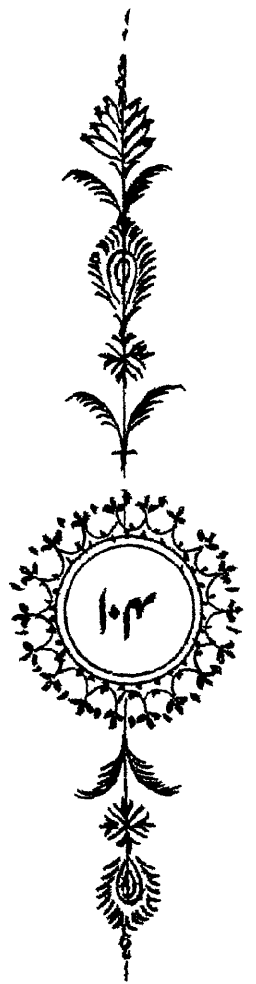
گلہ بخت کرین شکوۂ بیداد کرین
ای فلک کونسی ہم ظلم تری یاد کرین

رحم کر رحم کہ عاشق تری کبتک ظالم
ہجر مین آٹھ پہر نالہ و فریاد کرین

چشم بیمار کی صدقی مین یہی بہتر ہی
کہ وہ نواب کسی غیر کو آزاد کرین

کیونکر ہم اپنی حال کی تجکو خبر کرین
نالی ہی وہ نہین جنکو دل مین اثر کرین

جس بیخبر کو ہوش نہو اپنی جان کا
کیونکر مصیبتون کی ہم اسکو خبر کرین

دنیا مین چین لینی ندی گا یہ آسمان
نواب آؤ چل کی عدم مین بسر کرین

نواب مر کہین کہ یہ قصہ تمام ہو
دن رات تیری جیب مین کبتک رفو کرین

کہتی ہو بیداد کا میری کہین دعوی کرو
چاہتی ہو تمکو بہی اپنی طرح رسوا کرین

قدردان وحشت کا لائینگی کہان سی دشت مین
اس سی بہتر ہی کہ کوچی مین تری بستر کرین

ہای ہمتو خانمان برباد گلیون مین پہرین / اور اعدا شوق سی لمین تمہاری گہر کرین

نہ ایکدم کی لیی آی خاک ہونی پر / تمہاری وعدی کا کیا خاک اعتبار کرین

مجہی کو دیکہکی وہ بت بنی ہین ای نواب / وگرنہ ہوتی ہین ساری جہان سی باتین

گہر مین اغیار ہی کی کچہ سن لو / کسی خانہ خراب کی باتین

ای غم عشق بتا تجکو قسم ہی رب کی / تو نی مجہسا کوئی غمگین بہی دیکہا ہی کہین

لاکہون فتنی یاد کر کی چرخ نی برپا کیی / دل لگا ہولی سی ہی میرا اگر دم بہر کہین

آنکہین کہین ہین دہیان کہین ہی نظر کہین / بی شبہہ کی آی ہو تم رات بہر کہین

وحشت کی خوب بانکپن نکلتی ہی گہر سی ہای / مین تو کہین ہون اور مرا ہی اب کہین

رونی سی رات دن کی ہی خوف ہی مجہی / پلکون پر آنہ جای نکل کر جگر کہین

ابکی گر صرف ہوی ناز و ادا اور کہین
دل لگالیگا کوئی پھر بخدا اور کہین

بیجا بانہ جو لاؤن مین کبھی ناصح کو
اوس گھڑی بات نکہنا کوئی شرمکی کہین

لون تصور مین ہی بوسہ تو یہ اندیشہ ہی
دیکہتا دل نہو اوسکا نگہبان کہین

اوٹہ گئی غیر جو پہلو سی بگڑ کر نواب
بزم مین اوسکی نہ آیا ہو مرا نام کہین

منع ہی شکوۂ بیداد تو یہ ہو ارشاد
غم فرقت کی شکایت بہی کرون یا نکرون

بخت خفتہ کبھی آجای جو وہ پہلو مین
جب بہی ظالم تجہی بیدار کرون یا نکرون

دیکھکر یون ہی مری شکل کو گھبراتی ہین
اونسی مین شکوۂ آزار کرون یا نکرون

آومین تو سیکڑون ہی اوٹہین ہین ای خدا
کس سکو شوق دل کی مین اپنی خبر کرون

ڈہونڈہون جگر یا دلِ شوریدہ حال کو
کس کس کی تیری ہجر مین مین جستجو کرون

مطلب نہین کہ جائین جفاؤن کی عادتین
ناحق شکایتون سی تجہی کیون خجل کرون
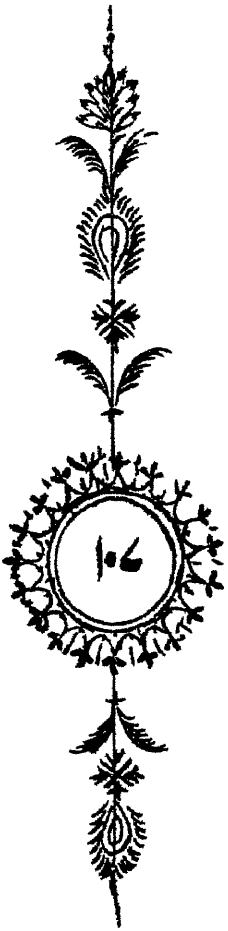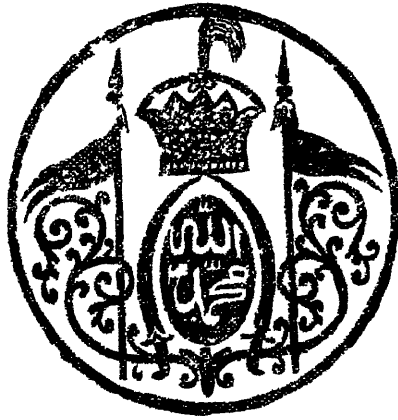
کہینچا جو آتش کہتا تہا صورت آفرین
ہاتہ ہون میری قلم کر دو سرا پیدا کرون

یہ کیسا ہی نواب شوقِ شہادت
کہ ہر دم تجہی سر بکف دیکہتا ہون

ہنگام سوال بیخودی دیکہ
تجہکو مین تجہی سی مانگتا ہون

تجہسی نہین ہای کچہ بہی چلتی
یون کہنی کو مین بہی بد بلا ہون

نیرنگیِ عشق سی مین نواب
آئینۂ قدرتِ خدا ہون

کیون مفت مین شرمندۂ احسان قضا ہون
فرقت تری کچہ کم ہی کہ مین موت کو چاہون

چاہت ہے کسی چاندسی رخسار کی مجکو
مانندِ ہلال اپنی انگشت نما ہون

ملتا نہین ہی میرا ٹہکانا عدم مین بہی
گویا مین عشقِ یار مین رنگِ پریدہ ہون
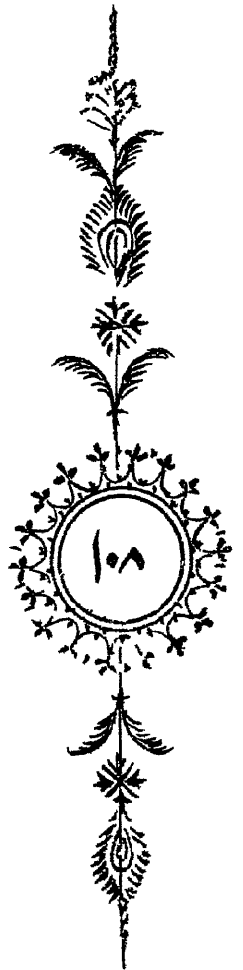
روتا ہی مجکو دیکھکی خوبصورت آفرین
ہجر بتان مین ہای وہ آفت رسیدہ ہون

نہ رو وہ پہوٹ کی ای آبلو کہ چن چن کر
تمہاری واسطی جنگل سی خار لایا ہون

جہان سی تمکو ملی ہی یہ حسن کی دولت
وہین سی مین بہی دلِ بیقرار لایا ہون

سیین نہ زخم کو اب چارہ گر کہ پہر فو
مین آپ اپنی گریبان کی تار لایا ہون

جاتا ہون عدم کو تو گمان اور نکر نا
سو جان سی عاشق ہون تمہاری جہان ہون

دم بہر تو مجہی دیکہہ کہ اک عمر سی مین بہی
عرفی کو تری روزِ بحسرت نگران ہون

دیکہہ تو غیر کی باتین کہ سمجہتا ہی مجہی
لغو ہر چند تری سر کی قسم کہاتا ہون

رہتی ہو چین سی مری دل مین
تم کہان اور اضطراب کہان

اوسکی پیکان کی ہین مشتاق تو اک مدت سے
دل جگر دونون ہی پر دیکہیی سماتی کہان

دیکھتی ہی مجھی وہ غیر کی پہلو مین چھپی
دیکھنا خوبیٔ تقدیر کہ شرما ہی کہان

یار کا پایا نہ عدم مین بھی پتا
دیکھیی شوق دلی اب مجھی لیجا ہی کہان

سر بھلا کہیہ ہی سی بیٹھیگا ہی جوش جنون
تو تین ہاتھون کی گر صرف گریبان ہو گئین

جان سی تنہا بڑہ کی پر نواب دینا ہی پڑا
جس گھڑی اوسکی ادائین دل کی خواہان ہو گئین

جفاؤن سی جو رہتا ہی سر کار
تو کسدن کام آئین گی ادائین

اُف نہ نکلی منہ سی کسی خنجر بھی گردن پہ چلی
وہ نہین ہین ہم کہ وہی باتون پہ رونی لگین

چھیڑین ہین معشوقون سی جب تک ہی جوانی
پھر پوچھیگا نواب بڑہاپی مین تمھین کون

چھین لی حشر مین بھی کوئی نہ مجھسی یارب
جیسی چھینا ہی تو ان نی دل اپنا تب یہان

مین جو مرجاؤن غم فرقت مین تو بہر خدا
تم بھی آنکھون پہ ذرا رکھنا کسیدن آستین

وحشت تو میرے حصہ تہا پر یہ ہوئی تو دیکہ
پہٹی ہین مجکو دیکہ کی مجنون نی بیڑیان

برباد ہو گئی ہی قیبون کی خاک تک
مین نی یہ تیری راہ مین رگڑی ہین ایڑیان

بہلا کیا خوف ہوگا مجکو ہمسائی کی شکوون کا
کہ مین جویا ہون تجہ شعلہ خو کی دور برسون

مری دل سی کوئی نواب پوچہی قدر وحشت کی
کہ میری خاک بہی اوڑتی پہری ہی کو بکو برسون

رحم اتنا ہی نکر تو کہ مری حسرت کو
چشم حیرت سی سب غبار عدم مین دیکہین

کہتی ہو نفرت ہی تجہسی سچ سہی یہ بہی مگر
نام میرا لب پر آتا ہی تو ہنس دیتی ہو کیون

ہنس ہی لونگا کبہی مین اے نواب
اوس گلی مین تو آج رو آؤن

چٹکی بجا کی بولی وہ مجہ چپ کو دیکہکر
بلبل ہی تو تو میرا ذرا بول بولیان

اختر دشمن سہی ہی خوب سمجہا کر کوئی
ایکدم کی واسطی بن جا ستمگر ایکدن

واعظونکی ساری شیخی کرکری ہوجائی کاش
تیری کوچی مین بپا ہو شورِ محشر ایکدن

فرقت مین اہ تو غم سی بہلتا ہی جی بہت
جو پہلی درد تہا وہی درمان ہی انہون

شراب پی کی چلا سوی محتسب نواب
گہٹائین جہوم کی جس دم بہار مین آئین

خونبہا ہی یہی میرا کہ تجہی ذبح کی بعد
سامنی غیر کی انگشت بدندان دیکہون

دل کیون دیا کہ جان مصیبت مین پہنس گئی
میرا ہی یہ قصور ہی تمکو تو کیا کہون

مقدمِ مرگ کو رہجائین گی مجہسی شکوی
کیا کرون خوشخبری گر تری بسمل کو ندون

حشر تک وہ جو نہ آئین تو بہلا کیا تا صبح
جہوٹی وعدی سہی تسلّی ہی ذرا دل کو ندون

ردیف واو

دیتا ہی اک جہان جان دل کو
ہم چہپاتی ہین کیون ہاں دل کو

بزم سی اُوٹھ گئی سبھی پر ہم | ڈھونڈھتی رہ گئی وہان دل کو
ایسی نادان بن گئی نواب | ہای کھو بیٹھی ہین کہان دل کو
مری اختر وہ دیکھین گی شب تو | ذرا اُٹھا لو دم بھر آسمان کو
خیالِ پاسبان ہی ورنہ دل سی | لگا کر روتی ہم اوس آستان کو
سوالِ بوسہ اوس ظالم سی نواب | خدا کی واسطی روکو زبان کو
بوسی کی دینی مین ہی کلام اوسکو اسلیے | مُنہ سی نکالتا ہون مین ہر دم کلام کو
رشک ہی اتنا کہ نہ رہنی دیا | اپنی نصیبون مین تری نام کو
تیری ہی دامن مین رہی ورنہ ہم | رکھتی کہان گردشِ ایام کو
اور کچھ مطلب نہین ہی صرف عبرت کی لیے | اوسکی در پر حشر تک کہنا مری تابوت کو

دیکہتا ہون آسمان پر نالۂ جانکاہ کو
پر لگائی یا الٰہی کسنی میری آہ کو

غیر کو فرہاد ٹھہرایا ہی خسرو شیرین نی
ہای بہولی ہین وہ کس دم خسرو پرویز کو

نالہ میرا کس طرح دل سی نہو اونکو عزیز
پیار کرتی ہین سبہی فریاد دردانگیز کو

لاکہ صورت سے بچایں جیب و دامن اپنی ہم
کیا کرین نواب پر اس طبع وحشت خیز کو

غیر تم سی عشق مین دم بہر بہل سکتا نہین
غم مین ہم بہلائین کیونکر خاطر ناشاد کو

جرم الفت کے بتادونگا تو ای نواب اسے
مرحبا کہنی لگین گی سب مری جلاد کو

سوچ تو کچہ اپنی دل مین غم ہی کسکا چاہ کر
دوست کہون مین کیونکر عشق کی آزار کو

نہوتا ناز ای نواب تمکو عشق پر اپنے
سمجہتی دل مین کچہ بہی تم جو اسکی نیاز کو

وہ اور وعدہ وصل کا نواب سی غلط
یہ دن کہان نصیب اوس آفت نصیب کو
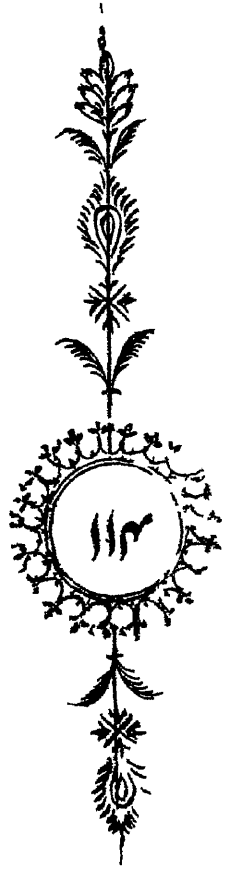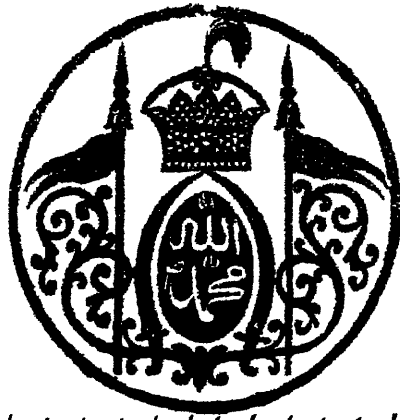
لیجائی خاک وہ کسی مشتاق کا پیام
رویا کیا ہو خود ہی جو برسون جواب کو

اوس بت کے ہاتہ رکہتی ہی دل کیون ٹہر گیا
کیا ہو گیا یہ ہای مری اضطراب کو

نواب کو ابہی تو ہین دعوی بہت مگر
دیکہین گی اوسکی بزم مین جا کر جناب کو

دن حشر کا چہوٹا ہی کہون کیا مین غم دل
لی آئی کوئی جا کی مری ہجر کی شب کو

معشوقون سے شکوی کبہی لاکہون ہی نی نواب
جنبش نہوئی پر کبہی ظالم تری لب کو

ابہی کچہ کچہ ہی جان قالب مین
روک لی کوئی میری قاتل کو

تجکو دیکہا تو پہر بہی جلتی ہی
کیا ہوا آج شمع محفل کو

یا رب اوسکا ہی دل کوئی لیلی
جسنی پہلو سی لی لیا دل کو

کچہ ایسی دسی ہینی کہا تہا حال فراق
کہ عمر بہر نہ اونہین نیند آئی دم بہر کو

مخصوص ہمیں سے ہی لیے روز ازل سے
رکہتا ہون عزیز اسلیے مین تیرے ستم کو

یارب ہمین پہر بہیجدے دنیا مین عدم سے
سنتی ہین کہ وہ یاد کیا کرتی ہین ہم کو

دہری ہجائے ساری تعلّی نسخت جانی کے
ذرا جنبش تو دو تم اک ادا سے دست گلگونکو

نہین ممنوع کسے مین آجاؤن غش مین اک جلوے
نقاب اوٹہو ہزارون بار چہولن ترانی کو

دم وصل عدو گر چاہیے شرم و حیا تو پہر
یہان بیکار ہے تم مجہسی لیلو پاسبانی کو

خدا جانے بلا کیا آئے عالم پر کہ جاتی ہو
تم اے نواب پہر بتیاب کر کوی جانان کو

لاکہ تدبیرین کیون وصل کی اوسکی ہمدم
چین لینے دے اگر درد جدائی مجکو

قید کی غم سے مین روتا نہین ہرگز صیاد
رنج دیتا ہے مگر خوف رہائی مجکو

وہ مزہ پایا دل نے کہ نہ لون مین نواب
دے جو حق غم کی عوض ساری خدائی مجکو

زندگی مین کوئی پرسان نہین تجھ بغیر اے
میری ماتم مین بھی گر کوئی نہ روئی مجھکو

بعد مرنے کی ہوا غیر کا مجھپر احسان
کہ تری کوچی سی اوسنی اوٹھایا مجھکو

بہانہ ایسی کرتی ہین وہ نزاکت کا
کہ تا نہو کبھی وصلت کا حوصلا مجھکو

خوگر رنج کو کیا کام خوشی سی ظالم
تجھسی اب شکوۂ الطاف و کرم ہی ہمکو

گر یہی لطف ہے غم کھانی مین نواب تو پھر
ساری دنیا کا غم و رنج بھی کم ہی ہمکو

جانتی تھی کہ ہی مرنی کی تمنا ہمکو
اس لیی وصل کا مژدہ سنایا ہمکو

شور محشر بھی جو اوٹھا تو نہ نکلی گھر سی
کیا کہی گا تری کوچی مین نہ مانا ہمکو

دھیان آتا ہی فقط آپ کی رسوائی کا
ورنہ کیا ہجر مین مرنا نہین آتا ہمکو

بت کو پوجو گی کعبی مین نواب
تم سی یہ اعتقاد ہی ہمکو

تمنا جلاد تو پیدا ہی نہین عالم مین — ظلم کرتی ہین جو کہتی ہین مسیحا تمکو

گریہ و وحشت دل کی ہی ترقی نواب — آج ہی کل مین ہوا جاتا ہی سودا تمکو

نقش تسخیر نہین ہی خط تقدیر مرا — تم اوسی غیر کی خاطر سی مٹاتی کیون ہو

وہ تو غش ہی نہین تمپر پہر تم — غیر کو زلف سنگہاتی کیون ہو

مٹ گیا ہی جو تمہاری غم مین — نام کو اوسکے مٹاتی کیون ہو

خیر ہی نالون سی آج ای نواب — اپنی طالع کو جگاتی کیون ہو

چہپانی سی کہین چاہت بہی انکی اب چہپتی ہی — نہین مرتی کسی پر تو پہر تم ہیجان کیون ہو

جس غیر کو سمجہتی ہو تم دوست میری — محشر مین آکی وہ ہی اگر دادخواہ ہو

لطف کی بعد پہر ستم یہ کیا — ظلم اتنا کرو کہ عادت ہو

جسکو کہتا ہی اک جہان اجل
کاش وہ بہی تمہاری حسرت ہو

کیا حال اوسکا ہوگا الہی فراق مین
سو طرح کا وصال مین جسکو ہراس ہو

فریاد جو کرتا ہون تو کہتا ہی زمانہ
مرجیک کہ تری مرنی سہی آرام کہین ہو

نہ کوئی بہی فریادی کسی کا روز محشر مین
وہان تو مین ہون یارب اور میری بیگناہی ہو

قسم جو کہا کی نہین ملتی تو ہوا معلوم
کہ وقت جنگ خدا کو بہی ٹال جاتی ہو

جو اوسکو دیکہہ کی پہلوی غیر مین نواب
نہین ہی تاب تو کیون بیٹہی کسمساتی ہو

زمانہ بہر تو محو عیش و مست بادہ خواری ہو
جسی کوئی نہ پوچہی ہائی وہ قسمت ہماری ہو

پاس آ بیٹہی کسی ڈہب سی جو ہم محفل مین
ناز سی ہنس کی وہ کہنی لگی چل دور ہی ہو

وہی بیکس تو ہی محفل مین تمہاری نواب
دل کو تہامی ہوی ہی تم جسکی فغان سنتی ہو

مانگو عمرِ خضر پہلی خدا سی نواب — اوس سی حالِ غمِ ہجران جو کہا چاہتی ہو

چرچا وہان بہی کچہ ہو ہر دم مصیبتونکا — جنت مین ہی الٰہی ایسا ہی آسمان ہو
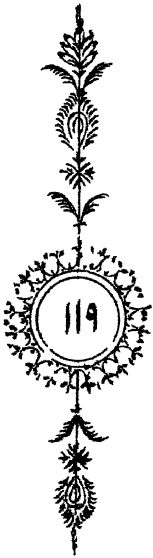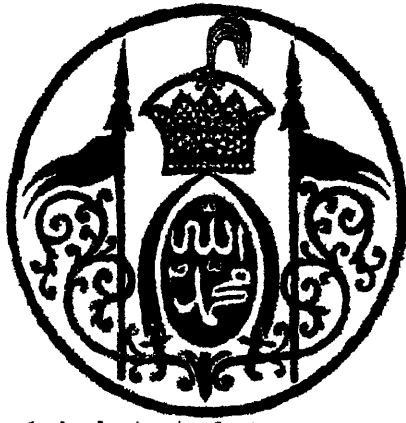
رستہ ملی نہ اوسکو عدو کی مکان کا — آتی بلاؤن کا تو الٰہی نزول ہو

یارب کوسی ہی چہ مری دل کی سرگذشت — مجہسا جو کوئی تیری یہان دردمند ہو

پہنچادی آہ کو جو مری تا اثر فلک — تو عرش سی بہی رتبہ ترا کچہ بلند ہو

نواب جسنی اوسکو بنایا ہی سوچ تو — کیونکر نہ کبر و ناز سی وہ خود پسند ہو

آئین شمار مین نہ کبہی دل کی حسرتین — نواب اگر خدا کی یہان ہی حساب ہو

عبث ہو تمکو اب دہیان ہی دل کی کشایش کا — یہ وہ عقدہ نہین جو ناخنِ تدبیر سی وا ہو

مسکرا کر پوچہتی ہو ہمسی کیون غمناک ہو — چشم بد دور آج تو کچہ خوب ہی بیباک ہو
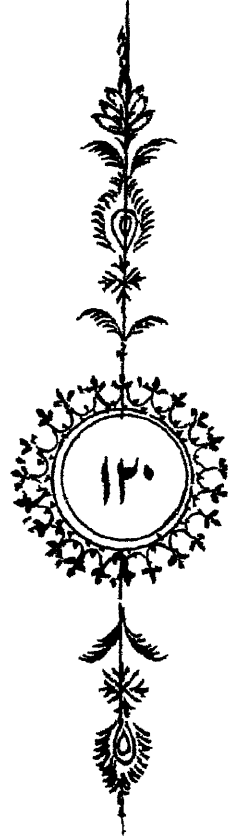
دامنِ محشر بہی ہاے منہ پر تو پہینکوں گر وہ گل | نازسی تابوت پر میری گریبان چاک ہو

بہت ہی ناز تمہیں اپنی صبر پر نواب | وہ شوخ ایسی میں آجاتی تو تماشا ہو

یاد کسکو کری گا وہ یارب | جسنی دل سی اوسی بہلایا ہو

قدر مرنی کی خاک وہ جانی | غش بہی جسکو کبہی نہ آیا ہو

دامن اوس شوخ کا وہ کیا کہینچی | آہ تک جس سی کہنچ نہ سکتی ہو

سختیِ اجل اوس سی بہلا خاک اوٹہی گی | غم بہی جسبی کہانا ابہی آسان نہوا ہو

کہتی ہیں شبِ قدر ہی کہیں تو فلک پر | آمد کا کہیں تیری ہی سامان نہوا ہو

شرمندہ ہو کیا وعدہ خلافی سی وہ بیباک | جو ظلم سی بہی اپنی پشیمان نہوا ہو

کیا چاک کی لذت اوسی معلوم ہو نواب | جو رشتہ کبہی تارِ گریبان نہوا ہو

وہ بُت خرام ناز سی جب آئیگا تو ہم
جائینگی دیکھنی کو قیامت ہی کیون نہو

تنگ آگئی ہین کچھ بھی نچھوڑینگی دل مین ہم
ہر چند تیری ملنی کا اقرار کیون نہو

جسکو امید اوسکی عیادت کی ہو مسیح
سوچو تو اپنی دل مین وہ بیمار کیون نہو

وحشت مین گھر اوٹھی تو نہ بیٹھینگی ہم کہین
ہر چند تیرا سایہ دیوار کیون نہو

نواب خلق مین اوسی بدنام کرتی ہو
پھر وہ تمہاری درپی آزار کیون نہو

ساری عالم کو گواہی کی لیی جب لاؤن
کہ مری قتل کا ظالم تجھی اقرار نہو

قابل وہ دید ہی اوسکی ہی مصیبت نواب
جسکا دل تنگ ہی غم ہجر مین غمخوار نہو

نہ نکلین کچھ بھی شب غم مین جو حوصلی دل کی
جو اپنی آنکھ جدائی مین اشکبار نہو

مزہ ہی تمتو جتاؤ محبت ای قلب
بڑی امید ہی اور اوسکو اعتبار نہو

عشق ایسی بدگمان کا مجھی ہو کہ ای خدا
گر کوئی مرہی جای تو اوسکو یقین نہو

سخت جگر تو دیکھہ چکی دل بھی دیکھہ لو
شاید تمہاری تیر کا پیکان ہمین نہو

نواب چین ہی نہین آتا تجھی کہین
جبتک تری بغل مین کوئی مہ جبین نہو

ستم ہی جو مرجای غم سی تری
اوسی کا تری گھر مین ماتم نہو

دیکھتی ہین ہی آغوش کو سب حیرت سی
میری پہلو مین کہین یار کی تصویر نہو

سو خطائین تو مین خود دینی بتاتا ہون تجھی
زندہ جب چھوڑ کہ میری کوئی تقصیر نہو

جلوہ یار سی گھر غیر کا آباد نہو
خانہ عشق الٰہی کبھی برباد نہو

یہ حکم ہی مری قاتل کا ابتو قتل مین
کہ وقت ذبح بھی بسمل کو اضطراب نہو

عشق پنہان کا جو دعوی ہی تو ہو محشر مین
بات کس کام کی جو چار مین مشہور نہو

محشر مین شہ جانی کو ملی پاون مین مہندی
اوس فتنۂ عالم کی ذرا ناز تو دیکھو

مشاطہ یہ بولی اونہین آئینہ دکھا کر
تم اپنا ذرا حُسنِ خداساز تو دیکھو

مجھسی پوچھو نہ دیکھنی کا سبب
اپنی چتون کو غور کر دیکھو

شاید آجای وہ صنم نواب
ابکی پھر اوسکی غم مین مر دیکھو

ادا اسی بولی مجکو قتل کر کے
یہ کسکی لاش ہی اسکو اوٹھا لو

مجھی خلوت مین کچہ کہنا ہی تم سی
کسی دن وقتِ فرصت مین بُلا لو

گیا کچہ کر ہی یہ فتنہ گر نواب اوسکو دیکھکر
تم دونون ہاتھون سی اللہ دل کو تھام لو

اس سی بہتر نہین تدبیر کہ تم دشمن کو
آپ تو قتل کرو اور مرا نام کرو

دیر سی جاتی ہو کیون جانبِ کعبہ نواب
تم یہین بیٹھی ہوی دعوی اسلام کرو
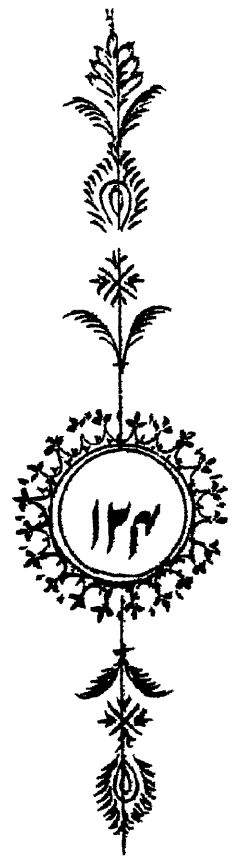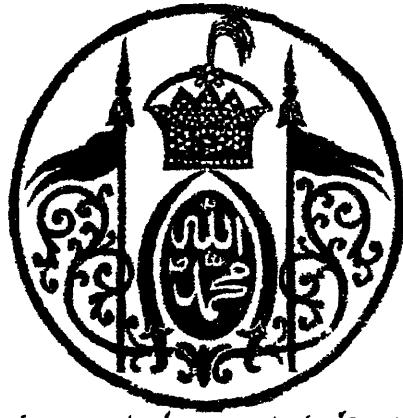
چلمن سی دیکھکر اوسی نواب غش ہوی
بی پردہ دیکھ لو تو خدا جانی کیا کرو

یہ مشغلہ ہی خوب غمِ ہجر کی لیے
نواب شوقِ وصل نہ دل سی نکال تو

شوق سی آزاد کر لیکن بتا دی یہ مجھے
بعد میری کس سی دل بہلائیگا صیاد تو

غیر سی ہی یہی عادت رہی نواب اوسکو
منع ہرگز نہ کرو وصل مین شرمانی دو

ردیفِ ہای ہوز

مرنی کو کہہ چکا ہون مین صبحِ شبِ وصال
اب آبرو ہی میری الٰہی سحر کی ہاتھ

گذری کی انتظار مین بہی ہی ایک عیش
نواب نامہ بھیجدو تم نامہ بر کی ہاتھ

منہ سی ہی جا مانگ رہی مرگ کی ظالم
پر دل سی خدا کی لیی تم بہر نہ ہٹا ہاتھ

تسما ابہی کچھ مری گردن مین لگا ہی
قربان تری تیغ کی اک اور لگا ہاتھ

تم دل سی تو گئی جان سی ہی جائی تو نواب
ہرگز نہ اوٹھائین وہ کبھی پھر دعا ہاتہ

بلائین پیار سی لیتی تری ہتھیلی کی
بناتا صانعِ عالم اگر حنا کی ہاتہ

وفورِ شوق سی نواب ہم سوِ مقتل
چلی تو ہین مگر اب شرم ہی خدا کی ہاتہ

بلائین لی ہین عدو نی تسیے ہی افسوس
کہ بدلی جاتی تو ہاتھون سی ہم بدلتی ہاتہ

دہڑکا یہ تہا رقیب کا اونکو وصال مین
آغوش مین اوچھلتی تہی آواز پا کی ساتہ

نواب کی زبان پر آ ہی گئی گلِہ
یہ بچتای ہمتو بزم مین ظالم کو لاکی ساتہ

حشر تک پھر نہو مرنی کی مصیبت ہی گر
دم نکل جای اگر وصل مین ارمان کی ساتہ

قطع امید تا نہ کسیکو ہو اس لیی
ہین لطف کے نگاہین ہی اک ستم کی ساتہ

ہاتھون سی کسی کی ہو گیا خون
ہی تیری ہی سر پہ ای حنا دیکہ

کس شان سی سناتی ہین وہ مجکو گالیان
نواب تو بھی چل کی ذرا اقتدار دیکھ

پر کترتا ہی مری کنجِ قفس مین ظالم
اک ذرا بادِ صبا شوخیِ صیاد کو دیکھ

وعدہ خلافیان ہوئین اون سی تو لاکہ بار
عہدِ وفا کو تو بھی تو نواب توڑ دیکھ

تمہین تو بھی نہین دیکھا جو سکتی مین ہوتا
مجھی دکھاتی ہین کیون غمگسار آئینہ

یہ کیا کہ خاک کی ملنی سی صاف ہوتا ہے
ہوا ہی تجھسی مقرر دوچار آئینہ

نہین سنتا ہی تو ہماری ہائی
ہمنی تیری لیی سنا کیا کچھ

چپ دیکھکر وہ چھیڑتی ہین ڈر رہا ہون مین
ایسا نہو کہ منہ سی نکل جای میری کچھ

بن گیا اور بھی پری وہ شوخ
بوسہ لینی سی جب بگاڑا منہ

تجھسی تو مری فکر ہی بڑھ کر ہی کہین آہ
جو دم مین پہنچ جاتی ہی تا عرشِ برین

دل تو لیا ہی اوسنی مجھی کیون سزا ملی	میرا تو اس مین کوئی بھی یار نہتا گناہ
کیونکر نہ شب ہجر سی خوش ہون کہ مجھی تو	ہوتا ہی تری ملنی سی غم اور زیادہ

ردیفِ یای تحتانی

ہنستی ہوی اغیار سی روتی ہوی مجکو	آئی سرِ بالین بھی تو کس ناز سی آئی
یہ نئی شرم و حیا ہی کہ مری لاش پہ بھی	منہ پہ اک ناز سی ڈالی ہوی آنچل آئی
جسکا آنا ہو تصور مین بھی مشکل نواب	قتل کرنی کو وہ کیونکر سرِ مقتل آئی
دہر مین شور قیامت کا اوٹھی گا جسدم	ہم یہ جانین گی وہ شاید سرِ محفل آئی
دھجیان دامنِ محشر کی اوڑا اون نواب	میری ہاتھون مین اگر دامنِ قاتل آئی
برا ہو شہرہ جذبِ دلی کا جسکی باعث سے	گئی وہ تو کہین مجھسی پتا سب پوچھنی آئی

چھیڑ آنی لگی ہی کہ ہین فکر مین میری — ایسا نہو تو خاطر اغیار مین آئی

آئی ہی ادا اون سی مجھی تواب تو کسوقت — جب لخت جگر دیدۂ خونبار مین آئی

دیکھا تھا مگر کاتب قدرت نی ترا حسن — جو پیچ ہماری خط تقدیر مین آئی

مری طرف سی ہی ای خار رہ قدم لینا — تری طرف جو کوئی مجھسا دلفگار آئی

غیرون سی دل مین جسدم کچھ بھی غبار آئی — تو ای خدا مجھی پر اوس بت کو پیار آئی
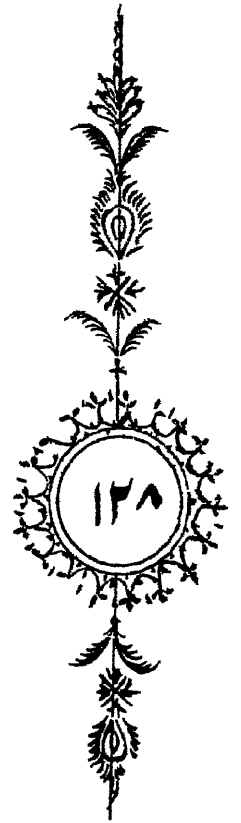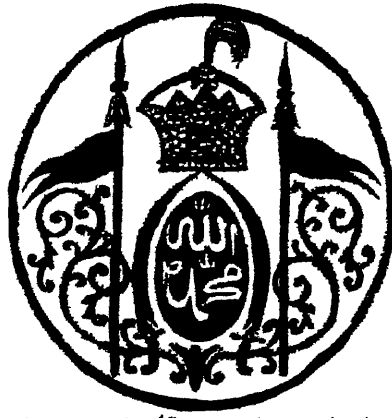
مطلب ہی جو اپنا تو چلین غیر ہی کی گھر — سنتی ہین کہ قاصد کی وہان کچھ خبر آئی

لذت سی مری وصل کی پر غم سی تھی چھوٹی — بی مانگی اجل آئی مگر وقت پر آئی

جب وعدہ کیا خواب مین آنی کا تو افسوس — فرحت سی مجھی تا بسحر نیند نہ آئی

ہنکر شگفتہ غیر کو افسردہ تو کرون — پر کس طرح چھپاؤن مین صورت ملال کی

یاالٰہی وہ دل نہو پیدا
جسکو لذت نہو مصیبت کی
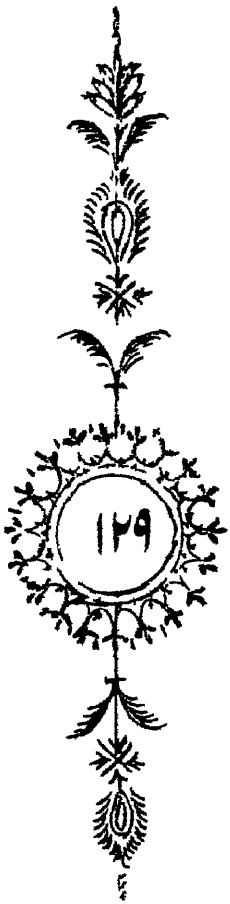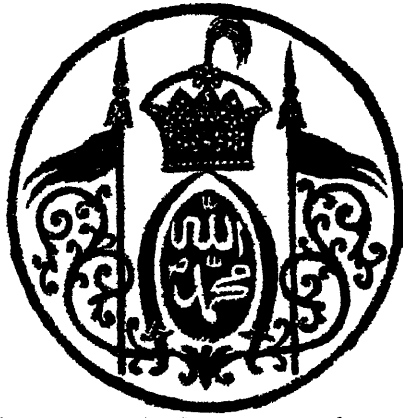
جان اوس کافر کو دیدی
ہمنے بھی کیا ہمت کی

یہ بات کیا ہی کہ پوچھیے او بت کافر
خدائی بات کبھی تیری دادخواہون کے

جسکو نہ خبر اپنی ہو بیساختہ پن سی
کیا خاک خبر لی وہ بھلا بیخبرون کی

جسی خواہش ہو اوس کافر صنم کی
اوسی کیا ہو خبر دیر و حرم کی

مگر ہی آج شب غم کہ شام ہی سی قضا
سُنا گئی ہی خبر ہر بلا کی آنی کی

بلا آئی گی تجھپر جذب دل سارے زمانی کے
جو اوس بیرحم نے کھائی قسم مرقد پر آنی کے

قسم کھائی ہی دل لینی کی تجھین بھی قسم لونگا
لگاوٹ کے بناوٹ کے ادا کی مسکرانی کی

نہوتی اونکو خبر میری موت کی تو پھر
نکرتی معذرت اس طرح ہر بہانی کی

نام لیتا ہی ہر اک بات مین اوسکا ناصح
خوب تدبیر نکالی مری سمجھانی کی

اپنی تقصیر کا اقرار عبث کرتی ہو
کیا قسم کھائی ہی نواب مکر جانی کی

جفا سی آن مین گھبرا گیا ہون ہای کیا ہوگا
یہی صورت ہی یارب جب عمر جاودانی کی

بسر کی اسطرح ہمنی شب فرقت کہ دنیا مین
حکایت ہو گئی تا حشر اپنی سخت جانی کی

نہ واقف جگر بہی دود دل سی یہ ارادہ ہی
کوئی حد ہی نہین ہی اب ہماری بدگمانی کی

غم ہجران مین ای نوخ اب تجکو خوب ہی سوجہی
نہ تم مرتی نہ وہ تعریف کرتی جانفشانی کی

علاج ان دو چشمونکا ہوگا کیا اس سخت جانی مین
چبھی گی کاہی کو میری تن مین نوک نشتر کی

بڑہا اک آن مین عمر رواں سی دو قدم آگی
مری ہی دل سی پوچھی کوئی کاوش تیری خنجر کی

خرام ناز ہی نی تیری بسمل کر دیا ظالم
یہان کسکو خبر ہی ہای ساقی دور ساغر کی

ہجوم حسرت و غم دیکھکر نواب فرقت میں — تصور کیا پھری آنکھوں میں صورت روز محشر کے

منہ صبر کو کیونکر میں دکھاؤں گا الٰہی — ٹپکی جو مری دل سے کوئی بوند لہو کی

لینا سر سجادہ وضو کر کی ادب سی — حرمت ہے بہت مدنوں میں نواب سبو کی

کفن کی کام آئیں گی اوڑھار کہنا نہیں یارو — جو کلیوں میں ملیں کچھ دھجیاں میری گریباں کی

چبھی تھیں دامن صحرا میں گویا حور کی پلکیں — کہوں کیا کیفیت نواب میں خار مغیلاں کی

ایسی نہ کہیں پائی ہی لذت کہ پیش یار — تعریف کر رہی ہیں ہم اپنی قصور کی

وہ نوجوان میری گھر آیا ہی ناز سی — عادت بدل گئی ہی مگر چرخ پیر کی

ان یاس کی نگاہوں کو ہرگز نہ بھولنا — دیکھو صعوبتیں ہیں یہ وقت اخیر کی

نہ ہم نے وفا کی نہ تمنی جفا کی — بتو یوں ہی کہتی ہی خلقت خدا کی

طالع سی میری اکدن بدلین گی بخت دشمن
گردش اگر یہی ہی ہر وقت آسمان کی

جفا کیا چہوڑ دی اوسنی جو نواب
شکایت کرتی ہو تم آسمان کی

آہ کہینچی گر کسی ناکام نی دل سی تو پہر
سب سری ہجای گی یہ دُود باری آپکی
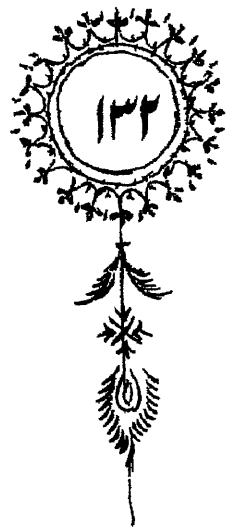
رشک سی ہی صنم نواب اکیلی ہی چلی
دیکہی کیا کچہ کری بی اعتباری آپکی

ای چشم مست جبر و جفا سی حضور حق
کہانا قسم تو میری ہی شرب مدام کی

دو پہول ہی رہنی کا ٹہکانا نہین صیاد
وسعت تو ذرا دیکہ مری کُنجِ قفس کی

فرقت کو ہم تو سہ گئی پر کیا کرین گی لوگ
دوزخ مین ہو گی گر یہی صورت عذاب کی

محشر مین بنا خدا کا معشوق
اوس بُت نی وہان بہی داوری کی

الفت ہو جسکی دل مین برا ہی رقیب کی
یارب نہ دیکہیون خواب مین شکل اوس حبیب کی
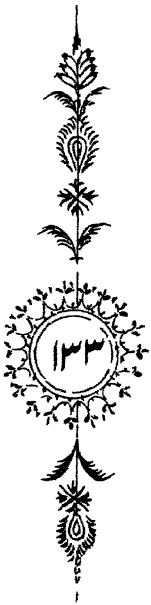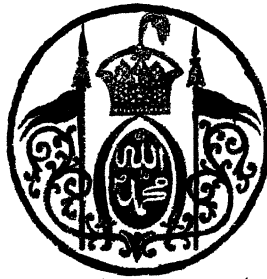
ایسی برائی ہی کہ نہوگا اثر کبھی
جھوٹی قسم جو کہاؤ تو میری نصیب کے

کسنی دیکھا تہا غضب سے سوِ افلاک کو آج
حور و غلمان کو بھی جنت مین پڑی جانونکی

وہ تو ای نغوالب ستی تہی عدو کا امتحان
ہائی تمنی وقتِ ناز اک لحظہ خودداری نکی

دل تہام کی بس رہ گئی محفل مین وہ اپنا
آئی جو صدا رونی کی ناگاہ کسی کی

آیا سرِ مرقد تو کہا اوسنی کہ نواب
تکتا تو نہواب بھی کہین راہ کسی کی

ہی وصلِ عدو کیسی منہ ہی اوٹھین گی نقاب
افسوس ہوئی میری سی گہر رات کسی کی

اپنا بھی نہ عالم اوسی آئینی مین سمجھی
اس رنگ سی آئی شبِ دیجور کسی کی

چاہیئی جور و جفا وہ چہوڑ دی ممکن نہین
شکوی کرتی ہین عبث ہم ہائی خوبی یار کی

کیون کسی کو دیکھکر نواب وہ بہلائی دل
جو تماشی دیکھتا ہو دیدۂ خونبار کی
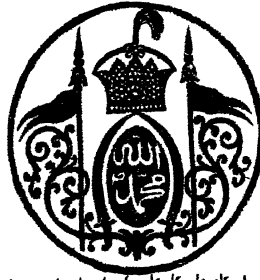
گھبرجانی لگامین پی نظارہ تو نواب
ضد سی ہی ہنی لگی وہ دل مین عدو کی

پابند ہین وہ اپنی وہان آن بان کی
لالی یہان پڑی ہین مجھی اپنی جان کی

یارب ہماری بعد بھی کیا اہل درد پر
باقی رہین گی ظلم یہی آسمان کی

عجب تو اب دعوای فراست کیے تی ہو مجھسی
نہتا سوا تو کیون نہ زری اوڑ ائی ہین گریبان کی

سچ کہدی مصیبت کہ کبھی دیکھی ہین تو نی
میری سی ہی انداز کسی فرد بشر کی

کیونکر گلہ کرون کہ وہان تو نئی نئی
لاکھون جو اب دل مین ہین ہر سوال کی

تیری آنکھونکو جو دیکھا تو یہ بولی شوخی
کہنی دشت مین آہوی ختن تیہر کی

پہر کچہ خوف خزان ہو نہ تمنای بہار
کاش ہو جائین نہالان چمن تیہر کی

ناز و انداز نگہ دیکھی ہین یارب کسکی
دیدی حیرت سی کہلی رہ گئی جو نرگس کی
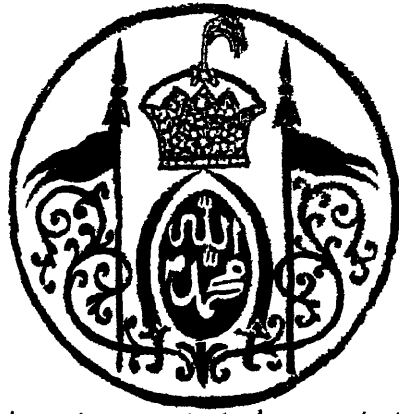
شب غم یاس سی یارب وہ دعا کیا مانگی
آرزو ایک ہی باقی نہو دل مین جسکی

تنگ آ گر وہین کی تنگی سی
شکوی کرتی ہین مسکرانی کی

میری بیتابیون سی وقت ادا
سیکھ لو طور لوٹ جانی کی

مژدہ ای ذوقِ امتحان کہ وہان
ہین نئی ڈھنگ آزمانی کی

برق دم لی ابہی کہ باقی ہین
کچھ اثر میری آشیانی کی

عالم اوسکا ہی ہی لیکن یہان
ساری عالم کی صفائی ہو چکی

کرو صبر کیا وعدۂ حشر پہ
قیامت تو مجھپر یہین ہو چکی

تڑپی دل اس طرح کہ نکل جای جان تک
پیکان نہ جب بھی تیر کا تیری نکل سکی

بزمِ نشاط مین جنہین آنی سی عار ہو
تھمنی سی میری وہ مری ماتم مین آ چکی
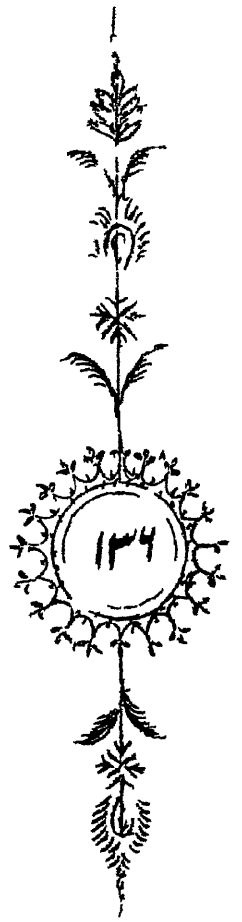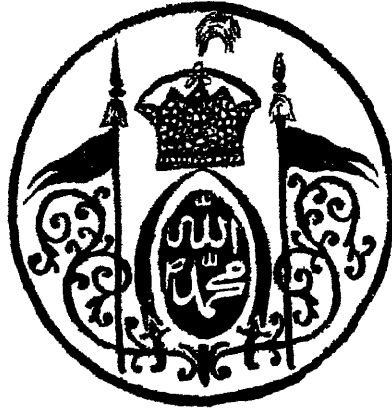
اب کیا کرین گی بیٹہ کی نقاب غم مین
قصہ فراق کا تو سب اونکو سنا چکی

ہم جو اس ناز سی آؤ سر قبر
کیون نہ جینے کی تمنا ہو مجھی

ای مرگ تو ہی ڈھونڈ دی اوسکو ذرا مجھے
مدت سی غیر کا نہین ملتا پتا مجھی

سر شوریدہ کا احسان ہی مجھپر شب ہجر
کہ بچایا تری تصویر خیالی نی مجھی

ایک دفتر دل مین ہی اینا نہ کیا کیا لکھون
سہو ہی کثرت کی باعث سی مرا مطلب مجھی

خانہ ویرانی کی میری یہ تلافی خوب ہی
اپنی گھر رہنی دین اکدن آپ شب کے شب مجھی

ہرجائی آپ کہتی ہین کیون بی سبب مجھے
معقول آپ دیتی ہین اپنا لقب مجھی

اس شک کا برا ہو کہ اوسکی تلاش مین
جانا پڑا رقیب کے گھر بی طلب مجھی

کیا درازی سی شب غم کی ڈراتا ہی مجھے
جان دینا تو سر شام سی آتا ہی مجھی

پیٹنا رونا فدا ہونا تڑپ کر مرنا
یہ تو آتا ہی اگرچہ نہین آتا ہی مجہی
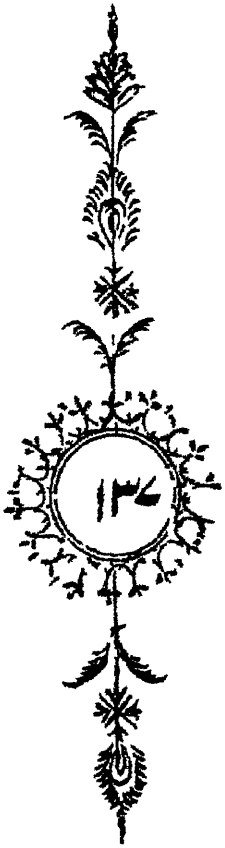
نہین آتا ہی کوئی کام بلا سی لیکن
مر تو جانا تری انداز پہ آتا ہی مجہی

اسقدر رسوا نکر ای شوقِ دل
پہر بہی اس محفل مین آنا ہی مجہی

چہوٹنا غم سی تری منظور ہے
موت کا صرف اک بہانا ہی مجہی

گر مین سونی کا ارادہ بہی کرون تو ناصح
کیا کہین گی یہ مری دیدۂ بیخواب مجہی

کسنی مانگی ہی الٰہی مری جینی کی دعا
کہ شبِ غم مین ہوئی موت بہی نایاب مجہی

پارسائی کی جگہ کہاتین ہین مین اونسی پوچہون
ابہی ملجائین اگر حضرتِ نواب مجہی

خوگر نہین ہون عیش کی باتون کا ای خدا
دینا تہا خلد مین بہی غمِ جاودان مجہی

پہر ہونگا اوسکی ہی کوچی کی سرزمین
گر خاک مین ملائیگا تو آسمان مجہی
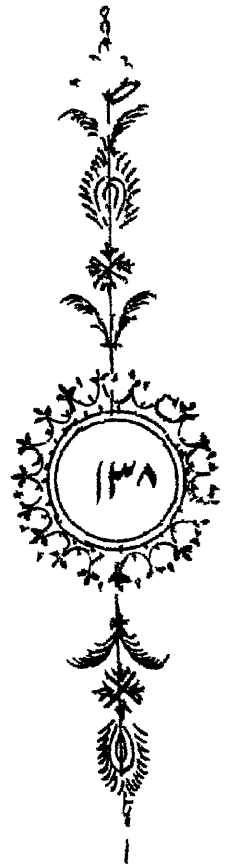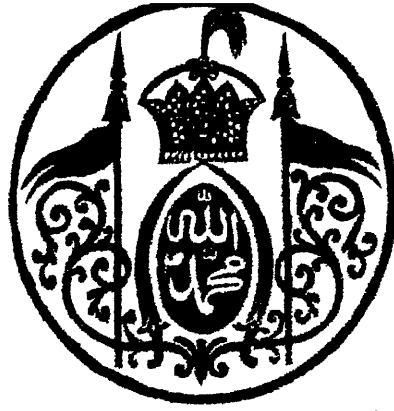
دشمن پر التفات تری دیکھکر ہون تنگ
اب سی نہ کہنا اپنا کبھی رازدان مجھی

شکوی بیداد کی سوبار کرون مین تجھسی
چین لینی دی اگر کاہشِ آزار مجھی

اسمین مزا ہی گلہ جور وجفا کا نواب
اوسکی [illegible] وفادار مجھی

روتی ہین روز مری تربت پہ
[illegible]

غش نہین پر یہی سکتہ ہی کہ وہ
زلف کیون اپنی سنگہاتی ہین مجھی

میرا پیغام جو قاصد نہ کہی تو یارب
دیکھکر وہ بھی کسی بت کو مجھسا ہوجای

خاک شکوی کرون اس جور وجفا پر لیکن
لطف کچہ بھی ہو تو سو طرح کا دعوی ہوجای

لاعلاجی ہی یہی دلکہ تجھی دیکھ کی مین
غش مین آجاؤن تو مسیحا کو بھی سکتا ہوجای

کام کر جذبِ دل اتنا تو مری صدقی جاؤن
کہ مجھی دیکھتی ہی بند قبا وا ہوجای
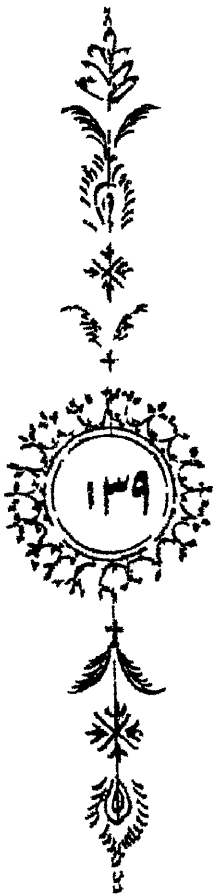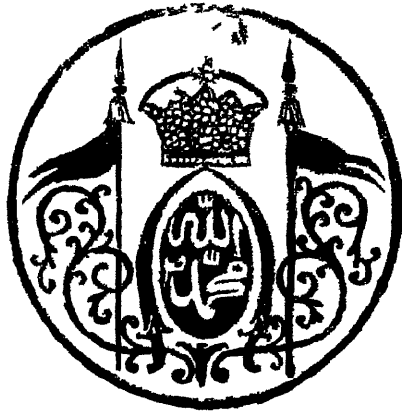
میری کہنی سی سمجہتا نہین ہرگز ناصح — تم ذرا جلوہ دکہا دو تو وہ قائل ہو جای

ہی دہڑکا ہی وصل مین ہردم — شام ہی سی سحر نہو جائی

کاہش غم سی ہجر مین نواب — کہین تیری کمر نہو جائی

یہ دعا مین تو نہین مانگی تہین یارب کہ وہ بت — بر مین ہو غیر کی تو مجہی پیار آجائی

ذبح کرنا نہ ابہی مجکو قفس مین صیاد — ٹہہر اتنا کہ گلستان مین بہار آجائی

دیکہ او سدم تم بہلاتا مجہی دل سی نواب — زیر پا پشت مین جسدم کوئی خار آجائی

خلق کو ہو نہ خبر موت تو ہو گی آگاہ — جان کچہ دل نہین جو کوئی چہپا کر لیجای

غش کی حالت مین گئی جان سی ہم — زلف اپنی وہ سنگہاتی ہی رہی

طول سی وعدی کی آیا محشر — اپنی گیسو وہ بناتی ہی رہی

دل لیے عشاق کی تمنی قضانی جان لے
ہای کمبخت قسمت آزمانی ہی رہی

منصف ہو دل مین تعج ہی کہ مرتی نہ تا کجا
برسون تو تیری ہجر مین ہم نیجان رہی
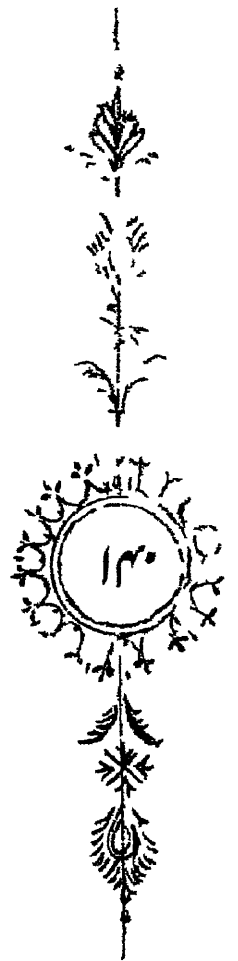
ساری عالم محو ہون پرای خدا
حُسن کا اوسکے یہی عالم رہی

لازم ہی ایک قبر مری ہر گلی مین ہو
تابعد میری نام مرا کو بکو رہی

ہرچند ذکرِ عشق سی بیتاب ہوگا دل
پر جی بہلنی کی لیی کچھ گفتگو رہی

دنیا کی کوششین تو ہین اس جوشِ یاس مین
کیا کچھ کرون جو دل مین امید وفا رہی

جور اتنی سہون کہ دل مین تری
جز وفا نام کو جفا نہ رہے

ایسا غمِ فراق نی مایوس کر دیا
اب مجکو غیر سی بھی عداوت نہین رہی

اتنی بلائین آئی ہین مجھپر کہ نام کو
گردون کی پاس کوئی مصیبت نہین رہی

نفسِ واپسین کو غیرون کے
ہای وہ شورِ مرحبا سمجھے

حالِ دل اوس سی کہتی ہین لیکن
اسکو بہی دیکہیی وہ کیا سمجھے

سنبہلو نواب راہِ الفت مین
یہ بہی کیا گہر کا راستا سمجھے

وہی بسمل ترا ہی ای ظالم
جسکو لینے ملک تک آئی تہی

دیکھکر تیری لب بہری عیسی
آنی کو اس فلک تک آئی تہی

وہی دل خاک کر دیا ای چرخ
جسنی اوس بت کی ناز اوٹہائی تہی

سینہ صافی سی سب ہوی ظاہر
داغِ دل ہمنی تو چہپائی تہی

تہی جو نواب زیست سی بیزار
تو یہان کیون عدم سی آئی تہی

پہر مری مرقد پر پڑی ہین آج مرجہائی ہوئی
وہ جو پہول ای گلبدن شب کو ترے بالون مین تہے

آج عاشق بن گئی نواب یہ بہی سیر ہی
ایک مدت تک تو حضرت میری غمخوار ہی تہی

یہ کیا ہی جو کلیجا تہام کر وہ بیٹہ جاتی ہین
مری نالون سی آگی تو اثر ایسی ہوتی تہی

سوتی رہی وہ چین سی نواب رات بہر
شاید شب فراق مین تم نوحہ خوان تہی

صورت جو مری دیکہی بہر لائی وہ آنسو
رونا نہین تہا یہ بہی فقط ایک ہنسی تہی

اک دفتر آرزو کا بہارہ گیا یہان
دو ہی شکایتون مین وہان صبح ہو گئی

وہ چہیڑتی ہین شام سی یہ کہکی وصل مین
لو دیکہو آسمان کو وہ صبح ہو گئی

اک لطف کی نگاہ سی ہم بہر مین رات کو
ساری شکایتون کی مکافات ہو گئی

وصل مین تم نی تو جہوٹون بند کر لی اپنی آنکہ
پر مری دل کی تمنا کو تو آفت ہو گئی

نکلا چمک کی چاند جو رات آسمان پر
صورت تمہاری پہر گئی نگاہون مین پہر گئی

یہ رات ہی فراق کی اسکی سحر کہاں
وہ تھی شبِ وصال جو دم مین گذر گئی

آئی پلٹ کی ہی تو گئی غیر کی یہان
قسمت سی میری آہ اگر تا اثر گئی

غم کی ہی رات یوہین بسر ہو گی ایکدن
جیسی شبِ وصال خوشی مین گذر گئی

سونی کی شکل نکلی گی یارب پہر اور کیا
پہلوی بت مین ہی جو مری نیند اوچٹ گئی

ہمکو شبِ وصال چھپایا بہت مگر
پہیلی یہ بوی زلف کہ دنیا مہک گئی

وعدہ وصلت عبث رکہا ہی روزِ حشر پر
اوٹہتی ہی تیری مجہپر اک قیامت آ گئی

آنکھیں کہاتی ہین اہی ناصح نہین بہت
تجہ ہی کہ سکین گی جو آنکہ اونسی لڑ گئی

احسان نجا کہ مانون کہ بزمِ رقیب مین
بہولی ہی آنکہ یار کی مجہپر ہی پڑ گئی

نواب گرہی ہین گلی روز روز کی
تو جان لو کہ سید ہی ملاقات ہی گئی
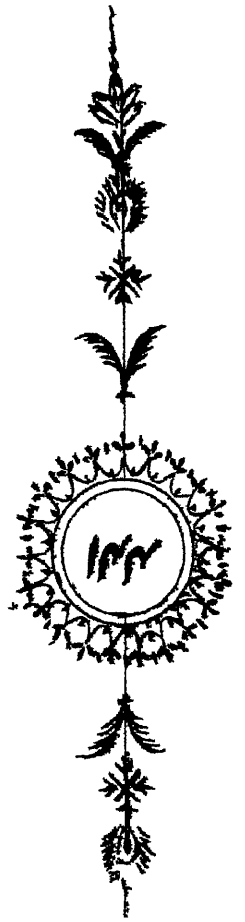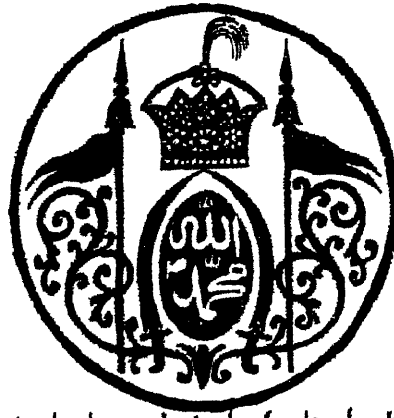
ہم ایسی کیفِ وصل سی مدہوش ہو گئی
جتنی گلی تھی دل ہی فراموش ہو گئی

دعوی بہت تھی اپنی بہی تقریر پر ہمین
پر تیری ہی باتون مین خاموش ہو گئی

جنبش ذرا ہوئی جو لبونکو دمِ جواب
اللہ ری شوق ہم ہمہ تن گوش ہو گئی

آیا کبھی غبار نہ دل مین کسی کی ہائی
افسوس یونہین مفت مین ہم خاک ہو گئی

یہ کیا کیا کہ صبر کیا اونکی جور پر
نواب اس سی اور وہ بیباک ہو گئی

خاک ڈالین گی وہین سبکی شناسائی پر
مر گئی پر بہی اگر ہمکو وہ پہچان گئی

کہتی ہو چاہتی ہین ہم بہی کبھی نواب
جان جانی کی ہین سامان یہ ہم جان گئی

تیری کوچی مین گئی گرلا کہ بار
ہم یہ جانین گی کہ پہر بہی کم گئی

نالون سی نیند اوڑگئی ساری جہان کی
نواب آج کیا تری غمخوار مر گئی

رہ گئی ہونگی انہین بہی ہای کیا کیا حسرتین
ابتدائی عشق مین جو لوگ غم سی مر گئی

یہ عجب طرح چلی تہی بیخودی غم عشق مین نواب کے
کہ تمہاری آنی کی سنتی ہی وہ یکایک آپ مین آگئی

ایسا ہی تکیہ بخت رسا بون پر کہ شام کو
مژدہ وصال کا مجھی دشمن سنا گئی

دونون جہان مین نسمائی جو رازِ عشق
آتی سی دل مین ہای وہ کیونکر سما گئی

بہولی ہوی تہی ساری خدائی کو وصل مین
صدمی فراق کی ہمین کیون یاد آگئی

انصاف کر کہ تیری اشاری رقیب سے
کب تک نگاہ یاس سی دیکہا کری کوئی

بن جائی تجہسا حسن و ادا مین ہی بیمثال
جب تیری عاشقون کو ستایا کری کوئی

شکوہ کیا جو رنجش بیجا کا تو وہ شوخ
بولا بگڑ کی پہر نہ منایا کری کوئی

انصاف تو ہی کر کہ بہلا فرطِ یاس سی
کب تک غمِ فراق مین رویا کری کوئی

درد ہو تو دوا کری کوئی
تم نہ آؤ تو کیا کری کوئی

ای اجل انتظار مین کب تک
جانکنی مین جیا کری کوئی

یہ طرفہ تماشا ہی اوس شوخِ ستمگر سی
الفت تو کسی نی کی بدنام ہوا کوئی

وہ نہوتا تو سب کہی ای گردون
تیری سادات سی نہ ڈرتا کوئی

گر نہوتی یہ تڑپ تو نواب
ہاتہ دلپر بہی نہ دہرتا کوئی

میری قسمت مین جو کچہ تہا وہ مٹایا تمنے
تم جو لکہتی تو اوسی پہر نہ مٹاتا کوئی

جب محبت ہی نہین تجہسی تو پہر ای نواب
کیون تمہی سر کی قسم جہوٹ نہ کہائی کوئی

بکہری کسی کی زلف مین دل اپنا ڈہونڈہ لون
دنیا مین ای خدا کوئی ایسی ہوا چلی

حسرت مین دل کی نہ پوری ہون اگر
لاکہ بار اس حلق پر خنجر چلی

پہنچی نہ میری شومی تقدیر سی کبھی / قاصد تمہاری راہ مین گر عمر بہر چلی

قیامت آئی اوسی دم جہان مین یارب / خرام ناز سی جس دم وہ اپنی گہر کو چلی

ہوش مجکو نہین وحشت ہی سہی / نہ سہی یہ تو شرارت ہی سہی

در پی قتل رہو تم ہرچند / روز مرنا مری عادت ہی سہی

ہی یہ ماہ رمضان ای نواب / می نہین ہی تو عبادت ہی سہی

جان دیدونگا خیال فرقت جانان سی آج / تجکو بہی دیکہون تو مین اے شب ہجران تو سہی

آہین جو سچ نہین تو دم واپسین سہی / اسکو بہی جہوٹ جانو تو یہ بہی نہین سہی

کل حشر مین ملو کہ ملو مجھسی گہر مین آج / مطلب وصال سی ہی تمہاری کہین سہی

کچہ کم نہین ہی ملنی سی انکار کا مزہ / اقرار وصل کا نہ سہی تو نہین سہی

اتنا تو عزیزو کہو اوس آفتِ جان سے
اس ستم سے اوٹھونگا تو اوٹھونگا جہان سے

چارہ گر کیا غضب کیا تو نے
تیر کھینچا جو اوسکا سینے سے

عطر آگین ہوا ہی سب عالم
کیا صبا آئی ہی مدینے سے

شہیدِ ناز ہون کپڑے بسائین جو بہرین
کہ بو لہو کی نہ آئے مرے پسینے سے

جاتی نہین اکدن بہی کسی اور کی گہر مین
میری شبِ فرقت کو بہی کیا عشق ہی مجھسے

بتا تو مجکو تجہی پاسبان خدا کی قسم
کہ تو نے دیکہی ہین دنیا مین جبہہ سا مجھسے

بُرا ہو دل کی تڑپ کا کہ ہای کُہل گیا
تمام رات ترا تکمۂ قبا مجھسی

ہوی ہین عشق مین کامل تو اور بہی نواب
مگر ہوئی ہی غمِ دل کی ابتدا مجھسی

وہ تو درگذری مری تقصیر سی
گیا خجل ہون لذتِ تعزیر سی
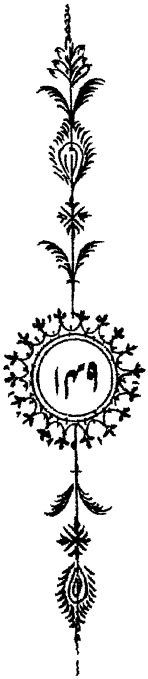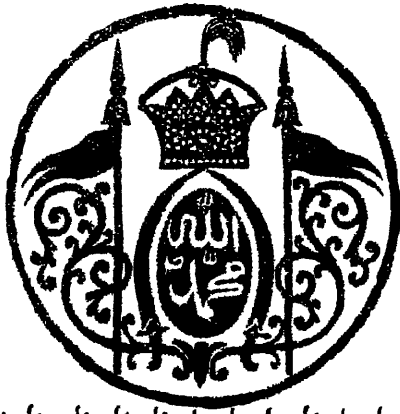
بیخودی کا اب یہ نقشہ ہی کہ ہم
شکوی کرتی ہین تری تصویر سی

پاون پڑتی ہی مری نواب کیون
پاون پڑ کر پوچھی زنجیر سی

منہ بناتی ہو عبث تم آہ کی تاثیر سی
لائی ہین اسکو بہی اب تک ہم بڑی تدبیر سی

ای اجل اندوہ و غم سی یون ہی تو مر جاونگا
ہجر کی شب مین بہلا پہر فائدہ تاخیر سی

کس طرح دل مین نہ کہون سوچ تو ای ہمنشین
رونق عشق بتان ہی نالۂ شبگیر سی

حال قاصد سی نہ پوچہو آپ ہی تم دیکہ لو
حسرتین کیسی ٹپکتی ہین مری تحریر سی

تہوڑی سی رنجش مین نادانی تو دیکہ
راز دل کہتا ہون مین اغیار سی

آج وہ بیکس تڑپ کر مر گئی
کل جو تیری غم مین تہی بیمار سی

کیون نہ عالم مین بانکتا اوسکی لیی گر جانتا
فتنۂ محشر خجل ہوگا تری رفتار سی

شاعروں کی عقل پر یارب یہ کیا پتھر پڑی
ابر کو دیتی ہین نسبت دیدۂ خونبار سی

عشق سی تائب ہوی یا انتظارِ مرگ ہی
آج کیون تو اب چپکی بیٹھی ہو بیکار سی

قتل کر کی جو مرحبا کہتے
خونبہا چاہتا نہین تم سی

یہاں ہی ہم کی الگ کہنا مِری ناسور سے
اسکو تو جنت مین بدلونگا مین چشمِ حور سے

مرجاے اجل تو بھی نہ جان آئی لبون پر
ہونٹھ اپنی ملادی تو اگر میری لبون سے

ارمانِ اجل کا عبث الزام ہی مجھ پر
اسکا جو گلہ ہو تو جدائی کی شبون سے

کس قہر کا ہی شک کہ اللہ کی آگی
محشر مین بھی نکلا نہ ترا نام لبون سے

لکھا ہی مجکو نامہ شاید اوسنی نوکِ خنجر سی
لہو ہو کر نکل آیا ہی دل جو دیدۂ تر سے

گلگشت کبھی آتی ہین اغیار کی گھر سی
آئی ہی ہین وہ راہ پر اکدم تو کدہر سی
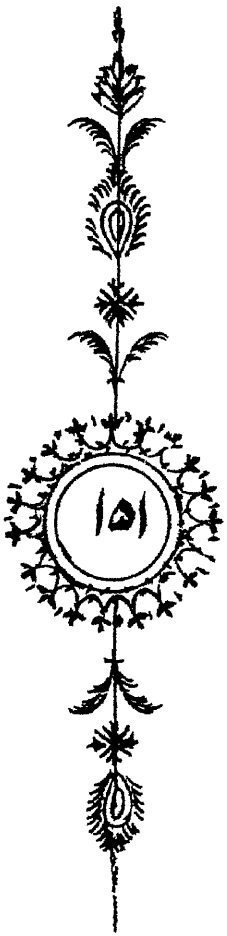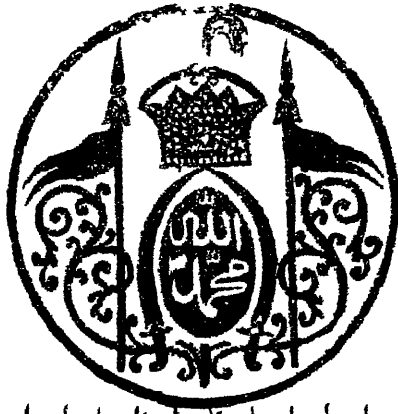
جب ہوگا مداوا تو نہ چلاؤں گا نواب
جاری ہی لہو ابتو مری زخمِ جگر سے

یار اپنا میں بنالوں وہ ہیں عیاری سی
کچہ بہی فرصت ہو اگر اوسکو دل آزاری سی

رحم کر بہر خدا چپ بہی ہو بس بس ناصح
دردِ دل ہوتا ہی دونا تری غمخواری سی

ہمارا جبر اہو کس طرح فرقت میں زانو سے
نہ شبکو عین وصلت میں نکل بہاگی وہ قابو سے

الہی کس طرح آغوش میں لیں وہ زرِ وصل اوسکو
نہ بو آتی ہی دم خونِ دل کی اپنی پہلو سے

کسی کافر کی چالوں نی مجہی مارا تو محشر میں
نہ اوٹہونگا نہ اوٹہونگا کوئی کہدی مرے رب سے

نواب تیری بعد یہ کیا جانی کیا کری
جانا نہ چہوڑ کر کہیں دل کو جہان سے

لہو کیونکر بہی گا ہای پہر اس چشمِ گریان سے
نہ پونچہی کاش وہ آنسو ہماری اپنی دامان سے

وہیں کہینچی لیی جاتا ہی پہر یہ شوق دل ہمکو
ابہی کن حسرتوں سے آی ہیں ہم کوچۂ جانان سے

ذرا بیدار رہنا خواب مین آنی کی ٹھہری ہے
یہ کہدی کوئی ای خواب آج اوسکی کہانی سے

روتی تو رہی لی نہ گئی بابِ اثر تک
نالون کو گلہ ہی تو یہی روح امین سے

پہر دیکھنا اختر مری تو پہلی منجم
تقدیر کا لکھا تو مٹا میری جبین سے

جز دل مین غمِ عشق کا الزام کسی ون
پہلی ہی سہی یہ فتنہ تو اوٹھا ہی یہین سے

مقتل مین دمِ نزع یہی خوف ہی نواب
حورین نہ اوتر آئین کہین خلدِ برین سے

ہوا ہی سامنا مدت مین تصویرِ خیالی کی
بڑی مدت ہوی ہین مجکو آج تیری ہمشالی سے

سو وائیون کو چھیڑ کی کیا تجکو مل گیا
پوچھی تو کوئی جا کی یہ فصلِ بہار سے

نہ بدلو رنگ غصی مین ذرا سنبہلو ذرا سنبہلو
کہ یا وضعون کو نفرت ہوتی ہی ایسی دورنگی سے

محبوب تو حورون کی ادائین ہی ہین لیکن
ممتاز کیا حق نی تجہی تیری ستم سے

نواب کچھ نہین تھی کیون اوسکو دیکھکر
حسرت ٹپک رہی ہی تری ہر نگاہ سی

اوٹھیگا اوس سی خونِ دو عالم کا بار کیا
جسکی کمر لچکتی ہی گردن کی بوجھ سی

جاگنی مین جو مزہ ہی وہ کہان ہی خواب مین
یہ ٹپکتا ہی ہماری دیدۂ بیخواب سی

ایسی پر درد بھی صورت نہین پیدا ہوگے
مجکو دیکھی تو کوئی آگی مری آنکھون سی

ایسا نہو کہ پہنچے گریبان تک کہین
دامن کو اپنی تو نہ چھڑا میری ہاتھ سی

لوگ مرتی ہین بیوفائی سے
مرگئی ہمتو آشنائی سے

دم لبون پر ہی دیکھ تو صیاد
فائدہ اب مری رہائی سے

بی نیازی بتون کو کیون بخشی
کون پوچھی تری خدائی سے

سمجھکر بیزبان جو چاہتی ہین لوگ کہتی ہین
ہوا یہ فائدہ عشقِ بتان کی رازداری سے
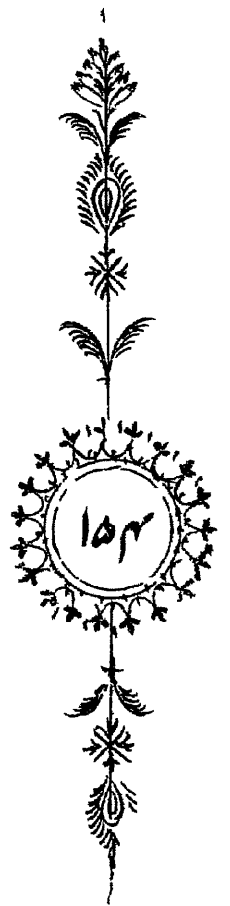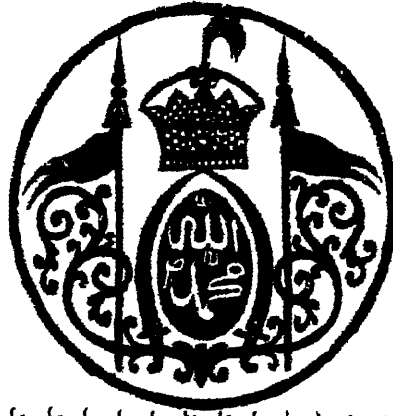
ہی غضب مین تو جان دون تیری — اور رہا تم مرا رقیب کرے

بہار پر ہی جوانی او بہار پر جوبن — مجہی کو بیٹہ اگر مجہسی تو حجاب کری

وہ کیون کسی سی اپنی لیی التجا کری — سجدی مین وہ جسکی لیی تو دعا کری

غم ہو تو دل سی ذکر کری کوئی عشق مین — دل ہی بس مین ہو تو وہ اللہ کیا کری

عجیب سیر ہو روز جزا جو داور حشر — تری ہی حسن کو مخلوق مین پسند کری

نہ سر جہکائین کبہی عرش سی بہی یہ نواب — جو آہ رتبۂ عشاق کچہ بلند کری

کیا کرین حسرتین میری نواب — وہ جفا جو اگر جفا نہ کری

لکہا تہا مرقد نواب پہ یہ حسرت نی — کہ بیوفاؤن سی ہرگز کوئی وفا نہ کری

خوف خدا سی چہوٹتی ہین ہم تو شیخ جی — اب اوسکو آپ قبلۂ حاجات چاہیے

تم شوخ ہو تو کیون نہ مین وحشی بہلا ہون
میری تمہاری کچہ تو مساوات چاہیے

جب کہا مینی کہ کب ملیی گا آپ
مسکرا کر بولی دیکھا چاہیی

جسنی سب کچہ سُن لیا تیری لیی
اوسکے بہی فریاد سننا چاہیی

تیری ستم غیر سہی ذکر کیا
اسکو ہمارا ہی جگر چاہیی

آئی گا وقت اپنا برابر اوسی گہڑی
وعدی کبہی جو اوسنی کسی سی وفا کیی

بزم مین عدو کی وہ کہیکی کچہ بہی بن پڑی
تعریف اوسکی بزم مین بیٹہی کیا کیی

نواب آخر اوسکا ہی نقصان اس مین کیا
تم رات بہر جو سامنی بیٹہی جلا کیی

اوسکی امن سی نچہوٹا داغ خون میرا کبہی
گو فرشتی آنسوون سی عمر بہر دہویا کیی

گالیان دین اوسنی گو خاطر سی اپنی غیر کو
ہم تو جب ہی اوس پری کو سمجہا یا کیی

اوٹھا نا دوستو اس ہوم سی میری جنازی کو
نہ وہ بہی دیکھنی کو اپنی گھر سی دو قدم نکلی

تمہاری خوش مزاجی کی توحاسی نواب شہرت تہی
مگر تمتو فراقِ یار مین تصویرِ غم نکلی

سیکڑون پیچ اوٹھا چکی نواب
پر نہ اون گیسوون کی بل نکلی

حسرتِ نہ کبہی اس دلِ مظلوم سی نکلی
بالفرض برائی بہی جو مقسوم سی نکلی

کیا اور مصیبت کوئی نازل ہوئی نواب
اوس کوچی سی تم آج جو مغموم سی نکلی

ناز تمہارو زِ قیامت تجہی کیا کیا لیکن
تجہسی وہ کر تو ہماری شبِ ہجران نکلی

ہم سمجہتی تہی جسی مرجعِ اربابِ دعا
وہ بہی افسوس تری کشتی کی تربت نکلی

رنگ نواب زمانی کا بدل جائی گا
وصل مین دل کی اگر کوئی بہی حسرت نکلی

کچہ رحم اوسی آجای مجہی دیکہکی شاید
ہمدم مرا احوال سُنا نا مری آگی

حسرت کی نگاہین غیر پڑین چاند سی منہ پر
تم نزع مین بی پردہ نہ آنا مری آگی

جب مرہم کفِ پا سی تسلّی نہوئی تو
دل اور جگر رکھدیی ہر خار کی آگی

یہ نہین ہی کچہ خدا کا سامنا ای واعظو
سوچ کر جانا ذرا اوس دلربا کی سامنی

ساری شکوی ہی تو کیسی اونسی ہین نواب ہای
یہ تو کہدو اب کہو گی کیا خدا کی سامنی

نالی تو کرون مین رہین غیر کی دل مین
دیکھی نہ سنی آہ کہین بی اثر ایسی

ہم ابکی تو دل ہو لی سی وی بیٹہی ہین لیکن
تقصیر نہوگی کبہی بار دگر ایسی

بیمار تو مدت سی ہون نواب مگر ہای
پہلی تو نتہی شدتِ دردِ جگر ایسی

شاد ہو جس سی دل مرا ناصح
نہ کہی تو نی ایک ہی ایسی

گو وصل کا وعدہ نہ سہی وقتِ شکایت
چپ ہو کی فراشرم سی گردن تو جہکا دی

ابہی تسکین دل نہین ظالم — اور اسی بیقرار ہونی دی

سوز دل کچہ بہی اگر ظاہر کرون — ناز سی وہ مُنہ چہپانا چہوڑ دی

وہ نہ جب بہی باز آئین ظلم سی — عشق اگر سارا زمانا چہوڑ دی

مل گئی ہین وہ کہو نواب سی — ابتو یہ رونا رولانا چہوڑ دی

بی انتہا اوٹہائی ہین فرقت مین سختیان — بوسی ہی جو مجکو تو وہ بیحساب دی

زیست سمجہون موت کو گر میری ماتم کی لیی — دو گہڑی کو وہ کبہی زلف معنبر کہول دی

جو کچہ طلب کری کوئی وہ اوسکو دی مگر — تجکو سوای جور و جفا کچہ خدا نہ دی

حسرتین سب سی مانگ لائون گا — ایکی گر اوس سی پیار کی ٹہہری

گلی بخت بد کی کرون کیسی کیسی — جو دم بہر بہی چرخ ستمگار ٹہہری

کہانتک یہ نواب گھٹ گھٹ کی مرنا — ذرا آہ کی بہی مری یار ٹھہری

کہیل کا شوق بہت اوسکو ہی نواب ای کاش — میری ہی قتل کا مقتل مین تماشا ٹھہری

میری لاشی کو نہ ٹھکراو کہ جی اوٹھون گا — دست نازک کو دم قتل پہر ایذا ہو گی

کہتی ہو نہ آئین گی شب ہجر کی ڈر سے — تم آو گی تو ہجر کی شب کاہی کو ہو گی

شب فراق سی کاہی کو وہ سوا ہو گی — کری گی کیا تری کاکل اگر رسا ہو گی

جو ہم کہین گی تو آئی گی یہ نہ کہی گا — مری قضا ہی مگر آپ کی ادا ہو گی

گر بچ گئی ابکی غم فرقت سی تو ای عشق — مر جائین گی پر تیری تمنا نکرین گی

جو چاہو کہو وصل مین نواب کہ تا حشر — وہ شرم سی ہرگز کبہی شکوا نکرین گی

عادت لگی ہوئی وصل کی گو غیر ہی سہی ہو — اب ہم ہی تری ملنی کی تدبیر کرین گی
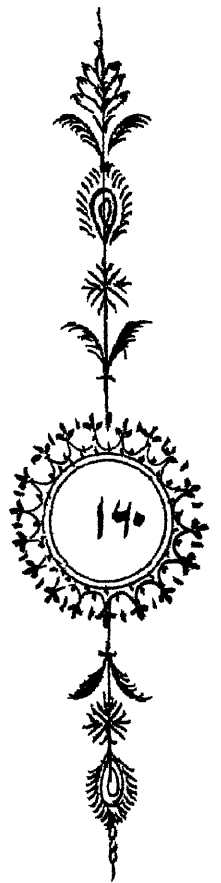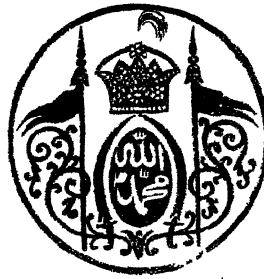
اوس کوچے مین کیون جان مین دیتا جو سمجھتا
یون خاک مری ہائی وہ برباد کرین گی

در دسر کو دست کہون کیون نہ مین سوچا ہی
آئین جب وہ ناز سی صندل لگانی کی لیی

وعدۂ وصل عدو ہی شرم سی اوسکی بعید
یہ بھی فقرہ تھا فقط میری جلانی کی لیی

سنتی ہین نواب مقتل مین گئی ہین رقیب
چل کھڑی ہو تم بھی قسمت آزمانی کی لیی

لاکھون خطائین مین تو کرون گر نصیب ہو
توفیقِ شکر لذتِ دشنام کی لیے

غصی سی دل کو خوش نکرون مین تو کیا کرون
لطف و کرم تو تیری ہین اغیار کی لیی

ارمان جتنی وعدون سی پیدا ہوئی تہی
وہ سب گواہ ہین تری انکار کی لیی

واعظ کی وعظ کا بھی اچھا اثر ہوا
ایمان بیچ کر گئی می کی سبو لیی

بیوفا جانتی ہی خلق جسی ای نواب
عمر بھر ہنی اوسی جان سی سب کام لیی

محفل مین مڑتا ہون تو کچہ خوف نہ لاکر
تیوری بہی مجہی غیر بدلنی نہین دیتی
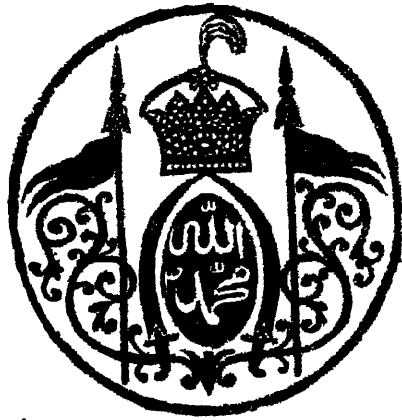
اونکا ہی الہی کبہی کہنا وہ نہ مانی
جو اوسکو مری آگی مچلنی نہین دیتی

کسکو یہ گوارا ہی کہ ہو خلق مین رسوا
پر مجکو تری ناز سنبہلنی نہین دیتی

ہی ناز یہ کچہ حسنِ جہان سوز پر اونکو
دنیا مین کہین شمع جلانی نہین دیتی

ابتو مین کچہ نہین کہتا مگر ای ہجر کی شب
حشر کی دن تری بیداد کی شکوی ہونگی

حالِ نواب عبث پوچہتی ہو تم مجہسی
کسکو جی مین پڑی بیٹہتی روتی ہونگی

اوٹہین مزارسی سب حشر مین مگر یارب
قسم ہی تجکو کوئی مجہسا باوفا نہ اوٹہی

برا سمجہتی ہین نواب اسکو سب ناحق
نہو جو موت تو کچہ زیست کا مزا نہ اوٹہی

دنیا سی اوٹہا اک نگہِ قہر مین تیری
افسوس تری ناز بہی بان سی نہ اوٹہی
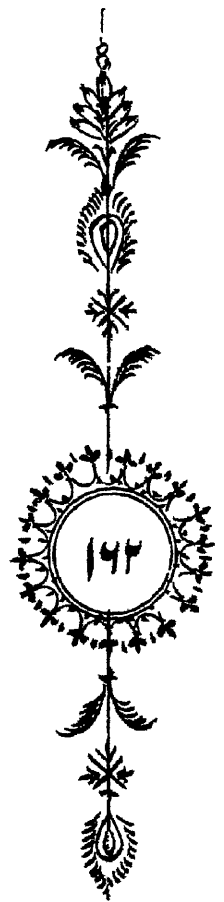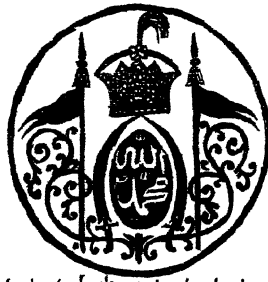
کہان گئی تہی بتاؤ تو رات کو نواب
نہ خاک چہانی زمانی کی تم کہین نہ ملی

رویا تہا کون شکو گلی مین تم سی جو آج
کچہ خاک مین ملی ہوی لخت جگر ملی

رولون مین اپنی حسرت دل کو ذرا اجل
فرصت دم اخیر مجہی اسقدر ملی

نواب جای تو جو خدا کی جناب مین
لانا بلای عشق وہان جسقدر ملی

مجہسی ہی کچہ ہوا ورنہ تصویر مین تو وہ
وقت بیوقت اکیلی مجہی سو بار ملی

اوسنی وعدہ نکیا ہو کوئی نواب سی آج
ورنہ کیون راہ مین سوتی ہوئی اغیار ملی

دست جنون کو شغل گہڑی دو گہڑی تو ہو
پہناؤ میری لاش کو یارو کفن کئی

ابتو آرام سی دم بہر کہین بیٹہ ای نواب
نہ تری پاؤن سی نکلی ہین ابہی خار کئی

کچہ کام نہ آئی کوئی تدبیر ہماری
جیسی تہی ہی ویسی ہی تقدیر ہماری
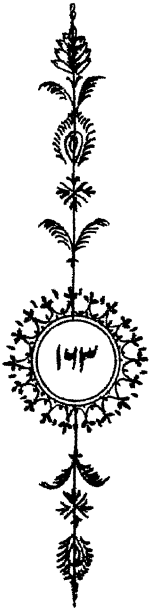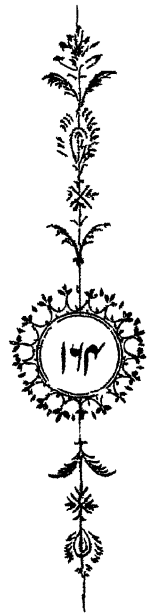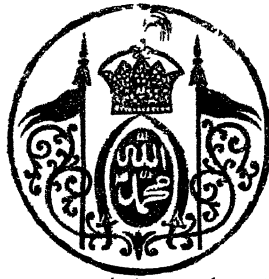
رنج سہی کہین ہی برہ کی نواب
اوسکی غم مین ہنسی ہماری

نواب یہ نامے مین تیرے ہی نام ہی کسکا
لیتا ہی جو قاصد تری تحریر کی بوسی

غیر کو وصل مین بہی ساتہ وہ لی آتی ہین
لطف مین بہی تو وہان ایک ستم ہوتا ہی

ہجر بہی قہر ہی غضب ہی مگر
کچہ تری انتظار سی کم ہی

انگلیان کانون مین رکہ لیتی ہین ڈر کر سب لوگ
جب مری نالون کی محفل مین صدا آتی ہی

جب جتاتا ہون محبت تو وہ فرماتی ہین
اک تمہین کو تو فقط مہر و وفا آتی ہی

تمام وعدہ خلافی مین بہول جاتا ہون
ادانہین کی وہ جسوقت یاد آتی ہی

مرا عدو دشمنِ جانی ہی نزع مین نواب
اوسی کو خلق مری سینی سی لگاتی ہی

روکتا ہون مین بہت دل کو مگر ناز کی وقت
منہ سی بیساختہ تعریف نکل جاتی ہی

عمر جاوید بھی ملی تو کیا — ابتو فرقت مین جان جاتی ہی
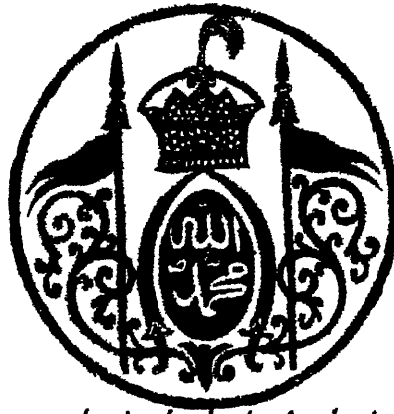
ہنو گی محتسب شہر کیا تم ای نواب — جو آج بزم مین رندون ستی تو بگاڑی ہی

ہای کیا قہر ہی کہ میری جان — مفت کی جھگڑی مول لیتی ہی

وصل مین سوتی ہین وہ پھیر کی منہ — یہ بھی فرقت کا ایک پہلو ہی

ابتک یہ میری بیگمی سی حجاب ہی — آئی ہین قبر پہ بھی تو منہ پر نقاب ہی

وقت شمار غیرون کی بوسی بھی گنتی ہین — مجھ سی نئی طرح کا حساب و کتاب ہی

وہ جھوٹی وعدی کرتی ہین نواب او ستم — بھولی نہین سماتی یہ کیا اضطراب ہی

ہی صدای صور یا خلخال کی آواز ہی — اوٹھتی ہی اوٹھی قیامت واہ وا کیا انداز ہی

مل گئی عشاق لاکھون خاک مین نواب ہای — پر وہان ابتک وہی رنگ ہجوم ناز ہی
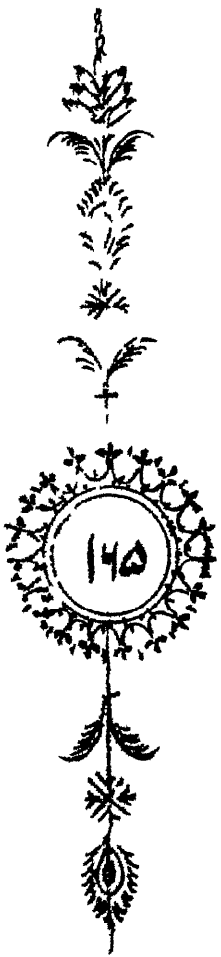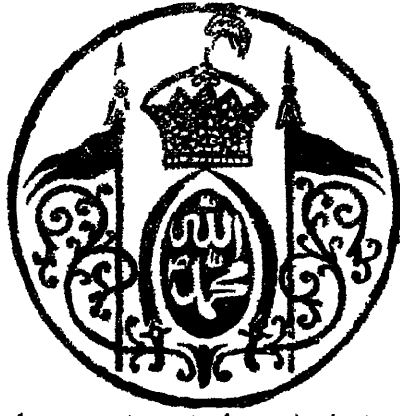
وصلت سی کامیاب جو دنیا ہی اے خدا
فرقت کی واسطی ہی تو سارا جہان ہے

تم مہربان ہو تو خدا جانی کیا کری
بیوجہ ظلم دوست نواب آسمان ہی

عالم کی جتنی ظلم ہین تم پر ہین منحصر
اس بات کا گواہ تو سارا جہان ہی

نواب مرتی دم ہی تمنا ہی حور کی
پہر مجہسی پوچہتی ہو وہ کیون بدگمان ہی

اوٹہا جاتا نہین دنیا سی ہی ہای
ترا بیمار ایسا ناتوان ہی

وہان یاد عدو مین کچہ نہین یاد
یہان ابتک تغافل کا گمان ہی

چہپا کر دل مین تجکو غیر سی ہم
یہ پوچہین گی بتا اب وہ کہان ہی

بہت بہولی بیٹہی ہین نواب اسدم
خدا جانی تو اے مصیبت کہان ہی

فراق یار مین مدت ہوئی کیا جانیی کیا ہی
کہ جس سی سینی مین نواب ہر دم دل اوچہلتا ہی
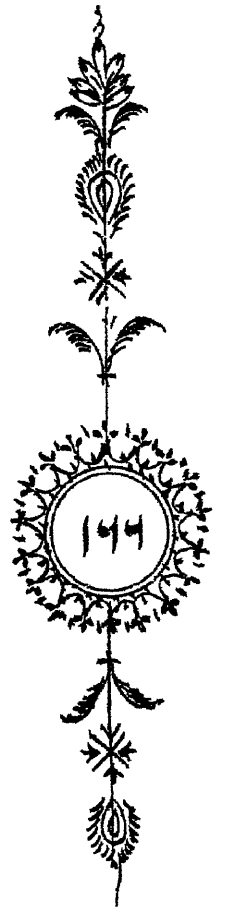
گنوائی جانِ شیرین کوہکن نی ایک ہو کی مین ۔ فریبِ عشق مین زندہ رہی وہ مر رہا ہی

ترا ناوک ہی یا موی مژہ یہ تو خدا جانی ۔ مگر ہر وقت دل مین ایک کانٹا سا کھٹکتا ہی

پسند گو تجھکو کیا بتاؤن مین ۔ کہ غمِ عشق مین مزا کیا ہی

اوس سی دعوای صبر ای نواب ۔ تیسر تو ہی تہین ہوا کیا ہی

میر خاموشی نہین ہی وجہ اوسکی سامنی ۔ کہ نہین سکتا ہون جو کچھ یہ مری نیت ہی

جان بعدِ ذبح بھی ہرگز نہ جانا تن سی تم ۔ ظلم کرنی کی ابھی حسرت دلِ قاتل مین ہی

دیکھتا ہون جسکو پھرتا ہی وہ گھبرایا ہوا ۔ میری آمد آج شاید آپ کی محفل مین ہی

پوچھی اوس سی ہی ای نواب لطفِ زندگی ۔ رات دن اوسکا تصور جسکی دل مین ہی

تمکو کہتی تہی کہ ستمگر نہین ہون مین ۔ دیکھو تو چہرہ چاند سا کسکا کفن مین ہی

ٹھہر خدا کی لیی شوقِ دید کوئی دم
کہ صبر کچھ کچھ ابھی جانِ ناتوان مین ہی

نہ دیا ایک نی بھی شہرِ خموشان مین جواب
حسرتِ دل مری سو بار پکار آئی ہی

تیرا عاشق نہین جانا تو مری بالین پر
حالتِ نزع مین کیون خلق تماشائی ہی

ایک دم بھی نہین تھمتا مری دل سی باہر
پہر بہلا کون کہیگا کہ وہ ہرجائی ہی
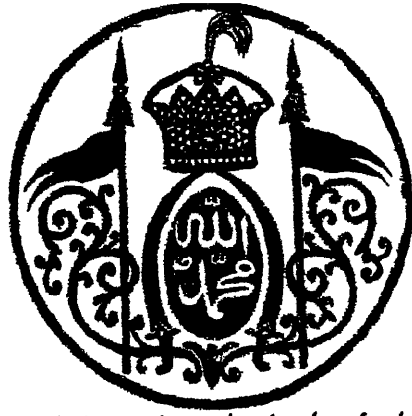
بھیجدی ساری بلائین کہ ذرا دل بہلی
ای فلک سوچ تو کسکی شبِ تنہائی ہی

کیون چرخ کو ہی چکر جو چین نہین دم بھر
شاید کسی بیکس کی امید بر آئی ہے

بلا سی نام تو آئیگا اوسکا ای ناصح
نہ چپ ہو تو کہ مجھی پند مین بھی تسکین ہی

اور جو چاہو علاج انکا کرو لیکن مسیح
زیست سی اوسکی مریضونکو بڑا پرہیز ہی

میری نالی سنتی ہی بیچین ہو کر بول اوٹھی
یہ اوسی ظالم کی شاید آہِ دردانگیز ہی
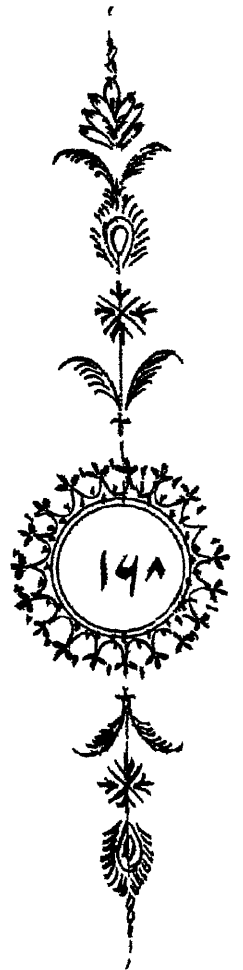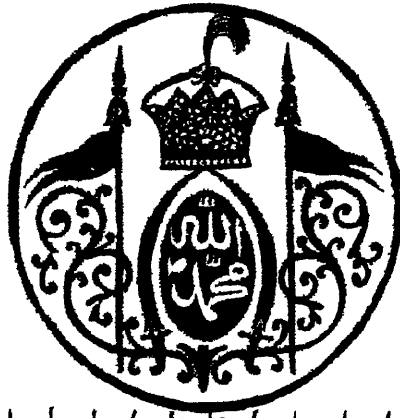
دیکھی جو تو ادا سی تو ظالم ادہر ہی دیکھ
میری ہی پاس اک دل امیدوار ہی

کیا کچھ دکھای دیکھی نواب آفتین
ایسا ہی بد بلا جو دل بیقرار ہی

وہ سنی خاک تیری ای واعظ
جسکو فرقت مین روز محشر ہی

مجھی یہ ڈر ہی کہ نواب کو نہ مارا ہو
ہجوم خلق جو آج اوسکی آستان پر ہی

عبث رقیب کو سب قتل کرتی ہین نواب
مرا تو خون کسی شوخ کی ادا پر ہی

اگر چپ ہا مین تو کیا ہوگا اس سے
زمانہ تمہین دلربا جانتا ہی

عدو کو ہی تجھسی امید ترحم
خدا جانی وہ تجکو کیا جانتا ہی

مزہ لی لی کی ای نواب گھرون حسد کرتا ہون
زبان پر میری جب اوس فتنہ گر کا نام آتا ہے

بھول جاتی ہو اپنی وعدون کو
جب مجھی اعتبار آتا ہے
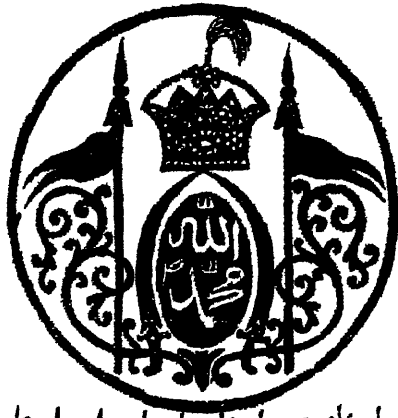
خیر ہو ای خدا کہ پہر قاصد
آج کچہ بیقرار آتا ہے

کیسی چاہت ہی غیر کی یارب
کہ اوسی اعتبار آتا ہے

ابتو آجاو آپ مین نواب
لوگ کہتے ہین یار آتا ہے

حکایت وصل کی کہتا ہی کوئی جب ہی آگے
تو اوسدم مجکو بہی نواب کیا کچہ یاد آتا ہے

جور تو کرتی ہین سب پہ یہ بتای گردون
دلربائی کا ہی تجکو کوئی ڈہنگ آتا ہے

یہ نہین کہتی کہ وہ آپ کی گہر جاتا ہی
پر خدا جانی کہ نواب کدہر جاتا ہے

تمتو ہو رشک مسیحا سبب اسکا کیا ہی
جسنی دیکہا تمہین وہ جی ہی گذر جاتا ہے

لطف پیمان شکنی مین یہ ملا ہی کہ وہ شوخ
وعدہ قتل سی بہی ابتو مکر جاتا ہے

وہ کہین لاکہ کہ سن لین گی کہانی تیری
پر کہین حال مرا اونسی سنا جاتا ہے
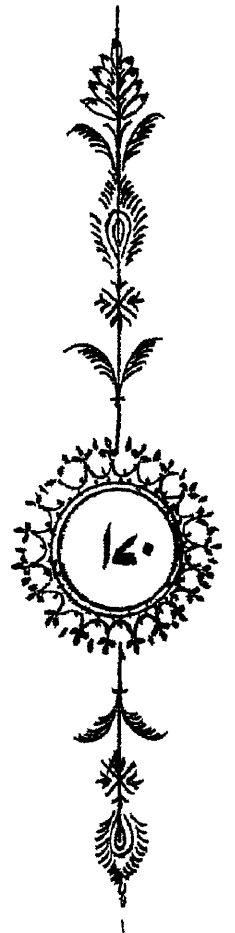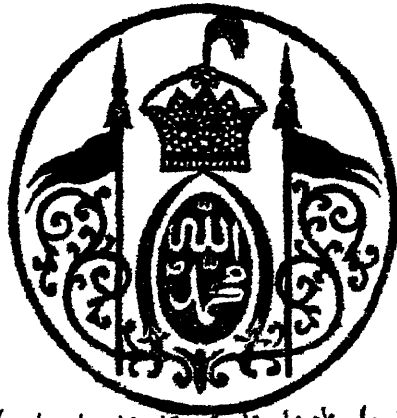
شوقِ وصلت سی مین اسواسطی گھبراتا ہون — کہ مصیبت کا شبِ غم مین آجاتا ہی

کو مین سنتا نہین پر ناصحِ نادان نواب — روز آکر مجھی کچھ باتین سُنا جاتا ہی

کہتی ہین ہنسکی وہ نواب سے ہان کہین تو — کس طرح دمِ غمِ فرقت مین نکل جاتا ہی

مر مٹی ہمتو پر ستم یہ چرخ — اوسکو ابتک بتای جاتا ہی

وہ تو سُنتا نہین مگر نواب — حال اپنا سُنای جاتا ہی

شوقِ دل کا تو اک بہانا ہی — مدعا اوسکی گھر مین جانا ہی

ساری عالم کی دل مین یارب — جور کا اوسکی بوجھ اوٹھانا ہی

تھی صفائی تو صاف تھین باتین — ابتو ھر بات مین بہانا ہی

نالۂ غیر کہ جسکا نہین پرسان کوئی — کس طرح دل مین ترے ہای اثر کرتا ہی

نام میرا نہو یار اوس سی یہ کہنا نواب
تیری کوچی سی کوئی آج سفر کرتا ہی

نہوگئی بدگمانی اس سی نہیں ڈر کہ وہ ظالم
مجھی کو دیکھتا ہی جب کوئی فریاد کرتا ہی
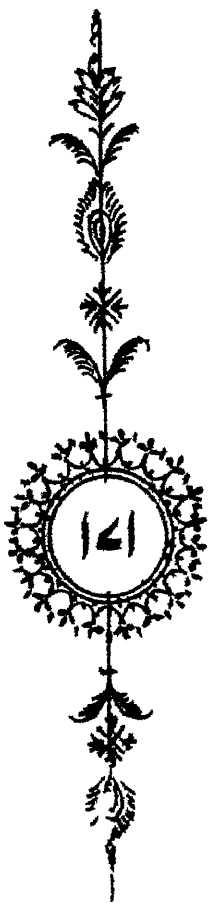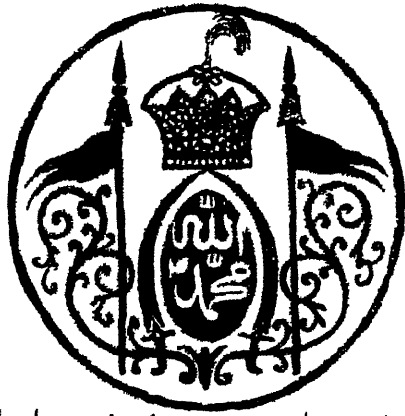
نہ لینا نام میرا نامہ بر لیکن یہ کہہ دینا
جیسی تم بھولی بیٹھی ہو وہ تمکو یاد کرتا ہی

کیا ہنستی ہو ہر وقت مری داغ جگر پر
کچھ کھیل سمجھا ہی یہ زخم کہن ہی

یا رب اس آسمان کو وہی عرش پہ جگہہ
یہ غمکدہ فغان کی لیی سخت تنگ ہی

کہتی ہین کہ زلف سی تجھی کیا
زلفون مین تو ہای میرا دل ہی

خط مٹا کر ہو نہ ظالم مطمئن
محو کرنیکو مری قسمت بہی ہی

دیکھہ باتون پہ بجا نواب کی
ہی تو عاقل پہ ذرا وحشت بہی ہی

یہ جو کہتی ہو کہ بڑہ کر کوئی آزار نہو
عشق ہی بڑہ کی عزیزو کوئی آزار ہی

وصل کا وعدہ نہین بوسہ نہین لطف نہین
یہ بتاؤ کہ کسی بات کا اقرار بھی ہی

قتلِ اغیار کا خاطر سی مری وہ نواب
وعدہ کرتی تو ہین پر کچہ ابہی انکار بھی ہے

چہپائین تمنی دوپٹی کو اوڑہ کر زلفین
نہ سمجھی یہ کہ خبر کرنی کو صبا بھی ہی

ادہر تو ہوش نہین لذتِ تن سی اور ادہر
رضای وصل کی ساتہ اک ذرا حیا بھی ہے

کہتی ہو میرا ثانی پیدا نہین ہوا ہی
آئینہ تو اوٹہاؤ دیکھو تو منہ یہ کیا ہی
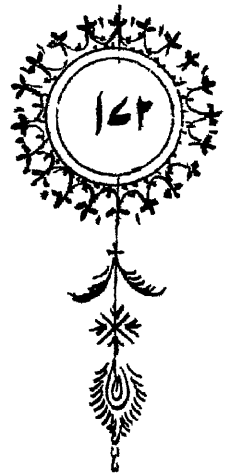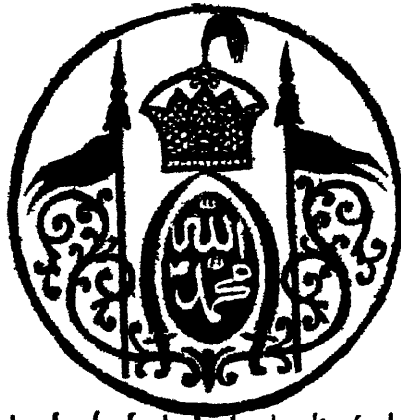
کچہ تو بہی میری سن لی بہرِ خدا کہ مینی
تیری لیی ستمگر کیا کچہ نہین سنا ہی

غیر سمجہاتا ہی تدبیر اوسکی ملنی کی مجھے
کس طرح مانون کہ وہ تو آپ ہی ناکام ہی

نقشِ جبین تو نہ مٹا ای فلک
دیکہ تو کسکا خطِ تقدیر ہی

خواب مین دیکہو لی وسی تو عمر بہر رویا کرون
ہای لی بخت نہ بون یہ بہی کوئی تعبیر ہی

غمِ ہجران مین بہلا کاہی کو دل بہلی گا ۔ گر مری دل مین ہی آرزوِ وصلت ہی

بختِ خفتہ کو نہ چونکانا کہین ای آہ تو ۔ سنتی آتی ہین کہ سوتی کو جگانا منع ہی
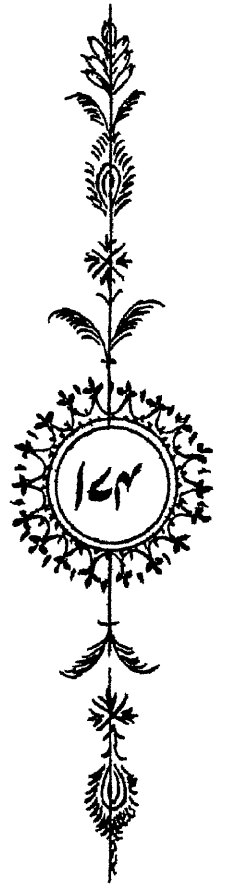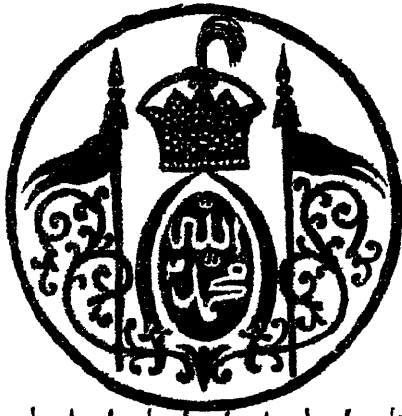
نواب پھر تو غم نہین کچہ اپنی قتل کا ۔ گر نازِ دلفریب کا عالم گواہ ہی

بہلا و طرزِ تغافل نہ دل سی تم کہ ابہی ۔ مری مزار کا کچہ کچہ نشان باقی ہی

آبِ دمِ خنجر سی نہ سیراب ہوی ہم ۔ اپنی ہی عجب طرح کی کچہ تشنہ لبی ہی

کی دعای وصل جب بیٹہی ہی آئی صدا ۔ چُپ کہ تیری سی ہی باب اثر معمور ہی

سمجھ کر ذرا چھیڑنا چارہ گر ۔ کہ دل مین قیامت کا ناسور ہی

دمِ بسمل نہ گہبراؤ کہ نواب اسکی گردن پہ ۔ شہادت کی گواہی کی لئی خونِ دو عالم ہی

کاکل نہین ہی جلوہ نما روی یار پر ۔ خضرِ طریقِ حُسن کی عمرِ دراز ہی
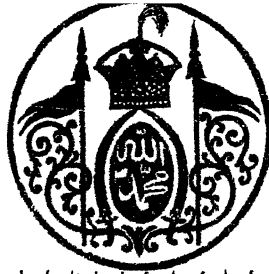
دشنام دیتی ہین وہ اغیار کی خوشی سی
محفل مین اب ہماری توقیر ہو تو یہ ہی

زلف آجای کمر تک تو کمر کو دیکھے
اسی حسرت مین اوسی روز پریشانی ہی

دیکھ لیتا ہون تری عشق مین حال نواب
جب تری چاہ کی اس دل کو ہوس ہوتی ہی

کبھی رونا کبھی ہنسنا کبھی آہین بھرنا
تیری فرقت مین اب اسطرح بسر ہوتی ہی

لاغری کا مری ہوتا ہی جو چرچا تو وہین
محفل یار مین تعریف کمر ہوتی ہی

کون کہتا ہی کہ نالون مین نہین تاثیر کچھ
جور کرتی ہین وہ ہمپر اک اثر یہ بھی تو ہی

بلا سی گر نہین وعدہ وفا کیا اونسی
مگر گلون سی ہماری کچھ انفعال تو ہی

نہ آئی گر شب فرقت مین موت ای نواب
تو جان دینی کو پھر لذت وصال تو ہی

یہ مصیبت وہ اوٹھاتی ہین کہ تم حیران ہو
حوصلہ ایسا تمہاری نازبردارون کا ہی

دیکھی تعزیر کسکو ملی کس جرم کی ‏ ‏ تیری دیر آج پہر مجمع گنہگارون کا ہی

کیا ہوا نواب پوچہی تو ذرا اُنسی کوئی ‏ ‏ میری بالین پر ہجوم اس دم جو غمخوارون کا ہی

سنبلِ فردوس مین بہی تو ہی خوشبو ہی مگر ‏ ‏ بہینی بہینی وہ تری چوٹی کی بو کچہ اور ہی

پیار کی باتون پہ اتنا ای دلِ ناداں نہ بہول ‏ ‏ دل مین ہی کچہ اور اوسکی گفتگو کچہ اور ہی

حضرتِ موسیٰ نہ سمجہو برقِ طور ‏ ‏ حُسن کی کچہ لن ترانی اور ہی

لوگ کہتی ہین کہ حورون کی ادا اچہی ہے ‏ ‏ اوس سی بڑہ کر تو کہین تیری جفا اچہی ہی

باتون مین آگی ناصحِ نادان کی ہم کبہی ‏ ‏ باتین کرین نہ اونسی بہلا کوئی بات ہی

نواب جب حکم ہو تو تماشی کو آئین ہم ‏ ‏ گہر مین تمہاری سنتی ہین فرقت کی رات ہی

بہگوتی ہین ہر دم مری خون سی ‏ ‏ محبت یہ کچہ اونکو دامن سی ہی

وہ بھولی سی بھی یاد آتا نہین | یہ ساری خوشی جسکی شیون سی ہی

فتنی سب اپنی وہ دیدی اک نوجوان کو | مجکو بڑا گلہ ہی سپہر کہن سی ہی

ای آہ سینہ سوز نہ برباد ہو یہ گھر | رونق جہان کی مری بیت الحزن سی ہی

دیکھنا تجکو ہی تھا خونبہا میری لیی | ابتو دعوی مجکو تیری برش خنجر سی ہی

جابجا جاتی ہو چھپ کر رات کو ہر ور تم | ہو غلط ہی یہ مگر ہمنی سنا اکثر سی ہی

پیش حق وہ کر چکا نواب اقرار وفا | تمکو ناحق یہ امید اوس فتنہ محشر سی ہی

گو زندگی مین تمنی نہ دیکھا مجھی کبھی | پر ابتو دیکھ لو یہ نگاہ اخیر ہی

جان دیدونگا خود اس مژدی سی ہی نامی کہجا | قتل کرنی سی مری تمکو عبث انکار ہی

وہ ستم مین لطف پایا ہی کہ جان زار کو | لاکھ صدمی ہین مگر پہر خواہش آزار ہی

اب تو دل کو جلا اے سوزِ نہان رحم کر | رنجِ فرقت مین یہی تو اک مرا غمخوار ہی

وعدۂ وصلت پہ اس غم سے کیے دل لیتے نہون | خوش تو ہوون باطن مین لیکن ظاہر انکار ہی

بچنے کو چرخ سے ہم عاشق بنے تہے اوسکے | کیونکر بچین گی یار وہ بہی فتنہ گر ہی

نشان جو کچہ ہی دردِ نہان کی | میری چہری سی صاف ظاہر ہی

کس طرح اوٹہین گی حشر مین ہم | ایسی ہی رہی جو ناتوانی

تو نی تو نہ جان لی شبِ ہجر | اب دین گی اجل کو زندگانی

گُل کہانی کا بہانہ گر ہم نہ کرتی اوسکی | تو حشر تک نہ ملتا چہلّا بہی نشانی

دیکھو کہان نغمی اب آتا ہی یاد مجکو | وہ اوسکا آہ بہرنا وہ اوسکی نوحہ خوانی

گو دہو لون سی اگر کوئی پہ پزا دہری | تو قفس لختِ جگر سی مری صیاد بہری

نہ بہنا حوروں کو زینت کی لیی ای نواب | خون سی میری اگر دامنِ جلاد وہری

کہیں سُنی ہین یہ شاہد پرستیان نواب | کہ اپنی آنکہ جہان لٹ گئی وہین کی ہوی
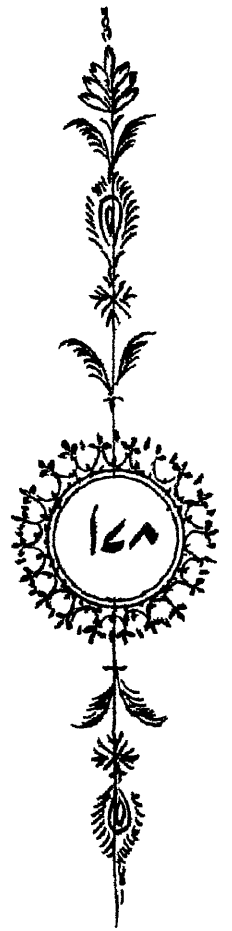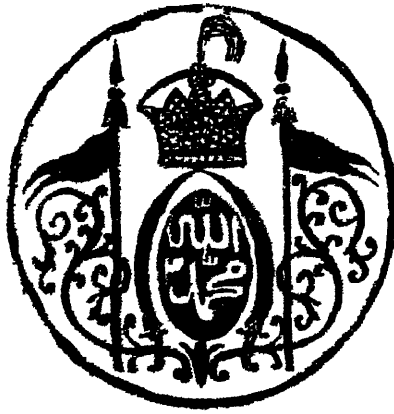
گردون کی جان پر تو بلا آئی گی ذرا | جہوٹی ہی عدی وصل کی گو مبہم ہوی

دل سی بہلایا لذتِ لطفِ دوام کو | ہم ایسی بیکی عشق مین محوِ ستم ہوی

نامہ یہ کیسکو لکہا ہی جو کبوتر سیکڑون | میری آگی بیٹہی ہین مشتاق پر کہولی ہوی

یہی خوبی ہی جاتی تہی تو اسواسطی وہ | قتل کر کی مجہی مشہور ستمگار ہوی

مین تو کیا مر گئی اعدا بہی ہزارون لیکن | بال جب بہی تری نی لفون کی پریشان نہوی

آہی جائی گا وہ کافر حشر مین بہی ای خدا | اپنی آرایش سی اوسکو جب کبہی فرصت ہوئی

عشق جب دل کو نہ تہا تو روز گہبراتا تہا سچ | آگیا جب دل تو نواب اور اک آفت ہوئی
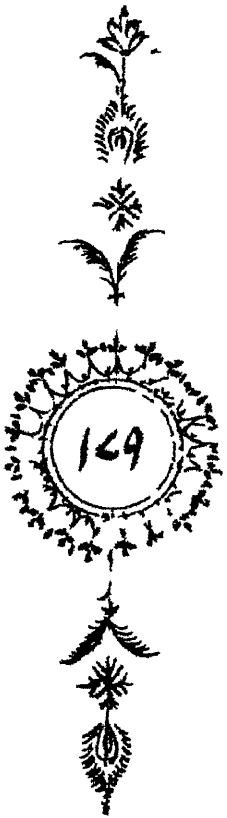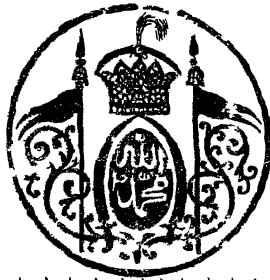
دشمنون کا گھر کرو آباد تمکو اس ہی کیا | گر کسی بیکس کی غم مین خانہ ویرانی ہوئی
آئینی مین کیا نظر آیا جو ہی یہ پیچ و تاب | خیر ہی کیون زلف چہری پر ہی بل کہائی ہوئی
اپنی وحشت آپ ہی نواب تجکو ہی پسند | یہ ہی کیا کچہ خوبرویون کی خود آرائی ہوئی
کس سی بہلی گی طبیعت شب تنہائی مین | حسرت وصل ہی گہر دل سی ہی دور ہوئی
نواب قتل ہونی کو آتا تو ہی مگر | یہ جنون ہر کسی ہی سر میدان لٹی ہوئی

شمع کو دیکھکے محفل مین تری | ہائی وہ شعلہ فشانی میری
غیر کی پہر نہ سنو گی تا حشر | تجہ جو سن لو گی زبانی میری
کیا کہون گا تجہی ای جذبۂ دل | اوسنی گر بات نمانی میری
شکر ہی دیکہتی تہی وہ نواب | رات خونابہ فشانی میری

پیٹ لین پہلی دل کو جی بھر کر — پھر جگر کو بھی خوب رو لین گی
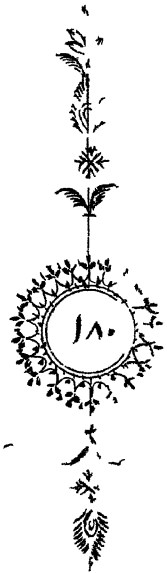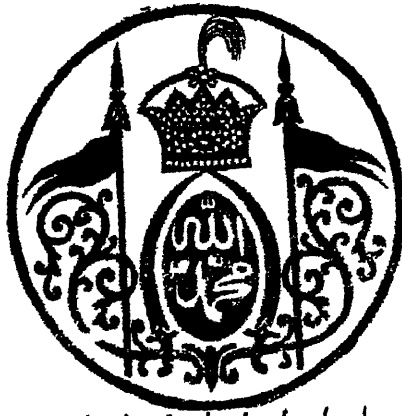
درد دل نی جو کچھ بھی کی تاثیر — دیکھتی ہی مجھی وہ رو دین گی

مر جائینگی ہم فرطِ خوشی سی ہین بہوت — گر تمنی کہا ساتہ جنازی کی چلین گی

خواب مین بھی تمسی ہی نہو نکو جو دیکھی تو خضر — ہو یہ بیخود کہ کبھی اٹھکی نہ پانی مانگی

جان تک دیدین سلیمان کی انگوٹھی کیا ہے — وہ پری رو جو کبھی مجھسی نشانی مانگی

اتنا بھی تم نہ چھیڑو کہ مجبور ہو گی ہین — کہہ بیٹھون کوئی بات کسی تق کی کبھی

چاہت مین بنا غیر شریک اپنا پی ظلم — جب جانین بنا لی وہ ہمارا سا جگر بھی

حنا ملتی ہین ہاتھون مین وہ جب آتی ہین مقتل مین — خوشی سی سج کی آئی ہی یہ بہرِ شگون وہ بھی

غبارِ غیر اوڑا تو ہی مگر میری مٹانی کو — بنا ہی آٹھوان ایوان چرخ وا شگون وہ بھی

ہر فغان پہ شکر ہی کرتا رہون گا ای خدا
بہر الفت تو عطا کر مجکو اک دل اور بہی

آئی نہ محتسب کہین اس راہ سی کبہی
شیشی شراب کی سر بازار توڑ لی

ابہی تو می دل سبکی بلاؤن سی نکالے
مجکو بہی ذرا دیکہ مری گیسوون والی

لایا سر مہر اوسکو تو اغیار کی حق مین
ارمان نہ جب بہی مری گردون نی نکالی

اچہی نہین چہیڑ اونسی کہی دیتی ہین ظالم
بیٹہی ہین تری بزم مین جو دل کو سنبہالی

کہتی تہی یہ سب حشر مین منہ دیکہ کی اوسکا
کسنی یہ بنائی ہین خط و خال الہی

عصیان کی عوض حشر مین تو حسن عمل سی
بہر دینا مرا نامہ اعمال الہی

ایسی ہی خاک مہر و محبت کری کوئی
جو ظلم دوست جو رکو بہی اک ادا کہی

نواب سی خدا کی لیی کچہ نہ پوچہیی
وقت بیان غم وہ خدا جانی کیا کہی
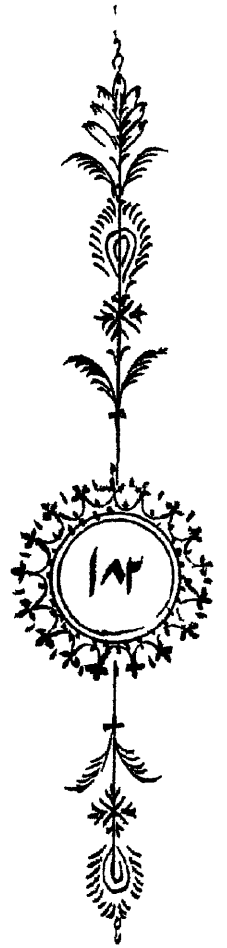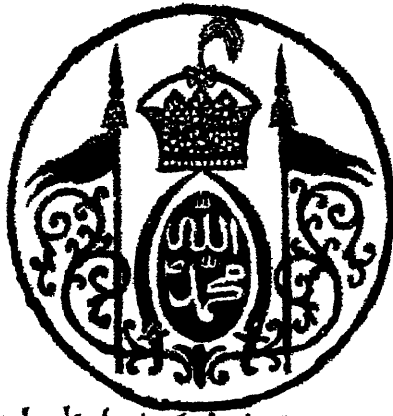
نہ تون پاس ہی پر نہوی محرم راز
جو کچھ اوس شوخ کی دل مین ہی خطا ہی جانی

جیتی ہو مرو گلشن مین بلبل کی چہکنی سی
وہ نازک طبع قدر نالہ و فریاد کیا جانی

خوشبو نہ بہلا آئی مری خاک سی کیونکر
بو سی لیی تہی گیسوی مشکین کی تمہاری

نواب کو مستی نہین کچہ واسطہ تو بہر
کیون ہوتا ہی قربان وہ ہر بار تمہاری

اشکباری ہی رہی ہجر مین تو ای نواب
جان دیوگی تم اکدن یونہین روتی روتی

ان نصیبون سی تو کچہ کام نہ نکلا ابتک
وی مجہی غیب سی یارب کوئی تقدیر نئی

یاد آئی گا ہمین چاک گریبان اپنا
بعد مرنی کی اگر شکل کفن دیکہین گی

کیا ہوا چہوڑ دیا تجکو جو سب نی نواب
درد الفت نی تو چہوڑی نہ رفاقت تیری

کہتی ہین مجکو پسند آئی ہی سوائی تیری
یہ اگر سچ ہی تو ای نواب بن آئی تیری
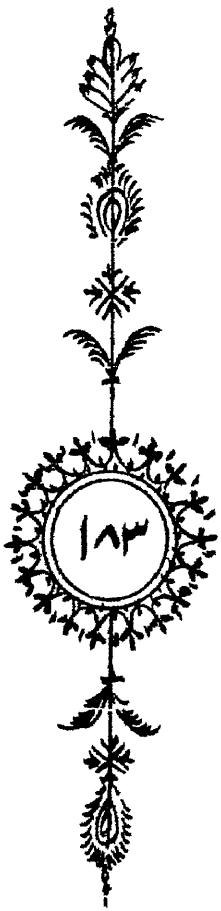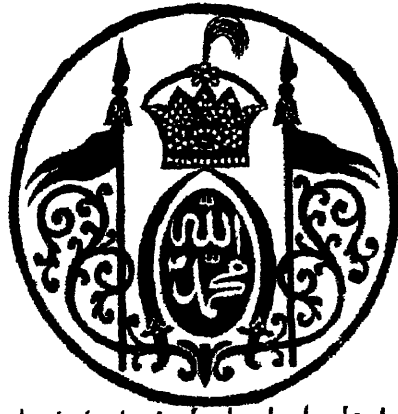
دمِ نظارہ گر رونا ہی تجہے نواب یون رونا
کہ آنسو کی عوض دل دیدۂ خونبار سی ٹپکی

لذتِ وصل سی بچی لیکن
مار ڈالا غمِ جدائی نے

ای دل اگر نتہاری قسمت مین عیشِ وصل
تو کیا مصیبتین نہی تہین تیری واسطی

خلوت کی ہی ہوس ہی تجہے نواب کیا عجب
پیدا ہوا ور خلدِ برین تیری واسطی

مین نہوتا تو نہوتا کوئی پرسان اسکا
ہین تری حسنِ جہان سوز پر احسان میری

قید سی پای تصور ہین نکل جانی کو
روک تو لین مجہی نواب نگہبان میری

دیکہی ملکِ عدم مین کونسا ہو مشغلہ
زندگانی تو یہان امیدواری مین کٹی

اوسکو تو لاتی نہین موسمِ گل مین نواب
میری ہی پاون مین پہناتی ہین زنجیر الٹی

ضعف مین طولِ شبِ ہجر مرا یاد آئی
سلسلہ زلف کا گر موی کمر تک پہنچی
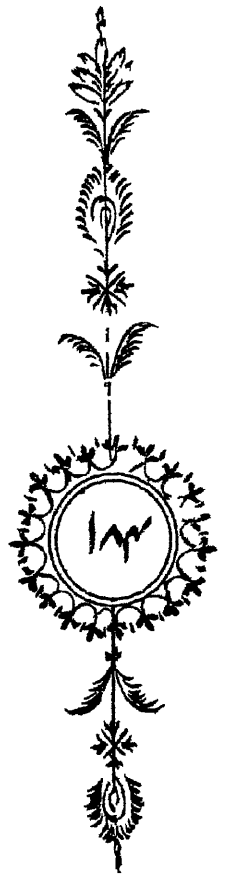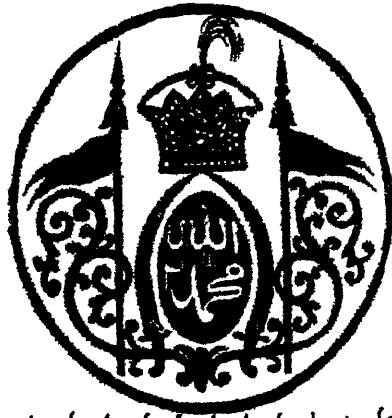
ہرگز ہین حسد پیشہ نہین تمکو دو عالم
چاہی مگر اک میری طرح کوئی نہ چاہی

تمہین سی پوچھتا ہون تم ہی کہدو خدا لگتی
کہ میرا خون ملتی ہاتہ مین تو کیون حنا لگتی

کیا جانی کسکا خون ہی تو اب دیکہی
سنتی ہین آج پاون مین اوسکی حنا لگی

عوض مین اوسکی جگایا فلک نی برسون ہائی
کبہی پلک سی پلک ہی جو ایک آن لگی

کافرون کی عشق مین بت پرستی کی کہ اب
میری کعبی کو بہی سب بیت الصنم کہنی لگی

ہرگز یہ پوچہو کہ مرا کون ہی عاشق
مشکل سی محبت کو چہپایا ہی کسی نی

جس دن سی تری وصل کی امید بندہی ہے
رکہ چہوڑی ہین دل مین بہت ارمان کسی نی

ملفین ہین اوسکی روز ازل سی سیاہ پوش
عشاق کی ہی شمع سر شام ماتم کو دیکہی

سو چہو تو مین کہ جن سی ملک تنگ ہین اشکبار
اونسی ہی ایکدن دل پہ غم کو دیکہی
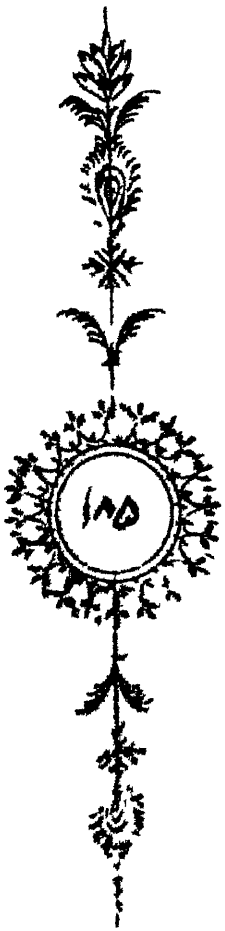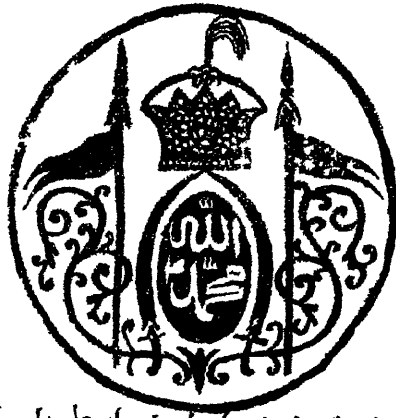
معشوق زمانی مین تہی اور بہی تو یارب
اوسکو ہی بتانی تہی بیدادگری اتنی

دیکھکر افشان تسی ماتہی کی اے ہرہ جبین
اپنی دامن مین چہپا لیتی ہی اختر چاندنی

لوگ خوش ہوتی ہین کیا کیا دیکھکر نواب سے
پر مری نظرون مین ہی خورشید محشر چاندنی

خاک کر مجہکو نہ تو اے آسمان
کون پہر حسرت سی دیکہیگا تجہی

کیا ڈراتا ہی ہمین عشق بتان سی ناصح
یہی ہوگا کہ غم ہجر سی مرجائین گی

خدا جانی نواب کیا سوچتی ہین
کہ وہ چپ ہوی ہین بڑ کہتی کہتی

نواب ہاتہ عشق مین دونون سی ہو بیٹہے
دل کو تو روتی ہی تہی اب آنکہونکو روتی

آنکہونکو ہی ضیافت دیدار ہی ضرور
کب تک غم فراق مین آنسو بہائیی

کیا ہی مصرف ہونا اب خدا کی یاد مین
دیر مین نواب کبتک بت پرستی کیجیی

کس طرح بوسہ دی مجکو وہ وصل کہ ہی
چہری پہ فرط نزاکت سی وہان تل ہماری

کیا تہا وعدۂ وصلت جو اوسنی ای نواب
تو انتظار مین ہمکو کئی برس گذری

وہ سب مین اوٹہا ونگا اسی طرح جو تا حشر
ہر روز نئی جور تم ایجاد کرو گی

تہا یہی شک جو قسمت مین ہی تو حق نی
تجہسی ہی شکل تری ہای چہپائی ہوتی

کیا کری کوئی اوس سی شکوۂ ہجر
جو کہ نام وصال سی بگڑی
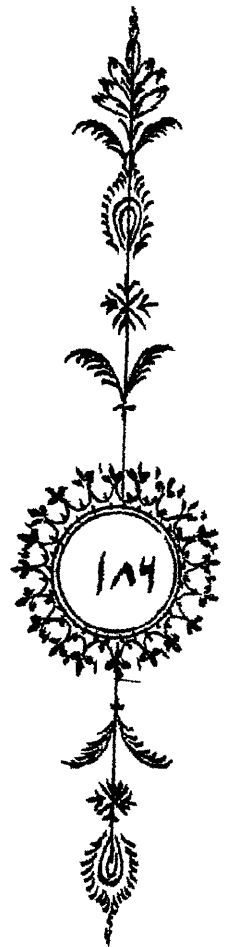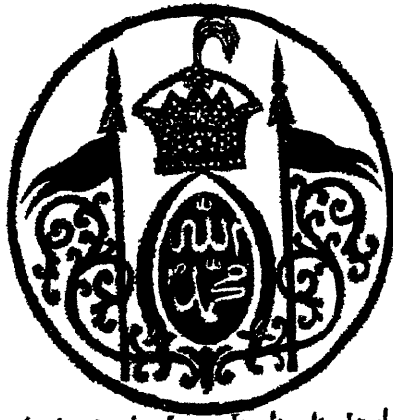
دل مین اوس شوخ کی تاثیر ہو کیونکر نواب
کہ مری آہ بنائی ہی اثر سی پہلی

نہ آپ چپ رہین وہ چار گالیان دی کی
برا نہ مانون گا اس سی بہی برا کہیی

بہلا فراق مین کیا اوسکی آرزو کرتی
تمہین جو پاتی تو دل کی ہی جستجو کرتی

سر چڑہی ہی یہ لی کی دل میرا
زلف اب تاکمر نہین آتی
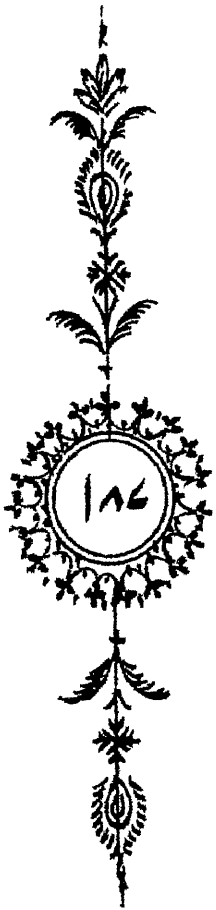
قطعاتِ تاریخ

تاریخ منشی مظفر علی صاحب اسیر

جو یہ سلطانِ ذی شانِ شہِ مُلکِ معانی ہی / چھپا دیوان اوسکا گل ہو غنچہ ہر دل کا

پڑہیگا جو اسے ہوگا سب پہ اوسکا مصرع / بلا شک نہین دیوان ہی استادِ کامل کا

۱۲۹۵ھ

تاریخ آغا حجو صاحب ہندی

زفکرِ بیع خاقانِ معانے / مرتب گشت چون گلدستہ دیوان

چو جستم سالِ ختم از بلبلِ غیب / ندا آمد گلِ باغِ ارم خوان

۱۲۹۵ھ

تاریخ سید محمد اسمٰعیل حسین صاحب منیر

قبلۂ عالم کا دیوانِ سوم / بزمِ حُسن و عشق و سوز و ساز ہی
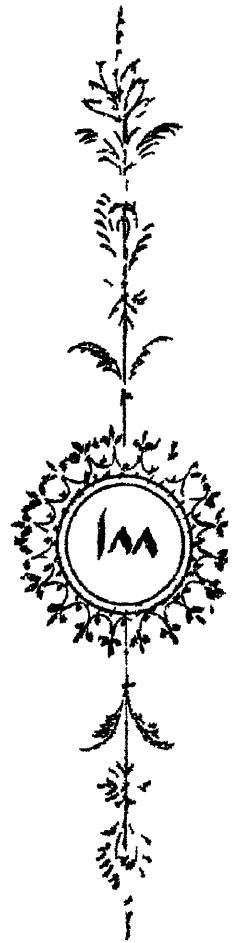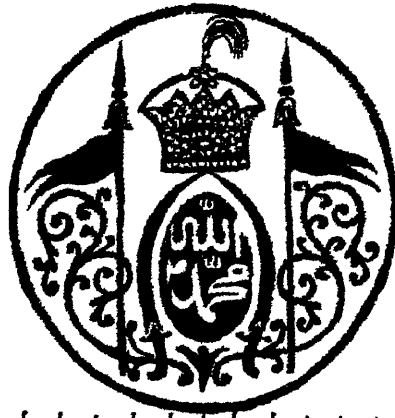
عرض کرتا ہون مین تاریخ ای منیر | یہ کلام منتخب اعجاز ہی
۱۲۹۵ھ

تاریخ ضیاء من علی صاحب جلال

صفت نظم گہر ہی یہ نظم | زیور زیب وہ گوش سخن
طبع ہونی کی ہی تاریخ جلال | گوہر زیب وہ گوش سخن
۱۲۹۵ھ

تاریخ نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی

خسرو عہد کا چہپا دیوان | کیون نہو عرش پر دماغ کمال
سخن تازہ اسکو کہتی ہین | تر و تازہ ہی اس سی باغ کمال
مل گیا اس کلام سی ای داغ | ورنہ معدوم تہا سراغ کمال
یہ نتیجہ ہی طبع روشن کا | اسکی تاریخ ہی چراغ کمال
۱۲۹۵ھ
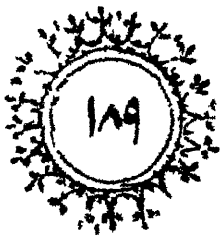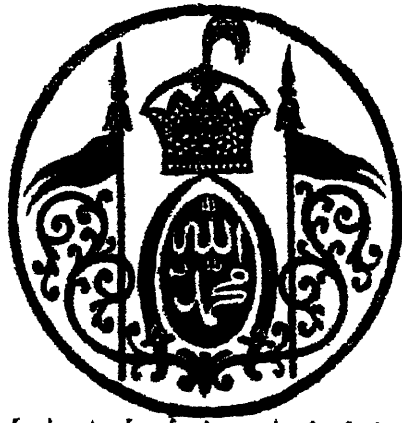
تاریخ شیخ امیر اللہ صاحب تسلیم کاتب دیوان

صد شکر کہ یہ منتخب دستۂ اشعار
سُرمہ ہوا چھپ کر بصرِ صاحبِ فن کا

سطروں کی سپیدی سی عجب رنگ ہی پیدا
عالم نظر آتا ہی خیابانِ سمن کا

حیرت دمِ نظّارہ بنا دیتی ہی تصوّر
گویا ہی ورق چہرۂ بتِ سیم بدن کا

تسلیم نی یہ مصرعِ تاریخ کیا عرض
ہی آینہ دیوانِ سوم شاہِ سخن کا

۹۵ ۱۲ھ

تاریخ منشی صابر حسین صاحب صبا

برنگی کہ گردید مطبوعِ عالم
خوش از طبع این منتخب شد مجلّی

اگر ای صبا فکرِ تاریخ داری
بگو انتخابِ کلامِ معلّی

۹۵ ۱۲ھ

تاریخ سیّد کاظم علی صاحب برادرِ خُرد سیّد ضامن علی صاحب جلال
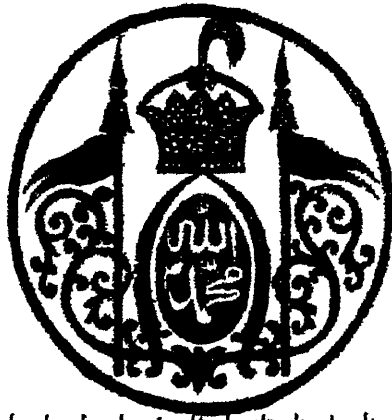
خبر طبع دیوان اقدس کی سنکر — زمانی کی اہلِ سخن کر گئی غش

اگر درد و سودا و میر آج ہوتے — تو پڑھ کر ان اشعار کو کرتی عش عش

ملی کس سے ادا اس زبان و بیان کی — نہین شیخ ناسخ نہین خواجہ آتش

مثال اسم تاریخی اسکا جو ڈھونڈھا — سخن خود پکارا مضامینِ دلکش

۱۲۹۵ھ

تاریخ شیخ محمد فصیح الزمان خان صاحب خلف شیخ محمد وحید الزمان خان صاحب مرحوم

دیوانِ شہریارِ فلک قدر طبع شد — با صد جہان فروغ دمید آفتابِ نظم

چون بود از نتائجِ طبعِ جوان فصیح — سالش نوشت خامۂ فکرم شبابِ نظم

۱۲۹۵ھ

تاریخ فقیر حقیر امیر احمد امیرؔ

بحرِ سخن مین بحرِ فصاحت ہی موجزن — کیا صاف ہی بیان شہ نامدار کی

دی ایک نے مزی کا ہی اسکی کہی جواب ‏ ‏ ‏ طاقت نہین یہ صحنِ چمن مین ہزار کی
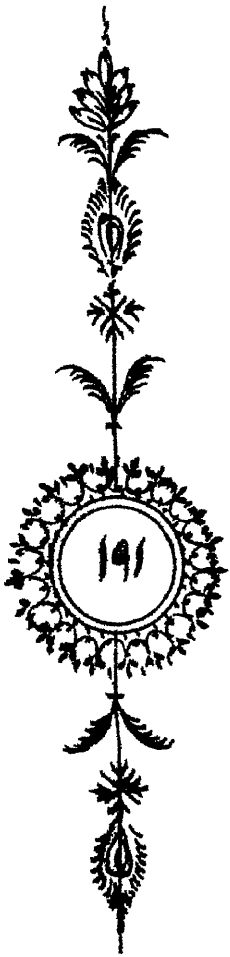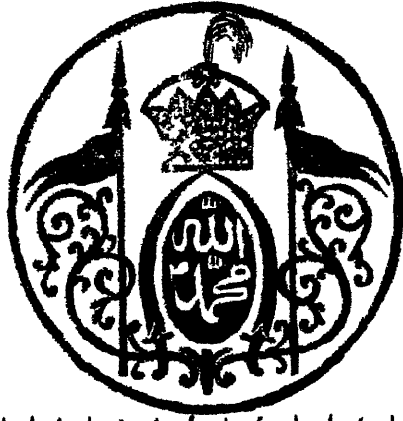
شاید کہ نکہتِ گلِ مضمون سی مست ہے ‏ ‏ ‏ مستانہ ہی روش جو نسیمِ بہار کی

دیوان کہ بوستانِ معانی ہوا درست ‏ ‏ ‏ زیب اور ہو گئی چمنِ روزگار کی

تاریخ ای امیر یہ ترتیب کی کہی ‏ ‏ ‏ لڑیان ہین دیکھ لو گہرِ آبدار کی ۱۲۹۰

خاتمۃ الطبع در نثر مرجز

ہوا بھری ہی ازل سی مسیحِ مضمون کی ‏ ‏ ‏ جواب عطسۂ آدم مری دماغ مین ہے

دیوانِ حقیقت کی مطلع کی ہین دو مصرع ٭ اک حمد الٰہی ہی ٭ اک نعت پیمبر ہی ٭ اس مطلع روشن کی یہی منور ہی ٭ ہر ذرہ بھی ہی واقف ٭ سنتی ہین ازل سی سب ٭ یہ مطلع نورانی ٭ یہ اسکی سوا ابتک ٭ اس ساری غزل مین سی ٭ اک شعر نہین پایا ٭ لیکن مجھی ہاتھ آیا ٭ اسوقت غنی جو قطع ٭ مین سبکو سناتا ہون ٭ اس مطلع یکتا کا جو حسن ازل سی ہی ٭ اسوقت موافق ہین ٭ کیونکر نہ ثناخوان ہون ٭ سامانِ غزلخوانی ٭ کیا خوب مہیا ہی ٭ دربار مین حاضر ہین ٭ نقادِ زرِ معنی ٭ عالم کو سخن میرا ٭ ہنسی کی تمنا ہی ٭ گردش سی فلک ساکت ٭ سیماب ہو دلِ عاشق ٭ برق و شرر و بسمل ٭ بھولی ہین تپش اپنی ٭ سیاری ہین قطب آسا ٭ جو حال زمانہ ہی ٭ جو وقت ہی جو ساعت ٭
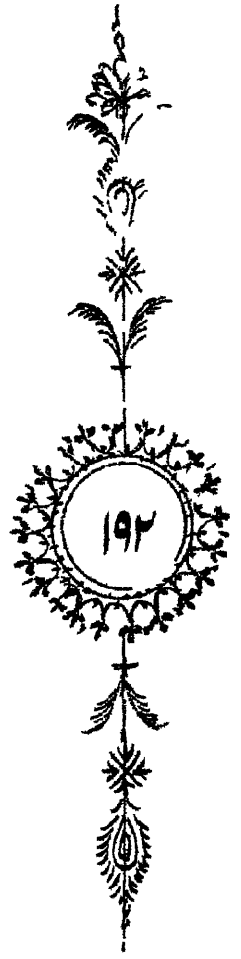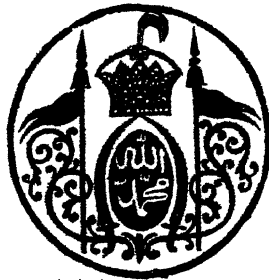
جو پل ہی جو لمحہ ہی ٭ جو آن ہی جو لحظہ ٭ ہی اپنی جگہ قائم ٭ اندیشی کو سکتہ ہی ٭ حیرت میں توہم ہی ٭ درماندہ تخیل ہی ٭
دریا ہین جو دنیا مین ٭ سہولی ہین روانی کو ٭ موجین ہین نہ لہرین ہین ٭ گردش میں نہ آنکہیں ہین ٭ چکر ہی نہ قسمت
مین ٭ لغزش ہی نہ مستون کو ٭ پر بستہ ہوی طائر ٭ مسدود ہیں رستا ہیں ٭ ٹھہری ہی ہوا ہر جا ٭ پتا نہین
ہل سکتا ٭ گھر دور کہار رکین چالین ٭ نصمین نہین چل سکتے ٭ ہوش اُڑ نہیں سکتی ہین ٭ حبس کو توقف ہی ٭
سرعت کو ہی آسایش ٭ رفتار ہی نقش پا ٭ دربستہ شگافِ لب ٭ کانون کی دریچی وا ٭ جہلکہک گئی ہیں عرستے
وحشی ہین اوٹھائی سر ٭ گویا کہ خموشی کی ٭ دنیا مین دوہائی ہی ٭ ناطق ہون تو اک مین ہون ٭ ہین کام وزبان
میری ٭ لب ہین تو مری لب ہین ٭ باتین ہین مری باتین ٭ اوس مطلع تاباں کا ٭ حسن آج ہی سبہی کو ٭ آمادہ
رمانہ بہر ٭ سب کان لگائی ہین ٭ وہ حسن ہی دنیا میں ٭ مدح سحر فام اور ٭ خاقانِ ہنر پرور ٭ قاآنِ کرم گستر ٭
مہرِ فلکِ احسان ٭ مشہور تخلص ہی ٭ **نواب** زمانی مین ٭ یارب ہی یہاں مین ٭ جبتک کہ سخن باقی ٭ ممدوح کے
دولت مین ٭ اقبال مین حشمت مین ٭ ہر لحظہ ترقی ہو ٭ ہر آن ہوا فزایش ٭ دیوان یہ حضرت کا ٭ ایمان سخن کا
ہی ٭ یا جان ہی معنی کی ٭ ہر بیت کی مدحت مین ٭ خود ناطقہ ہی الکن ٭ حیپ عجز سی گویائی ٭ جو شعر ہی
چیدہ ہی ٭ دیوان سی بڑہ کر ہی ٭ ہر شعر ہی اک گوہر ٭ یہ حاصل عمان ہی ٭ الماس کا ریزہ ہی ٭ یہ رتبہ کے
ہی معدن ہی ٭ سو پہولوں کا اک گل ہی ٭ سو سحرون کا اک جادو ٭ سو عطرون کی اک خوشبو ٭ سو شمعون کا
اک شعلہ ٭ سو چہریوں کا اک نشتر ٭ سو تیرون کا اک پیکان ٭ سو دردون کا اک درمان ٭ گو منتخبات اکثر ٭
گذری ہین نگاہوں سی ٭ انصاف یہ ہی لیکن ٭ اب تک کہین عالم مین ٭ دیکہا نہ سنا ایسا ٭ بہ درد جو شعر
اسکی ٭ گلشن مین کوئی پڑہ دی ٭ غش آئی ہزارون کو ٭ گل چاک گریبان ہون ٭ دل تنگ ہون غنچی
نہرون کی بہین آنسو ٭ اشجار دُہنین سر کو ٭ بیتی ہون زبانِ مدح ٭ عشاق تو مرجائین ٭ سُن پائین جو

اک مصرع ٭ الحق کہ نہین ایسا ٭ اس فن مین کوئی کامل ٭ اس طرح سخنگوئی ٭ امکان سے ملا ہے ٭ بندش مین
بہت قیدین سمجھی گئی ہیں واجب ٭ دیوانِ دوم کی جو تقریظ ہے آخر مین ٭ اون قیدوں کو عاجز نے
مرقوم کیا اوسمیں ٭ صد شکر معانی کا ٭ یہ دفترِ لاثانی ٭ سعی امیر احمد ٭ صاحب کی توجہ سے ٭ تصحیح سے عاصی کے
اس مطبعِ عالی مین مطبوع ہوا چھپکر ٭ ارباب بصیرت سے ٭ امید فقط یہ ہے ٭ توشہ کہ کوئی نقطہ ٭
پائین جو کہین بیجا ٭ تو عفو کرین مجکو ٭ بدنام نفرمائین ٭

للہ الحمد کہ یہ صحیفۂ اعجازِ سخن سخن کا پردازی شیخ امیر اللہ
صاحب تسلیم خوشنویس و سید حشمت علی صاحب
سلک منشی مراصاحب پریس شعبان المعظم سنہ ۱۲۹۵
ہجری مین چھپکر نور افزاے
دیدۂ اہل بصیرت
ہوا